آیاتِ بیّنات فی فضائلِ الصّدقات

فضائلِ صدقات

تالیف

مولانا ابوالضیاء محمد فرحان قادری

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

الآیاتُ البیّناتُ فی فضائلِ الصدقاتِ

فضائلِ صدقات

تالیف

مولانا ابوالضیاء محمد فرحان قادری

دارُ احیاء العلوم

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	فضائل صدقات
	(اَلْآیَاتُ الْبَیِّنَات فِیْ فَضَائِلِ الصَّدَقَات)
تالیف	مولانا ابوالضیاء محمد فرحان قادری رضوی عطاری
رابطہ	P.O.Box # 4949, Karachi-74000, Pakistan.
تاریخ اشاعت	اکتوبر 2005ء (رمضان المبارک 1426ھ)
پیشکش	دار احیاء العلوم
تعداد	ایک ہزار
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
کمپیوٹر کوڈ	1Z468
قیمت	180 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ فون: 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یاحبیب اللہ

تاریخ: ۲۹ ربیع المرود ۱۴۲۲ھ حوالہ: ۱۰۱

تصدیق نامہ

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین

وعلی الہ واصحابہ اجمعین

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب

فضائلِ صدقات

(مطبوعہ دار احیاء العلوم) پر مجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل کی جانب سے نظر ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے عقائد، کفریہ عبارات، اخلاقیات، فقہی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے۔ البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس

تفتیشِ کتب و رسائل

09 - 05 - 05

Marfat.com

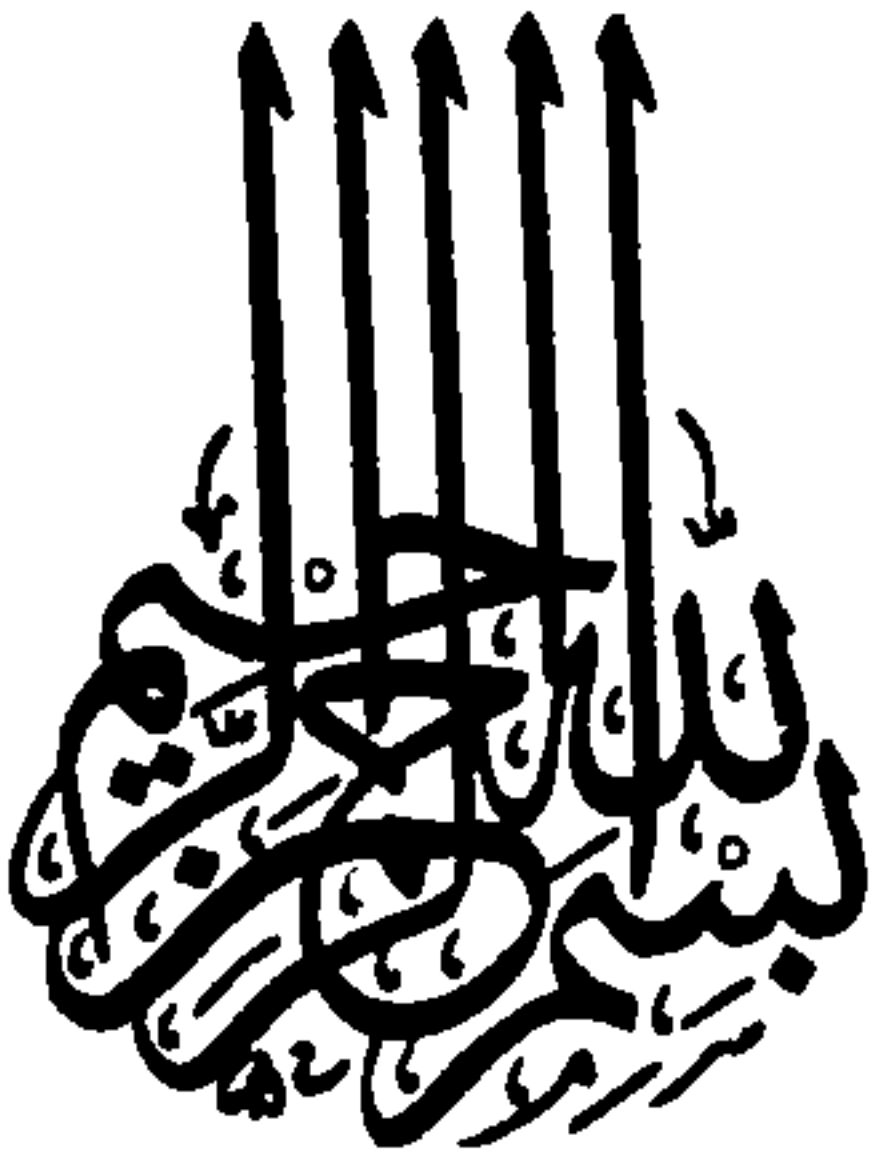

فضائل صدقات

Marfat.com

اجمالی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	تقاریظِ مبارکہ	۲۹
۲	پیش لفظ	۳۵
۳	سعادتِ انتساب	۳۶
۴	پہلا باب: صدقہ کے معنی واقسام	۳۷
۵	دوسرا باب: فرض زکوٰۃ کا بیان	۳۹
۶	تیسرا باب: صدقہ کسے دیا جائے؟ (مصارف)	۵۰
۷	چوتھا باب: صلۂ رحمی	۵۸
۸	پانچواں باب: مال جمع کرنا کیسا ہے؟	۸۶
۹	چھٹا باب: بخل کی مذمت	۱۰۵
۱۰	ساتواں باب: فضائلِ صدقات	۱۳۹
۱۱	آٹھواں باب: راہِ خدا عزوجل میں مال خرچ کرنا	۱۸۶
۱۲	نواں باب: پوشیدہ صدقات اور اسکے فضائل	۲۳۱
۱۳	دسواں باب: کھانا کھلانے اور پانی پلانے کے فضائل	۲۵۸
۱۴	گیارہواں باب: قرض دینے اور تنگدست پر آسانی کرنے کے فضائل	۲۹۰
۱۵	بارہواں باب: عورت کا اپنے شوہر کے مال سے صدقہ کرنا	۳۰۵
۱۶	تیرہواں باب: حلال وحرام مال سے صدقہ کرنا	۳۱۰
۱۷	چودہواں باب: صدقہ دے کر رجوع کرنا کیسا ہے؟	۳۱۴
۱۸	پندرہواں باب: صدقات کی وصولیابی کے فضائل اور اس	

Marfat.com

اجمالی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	میں خیانت پر وعیدیں	۳۱۶
۱۹	سولہواں باب: قناعت کی عظمت اور سُوال کی مذمت	۳۳۰
۲۰	سترہواں باب: اللہ کے نام پر مانگنا	۳۹۷
۲۱	اٹھارہواں باب: مانگنے میں ضد کرنا	۴۰۵
۲۲	اُنیسواں باب: بغیر سوال کے ملنے والی شے لینے کا حکم	۴۱۲
۲۳	مآخذ و مراجع	۴۱۹

Marfat.com

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	تقریظ مبارک حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی صاحب	۲۸
۲	تقریظ مبارک حضرت علامہ مفتی محمد منظور احمد فیضی صاحب	۳۰
۳	تقریظ مبارک حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب	۳۱
۴	پیش لفظ	۳۵
۵	سعادتِ انتساب	۳۶
۶	**پہلا باب: صدقہ کے معنی واقسام**	۳۷
۷	**دوسرا باب: فرض زکوٰۃ کا بیان**	۳۹
۸	زکوٰۃ کی تعریف	۳۹
۹	زکوٰۃ کی اقسام	۳۹
۱۰	زکوٰۃ کی فرضیت	۴۰
۱۱	سنت سے زکوٰۃ کا ثبوت	۴۱
۱۲	فرضیتِ زکوٰۃ کا منکر کافر ہے	۴۲
۱۳	مختصر مسائلِ زکوٰۃ	۴۲
۱۴	زکوٰۃ کب فرض ہوئی	۴۲
۱۵	ادائیگیٔ زکوٰۃ میں مالک بنانا شرط ہے	۴۳
۱۶	زکوٰۃ دینے میں نیت بھی ضروری ہے	۴۳
۱۷	مباح کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی	۴۳
۱۸	فرضیتِ زکوٰۃ کی شرائط	۴۳
۱۹	مال ہلاک ہوگیا تو زکوٰۃ نہیں	۴۴

Marfat.com

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۰	وہ اشیاء جن میں حاجاتِ اصلیہ ہیں، اُن پر زکوٰۃ نہیں	۴۴
۲۱	حاجاتِ اصلیہ کی تفسیر	۴۵
۲۲	زکوٰۃ ایسے کو دی جائے جو قبض کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو	۴۵
۲۳	مال جتنے عرصے گمشدہ رہے اس مدت پر زکوٰۃ نہیں	۴۵
۲۴	مال مقروض کے پاس ہے تو زکوٰۃ کا حکم	۴۵
۲۵	غصب شدہ مال کی زکوٰۃ	۴۶
۲۶	گروی رکھی گئی چیز کی زکوٰۃ	۴۶
۲۷	مالِ تجارت پر جب تک قبضہ نہیں ہوا تو زکوٰۃ کا کیا حکم ہوگا؟	۴۶
۲۸	قرض نصاب پر غالب ہو تو زکوٰۃ نہیں	۴۶
۲۹	خام مال (Raw Material) پر زکوٰۃ کا حکم	۴۷
۳۰	خرچ کے پیسوں پر زکوٰۃ کا حکم	۴۷
۳۱	اہلِ علم کی کتابوں پر زکوٰۃ کا حکم	۴۷
۳۲	حافظِ قرآن کے لئے مصحف شریف حاجتِ اصلی نہیں	۴۸
۳۳	بدمذہبوں کے ردّ اور تائیدِ اہلسنّت کی کتب پر زکوٰۃ کا حکم	۴۸
۳۴	مالِ تجارت کی دورانِ سال جنس تبدیل ہوگئی تو کیا حکم ہوگا؟	۴۸
۳۵	موتی اور جواہر پر زکوٰۃ نہیں جبکہ تجارت کے لئے نہ ہوں!	۴۸
۳۶	مالکِ نصاب کو اگر درمیان سال میں مال حاصل ہوا تو؟	۴۹
۳۷	**تیسرا باب: زکوٰۃ کسے دی جائے؟ (مصارف زکوٰۃ)**	۴۹
۳۸	آٹھ مصارفِ زکوٰۃ	۵۰

Marfat.com

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۹	المؤلفة قلوبهم ساقط ہوگیا	۵۱
۴۰	بنی ہاشم ساداتِ کرام کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں	۵۱
۴۱	بنو ہاشم کون ہیں؟	۵۲
۴۲	امامِ حسن ؓ نے صدقہ کا چھوہارا اُٹھایا!	۵۲
۴۳	صدقات لوگوں کے میل ہیں آلِ رسول ﷺ کو حلال نہیں	۵۴
۴۴	میل کیوں فرمایا؟	۵۴
۴۵	رسول اللہ ﷺ پوچھا کرتے آیا صدقہ ہے یا ہدیہ	۵۵
۴۶	صحابہ کرام ؓ اپنے صدقات نبی کریم ﷺ کے ذریعہ تقسیم کرواتے	۵۵
۴۷	صدقہ فرض غنی کو لینا جائز نہیں	۵۶
۴۸	**چوتھا باب: صلۂ رحمی**	۵۸
۴۹	فرمانِ باری تعالیٰ	۵۸
۵۰	والدین کے ادب و تعظیم میں مستعد رہنا	۵۸
۵۱	رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنے والوں کی عمریں دراز ہوتی ہیں	۵۸
۵۲	یتیم کی پرورش کرنے والے بروزِ قیامت سرکار ﷺ کے قریب ہونگے	۵۹
۵۳	انصاف یہ ہے کہ لا إله إلا الله کہے	۵۹
۵۴	دوسروں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو	۵۹
۵۵	اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے ساتھ والدین سے بھلائی کا حکم دیا	۵۹
۵۶	والدین اپنی خدمت کے لئے نوافل چھوڑنے کا حکم دیں تو چھوڑ دے	۵۹
۵۷	واجبات والدین کے حکم سے ترک نہیں کئے جاسکتے	۶۰

Marfat.com

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۵۸	والدین کے مرنے کے بعد ان کے لئے فاتحہ وایصالِ ثواب کرے	۶۱
۵۹	اگر والدین گناہوں کے عادی ہوں تو نرمی سے اصلاح کرے	۶۱
۶۰	ایک شخص نے بارگاہِ نبوی ﷺ سے جہاد کی اجازت چاہی	۶۱
۶۱	جب تک اِذنِ عام یا والدین کی اجازت نہ ہو جہاد پر جانا جائز نہیں	۶۲
۶۲	والدین کے ادب سے متعلق فرقد نجی کی روایت	۶۳
۶۳	کیا میں نے اپنی والدہ کا حق ادا کر دیا؟!!	۶۳
۶۴	ماں کو لعنت کرنے والا خود ملعون ہے	۶۴
۶۵	علقمہ نامی ایک شخص کے سقراط کا واقعہ	۶۴
۶۶	صدقات والدین کی ناراضی کا اِزالہ نہیں ہو سکتے	۶۵
۶۷	والدین کے لئے دعا نہ کرنا اولاد کی کج حالی کا سبب ہے	۶۶
۶۸	اپنی اولاد کو قتل نہ کرو!!	۶۷
۶۹	والدین کے حقوق کا لحاظ نہ کرنا حرام ہے	۶۷
۷۰	حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کا واقعہ	۶۸
۷۱	ماں باپ کو نام لیکر نہ پکارے	۶۹
۷۲	والدین (معاذ اللہ) کافر ہوں تو اِیمان وہدایت کی دُعا کرے	۷۰
۷۳	حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کا واقعہ	۷۰
۷۴	دل کی حرارت سے باپ کے لئے پانی گرم کیا!!	۷۱
۷۵	ناداروں کی اِعانت صاحبِ استطاعت رشتہ داروں پر لازم ہے	۷۳
۷۶	جو رزق میں کشائش چاہے تو صلۂ رحمی کرے	۷۴

Marfat.com

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۷۷	کیا تمہیں حکومت ملے تو اپنے رشتہ کاٹ ڈالو (گے)	۷۴
۷۸	صلۂ رحمی کی جزاء وسعتِ رزق اور خوشحالی ہے	۷۵
۷۹	اہلِ قرابت پر صدقہ کا ثواب دُونا ہے	۷۶
۸۰	صلۂ رحمی میں دس اچھی خصلتیں ہیں	۷۷
۸۱	یتیم پر رحم کھانے والے کو اللہ تعالیٰ عذاب نہ دے گا	۷۸
۸۲	اہلِ قرابت کے ہوتے غیروں پر صدقہ مقبول نہیں	۷۸
۸۳	سب سے زیادہ حق ماں کا ہے پھر باپ کا	۷۹
۸۴	تین لوگ بروزِ قیامت سایۂ عرش میں ہوں گے	۸۰
۸۵	استطاعت کے باوجود اہلِ قرابت کو دینے سے انکاری کا عذاب	۸۰
۸۶	جو اپنوں سے اپنا فضل (یعنی بچا ہوا) روکے اللہ اس سے اپنا فضل روکے گا	۸۱
۸۷	بندے کو کون سی چیز آگ سے بچاتی ہے؟	۸۱
۸۸	ایک رشتہ دار کو کھلانا ایک درہم صدقہ سے افضل ہے	۸۲
۸۹	غیر پر سو درہم کے صدقہ سے افضل اپنے بھائی پر ایک درہم کا صدقہ ہے	۸۳
۹۰	بھوکوں کو کھلانے والا سایۂ رحمت میں ہوگا	۸۴
۹۱	والدین کی خدمت جہاد ہے!	۸۴
۹۲	صلۂ رحمی اور قاعدۂ اسلامی	۸۵
۹۳	[illegible]	۸۶
۹۴	ہر آئندہ دن کا رزق اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے	۸۶
۹۵	جب درہم و دینار بنے تو شیطان نے انہیں بوسہ دیا	۸۷

Marfat.com

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۹۶	درہم ودینار منافقوں کی لگامیں ہیں	۸۷
۹۷	درہم بچھو ہیں	۸۷
۹۸	کسی کی پیشانی پر سجدے کے نشانات نہیں اس کی مال سے محبت دیکھو	۸۸
۹۹	نبی کریم ﷺ کل کے لئے کچھ ذخیرہ نہ فرماتے	۸۸
۱۰۰	حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کا واقعہ	۸۹
۱۰۱	اپنے رب کے پاس مال جمع کروں گا اور رب کو اولاد کے لئے چھوڑوں گا!	۸۹
۱۰۲	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزدیک درہم ودینار مٹی کے ڈھیلے ہیں	۹۰
۱۰۳	سرکار ﷺ پسند نہ فرماتے کہ اُنہیں کثیر مال ملے!	۹۰
۱۰۴	ابوعبدِ رب کا واقعہ	۹۱
۱۰۵	حقوق اللہ کی ادائیگی کے بعد مال جمع کرنے میں حرج نہیں	۹۱
۱۰۶	ابوذر غفاری کا کعب بن احبار (رضی اللہ عنہما) کو لاٹھی مارنا	۹۲
۱۰۷	دینار داغے جانے کا سبب ہیں!!	۹۴
۱۰۸	مال بروزِ قیامت انگارے ثابت ہوگا	۹۵
۱۰۹	اے بھائی! اتنا جمع کرنے سے بچنا کہ شکر ادا نہ کرسکو	۹۵
۱۱۰	جس مال سے حقوق کی ادائیگی ہو وہ پل صراط پر معاون ہوگا	۹۶
۱۱۱	فرشتے کہتے ہیں آگے کیا بھیجا، بندے کہتے ہیں پیچھے کیا چھوڑا؟	۹۶
۱۱۲	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان	۹۶
۱۱۳	مال کی آفات وفوائد	۹۷
۱۱۴	مال کے فوائد	۹۷

Marfat.com

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۱۵	مال کی آفات	۱۰۱
۱۱۶	**چھٹا باب: بخل کی مذمت**	۱۰۵
۱۱۷	بخیل اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں	۱۰۵
۱۱۸	بُخل، شُحّ، سخا اور جُود کیا ہیں؟	۱۰۵
۱۱۹	علم کو چھپانا مذموم ہے	۱۰۵
۱۲۰	اپنی حیثیت کے مطابق جائز لباس پہننا مستحب ہے	۱۰۵
۱۲۱	بخیل دراصل اپنا ہی نقصان کرتا ہے	۱۰۶
۱۲۲	موت سے پہلے خرچ کرلو!	۱۰۶
۱۲۳	مال واولاد کو فتنہ فرمایا گیا	۱۰۷
۱۲۴	شیطان ناداری کا اندیشہ دلاتا ہے	۱۰۸
۱۲۵	اب چکھو مزا اس جوڑنے کا	۱۰۸
۱۲۶	جس مال کی زکوٰۃ دی گئی وہ کنز نہیں	۱۰۹
۱۲۷	خرچ میں اعتدال ملحوظ رکھے	۱۱۰
۱۲۸	جس نے مال جوڑا اور گن گن کر رکھا	۱۱۱
۱۲۹	جہنم کی آگ سیاہ ہے اندھیری	۱۱۱
۱۳۰	بخیل کے لئے سخت وعید ہے	۱۱۲
۱۳۱	سرکار ﷺ کا خیبر سے واپسی پر پیش آنے والا واقعہ	۱۱۳
۱۳۲	روزانہ فرشتے خرچ کرنے والوں کے لئے دعا اور بخیل کے لئے بددعا کرتے ہیں	۱۱۳
۱۳۳	سخاوت کیا کرو اللہ تم پر سخاوت فرمائے گا	۱۱۴

Marfat.com

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۳۴	سخاوت ایمان سے ہے	۱۱۵
۱۳۵	بخل سے بڑی کونسی بیماری ہے؟	۱۱۵
۱۳۶	اپنی ضروریات سے بچا ہوا خرچ کرنا تیرے لئے ہی مفید ہے	۱۱۶
۱۳۷	بہترین آدمی وہ ہے جو سخاوت کے ساتھ ملاقات کرے	۱۱۷
۱۳۸	بخیل آدمی کا دشمن اس کے مال کا وارث ہوتا ہے	۱۱۷
۱۳۹	اے اللہ خرچ کرنے والے کو اجر دے اور کنجوس کو برباد فرما!	۱۱۸
۱۴۰	امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک بخیل کو عادل قرار دینا درست نہیں	۱۱۸
۱۴۱	راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے سے مال میں برکت ہوتی ہے	۱۱۹
۱۴۲	لذتوں سے صرف تین چیزیں باقی رہ گئیں ہیں	۱۲۰
۱۴۳	بخیل کی غیبت، غیبت شمار نہیں ہوتی	۱۲۰
۱۴۴	بخیل کو دیکھنا دل کو سخت کرتا ہے	۱۲۰
۱۴۵	کنجوس عزت میں سخی ہیں!	۱۲۰
۱۴۶	حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ایک مرتبہ شیطان سے ملاقات ہوئی	۱۲۱
۱۴۷	دوست تین قسم کے ہوتے ہیں	۱۲۱
۱۴۸	ایسے عمدہ بھنے ہوئے گوشت کو کیسے قے کردوں؟	۱۲۲
۱۴۹	اہلِ تقویٰ کا توکل بھی اعلیٰ ہوتا ہے	۱۲۱
۱۵۰	مال جمع کرنا حرام ہوتا تو زکوٰۃ کیسے فرض ہوتی؟	۱۲۱
۱۵۱	اس کے دسترخوان کا حال بیان کرو!	۱۲۴
۱۵۲	اگر یوسف علیہ السلام کی قمیص کی سلائی کے لئے سوئی مانگیں تب بھی منع کردے گا	۱۲۴

Marfat.com

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۵۲	مال کی لالچ کی ممانعت	۱۲۵
۱۵۴	اولاد کی محبت اور حرصِ مال	۱۲۶
۱۵۵	مروان بن ابی حفصہ کے بخل کا انوکھا واقعہ	۱۲۷
۱۵۶	مجھے فضول خرچی پسند نہیں!	۱۲۸
۱۵۷	صحابہ کرام علیہم الرضوان کا خرچ کرنے کا جذبہ	۱۲۹
۱۵۸	بخل ناحق خونریزی کا سبب ہے	۱۳۰
۱۵۹	ایک زمانہ ایسا ہوگا جب کوئی صدقہ لینے کو تیار نہ ہوگا!	۱۳۱
۱۶۰	اُس زمانے کے لوگ زاہد، صابر اور تارک الدنیا ہو جائینگے	۱۳۲
۱۶۱	سخی اللہ کے قریب ہے، جنت کے قریب لوگوں کے قریب!	۱۳۳
۱۶۲	مومن میں کنجوسی اور بدخُلقی جمع نہیں ہو سکتیں	۱۳۴
۱۶۳	فریبی، کنجوس اور احسان جتانے والے جنت میں نہ جائیں گے	۱۳۵
۱۶۴	روٹی کا ٹکڑا اور نمک!	۱۳۶
۱۶۵	جاتے ہو یا ڈنڈا لے کر آؤں!!	۱۳۶
۱۶۶	بخل کا علاج	۱۳۷
۱۶۷	**ساتواں باب: فضائلِ صدقات**	۱۳۹
۱۶۸	فرمان باری تعالیٰ	۱۳۹
۱۶۹	گیارہویں، فاتحہ، تیجہ، چالیسواں بھی صدقاتِ نافلہ ہیں	۱۴۰
۱۷۰	اصل نیکی یہ ہے کہ اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے	۱۴۰
۱۷۱	اسنادِ مجازی جائز ہے	۱۴۲

Marfat.com

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۷۲	خرچ کرنے والوں کی تحسین میں فرمانِ الٰہی	۱۴۲
۱۷۳	حضرت عثمان غنی اور عبدالرحمٰن بن عوف کے حق میں نازل ہونے والی آیت اور اسکی تفسیر	۱۴۳
۱۷۴	صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے راہِ خدا عزوجل میں چالیس ہزار دینار صدقہ کئے	۱۴۴
۱۷۵	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے چاروں درہم خرچ کر دیئے	۱۴۴
۱۷۶	اللہ تعالیٰ خیرات کرنے والے کے ثواب میں برکت فرماتا ہے	۱۴۵
۱۷۷	صدقہ دینے والوں کے لئے خوشخبری ہے	۱۴۶
۱۷۸	روزوں اور صدقات کی ایک اور فضیلت	۱۴۷
۱۷۹	صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا!	۱۴۸
۱۸۰	صدقہ دینے والے نقصان میں نہیں	۱۴۸
۱۸۱	صدقہ کئے بغیر مر گئے تو مال کس کام کا؟	۱۴۹
۱۸۲	صدقہ دینے والوں کو قرضِ حسن دینے والا فرمایا گیا	۱۵۰
۱۸۳	قرض حسن سے مراد نفلی صدقات ہیں (ابن عباس رضی اللہ عنہما)	۱۵۰
۱۸۴	مُخلِص مُتَصَدِّق کے لئے بڑا اجر ہے	۱۵۱
۱۸۵	صدقہ کی قوت پہاڑ اور لوہے سے بھی بڑھ کر ہے	۱۵۱
۱۸۶	سب سے پہلے بُوقیس پہاڑ پیدا ہوا	۱۵۲
۱۸۷	جو مال صدقہ کیا گیا وہ بقاء پا جاتا ہے	۱۵۴
۱۸۸	دائیں بائیں اعمال ہونگے، بیچ میں عامِل!	۱۵۶
۱۸۹	آگ سے بچو اگرچہ کھجور کی ایک قاش کے ذریعہ	۱۵۸
۱۹۰	آدھی کھجور خیرات کرنے پر جہنم سے آزادی	۱۵۸

Marfat.com

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۹۱	صدقہ گناہوں کو یوں مٹاتا ہے جیسے پانی آگ کو	۱۵۹
۱۹۲	صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا ہے	۱۵۹
۱۹۳	صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا	۱۶۰
۱۹۴	دنیا چار قسم کے بندوں کی ہے	۱۶۱
۱۹۵	سرکار ﷺ کا قسم کھانا تاکید کے لئے ہوتا ہے نہ کہ یقین دہانی کے لئے	۱۶۲
۱۹۶	پیشہ ور بھکاریوں کا مال کوئی فائدہ نہیں دیتا	۱۶۳
۱۹۷	رشتہ داروں پر خرچ نہ کرنے والے کا درجہ خبیث ترین ہے	۱۶۴
۱۹۸	صدقہ کی برکت میں وارد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت	۱۶۵
۱۹۹	ہر شخص اپنے صدقہ کے سائے میں ہوتا ہے	۱۶۶
۲۰۰	صدقہ قبر کی گرمی سے بچاتا ہے	۱۶۷
۲۰۱	اِخلاص سے کیا گیا صدقہ بندے اور آگ کے درمیان پردہ ہے	۱۶۸
۲۰۲	میں نے اس کے لئے جنت میں گھر لے لیا ہے!!	۱۶۸
۲۰۳	صدقہ کرنے والے سے ستر شیاطین کے حربے روک دیئے جاتے ہیں	۱۶۹
۲۰۴	حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دھوبی کا واقعہ	۱۶۹
۲۰۵	لوگوں کو برائی سے روکو یہ بھی صدقہ ہے	۱۷۱
۲۰۶	نبی کریم ﷺ آٹھ درہم لے کر قمیص خریدنے تشریف لے گئے	۱۷۲
۲۰۷	صدقہ برائی کے ستر دروازے بند کرتا ہے	۱۷۳
۲۰۸	حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس کا واقعہ	۱۷۳
۲۰۹	صدقہ کو مصیبتیں ضرر نہیں پہنچا سکتیں	۱۷۴

Marfat.com

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۱۰	صدقہ جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے	۱۷۳
۲۱۱	اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پانچ باتیں وحی فرمائیں	۱۷۳
۲۱۲	نکاح والے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زرہ کے فروخت کا واقعہ	۱۷۶
۲۱۳	صدقہ گناہوں کو مٹاتا ہے بُری موت سے بچاتا ہے	۱۷۷
۲۱۴	صدقہ عمر بڑھاتا ہے	۱۷۸
۲۱۵	اگر یہ چاہتا تو بہتر صدقہ کرسکتا تھا	۱۷۹
۲۱۶	بنی اسرائیل کے ایک شخص کا واقعہ	۱۷۹
۲۱۷	بنی اسرائیل کے ایک راہب کو دو روٹیوں کے سبب بخش دیا گیا	۱۸۰
۲۱۸	صدقہ دینے میں بہتر یہ ہے کہ نیک لوگوں کو دے	۱۸۱
۲۱۹	حضرت عبداللہ بن مبارک اہلِ علم کے ساتھ خاص بھلائی کرتے	۱۸۲
۲۲۰	دینے والے کی غرض کیا ہونی چاہئے؟ امام غزالی کی حکمت	۱۸۲
۲۲۱	گلدستۂ امام اہلسنت سے ۲۵ مہکتے پھول	۱۸۳
۲۲۲	**آٹھواں باب: راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنا**	۱۸۶
۲۲۳	قرآن مجید سے خرچ کرنے والوں کی فضیلت	۱۸۶
۲۲۴	ہے کوئی جو اللہ کو قرضِ حسن دے؟	۱۸۷
۲۲۵	تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک.....!	۱۸۸
۲۲۶	حضرت داؤد علیہ السلام کے صحبت یافتہ ایک نوجوان کا واقعہ	۱۸۹
۲۲۷	صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا	۱۹۰
۲۲۸	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خرچ کرنے کا جذبہ	۱۹۱

Marfat.com

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۲۹	سائل کے ہاتھ میں صدقہ پہنچنے سے پہلے قبول ہو جاتا ہے	۱۹۴
۲۳۰	ایک شخص نے امام حسین ؓ سے کچھ مانگا	۱۹۴
۲۳۲	بندہ کہتا ہے میرا مال میرا مال!!	۱۹۵
۲۳۴	بصرہ کے قراء کا واقعہ	۱۹۶
۲۳۵	کسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہے؟	۱۹۷
۲۳۶	امام حسن، حسین اور جعفر ؓ کے حج کا واقعہ	۱۹۸
۲۳۷	کنجوس اور سخی کی مثالیں	۲۰۰
۲۳۸	حضرت عبداللہ بن عامر کا واقعہ	۲۰۲
۲۳۹	قریش کے ایک شخص کا واقعہ	۲۰۲
۲۴۰	چور، زانیہ اور غنی پر صدقہ	۲۰۳
۲۴۱	ہارون رشید نے امام مالک کو پانچ سو دینار بھیجے	۲۰۷
۲۴۲	حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سخاوت	۲۰۷
۲۴۳	اے ابنِ آدم! اپنے خزانے مجھے دے دے (حدیث قدسی)	۲۰۸
۲۴۴	حضرت اعمش کی بکری بیمار ہو گئی	۲۰۹
۲۴۵	ابوطلحہ اور بیرحاء باغ کا صدقہ	۲۱۰
۲۴۶	امام شافعی اور حماد بن ابی سلیمان رحمہما اللہ تعالیٰ	۲۱۴
۲۴۷	اچھا صدقہ وہ جو غِنا کو باقی رکھے	۲۱۵
۲۴۸	سات دن ہوئے میرے پاس کوئی مہمان نہیں آیا	۲۱۵
۲۴۹	کیسے آنا ہوا؟	۲۱۶

Marfat.com

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۵۰	غریب آدمی کی مشقت کا صدقہ افضل ہے	۲۱۶
۲۵۱	میرے پاس مال جمع ہوگیا ہے جس کی وجہ سے غمگین ہوں	۲۱۷
۲۵۲	ایک درہم ایک لاکھ درہم سے سبقت لے جاتا ہے!!	۲۱۸
۲۵۳	درخواست پڑھے بغیر منظور کرلی	۲۲۰
۲۵۴	صدقہ دوا گرچہ جلا ہوا گھر ہی ہو	۲۲۱
۲۵۵	اگر میرے پاس اُحُد پہاڑ برابر سونا ہو	۲۲۳
۲۵۶	جود وسخا کی انتہاء	۲۲۴
۲۵۷	یہ دو شعر تو بخیل بنا دیں گے	۲۲۵
۲۵۸	ایک شخص کے باغ کے لئے خصوصی بادل برسا!	۲۲۶
۲۵۹	حضرت واقد بن محمد واقدی کے والد کا واقعہ	۲۲۷
۲۶۰	سخاوت جنت کا درخت ہے!	۲۲۸
۲۶۱	شریعت میں سخاوت کا ادنیٰ درجہ	۲۲۹
۲۶۲	بہت سے نافرمان سخاوت کے باعث جنت میں جائیں گے	۲۳۰
۲۰۶۳	نواں باب: پوشیدہ صدقات اور اس کے فضائل	۲۳۱
۲۶۴	ظاہر دینے سے متعلق امام غزالی کا فرمان	۲۳۱
۲۶۵	جو احسان جتائے اس کا صدقہ فاسد ہوجاتا ہے	۲۳۳
۲۶۶	پوشیدہ صدقہ رب تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا ہے	۲۳۴
۲۶۷	سات اشخاص بروزِ قیامت سایۂ رحمت میں ہوں گے	۲۳۶
۲۶۸	تین لوگوں سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے	۲۴۰

Marfat.com

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۶۹	پوشیدہ صدقات کے پانچ معانی	۲۴۰
۲۷۰	صدقہ ظاہر کر کے دینا	۲۴۳
۲۷۱	اظہار اور پوشیدگی میں امام غزالی کی تطبیق	۲۴۸
۲۷۲	صدقہ کرو اگرچہ اپنے زیور سے ہی ہو	۲۵۱
۲۷۳	پوشیدہ صدقہ کے فوائد از امام غزالی	۲۵۶
۲۷۴	**دسواں باب: کھانا کھلانا اور پانی پلانے کی فضیلت**	۲۵۸
۲۷۵	ارشادِ باری تعالیٰ	۲۵۸
۲۷۶	کھانا کھلاؤ اور ہر جانے انجانے کو سلام کرو	۲۵۹
۲۷۷	یارسول اللہ جب آپکو دیکھتا ہوں تو دل باغ باغ ہو جاتا ہے!!	۲۶۰
۲۷۸	کھلانا کھلاؤ، سلام پھیلاؤ، جنت میں جاؤ!	۲۶۱
۲۷۹	کھانا کھلانے والوں کے لئے جنت کے خوبصورت درجے ہیں	۲۶۲
۲۸۰	کفار سے سخت کلامی عبادت ہے	۲۶۳
۲۸۱	مسلمان کو کھانا کھلانا اسبابِ رحمت سے ہے	۲۶۴
۲۸۲	صدقہ کا ثواب اُحد پہاڑ کی مثل ہو جاتا ہے	۲۶۵
۲۸۳	ایک روٹی کے ٹکڑے کے سبب تین افراد کے لئے جنت!	۲۶۵
۲۸۴	جنت غیب سے ہے اس میں دخول کا علم بھی غیب ہے	۲۶۶
۲۸۵	صحابی کے ایمان اور منکر کے گمان کا موازنہ	۲۶۷
۲۸۶	اپنے بھائی کی شکم سیری کرنے والا جہنم سے محفوظ رہے گا	۲۶۸
۲۸۷	اللہ تعالیٰ مہر کی گئی نتھری شراب پلائے گا	۲۶۹

Marfat.com

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۸۸	اے انسان! میں بیمار تھا تُو نے میری اِعادت نہ کی؟!	۲۷۰
۲۸۹	آج کس نے روزہ رکھا؟ (فضیلتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ)	۲۷۲
۲۹۰	مسلمان کو خوش کرنا بہتر اعمال سے ہے	۲۷۳
۲۹۱	کھانا کھلانے والے جنت کے خاص دروازے سے داخل ہونگے	۲۷۴
۲۹۲	ایک نیک اور ایک گنہگار بندے کا بیان	۲۷۵
۲۹۳	اے رب اس کا معاملہ مجھے سونپ دے!	۲۷۶
۲۹۴	پانی پلانے کے سبب جنت مل گئی	۲۷۷
۲۹۵	حق بات کہہ بچا ہوا دے	۲۷۸
۲۹۶	مشکیزہ پھٹنے سے قبل جنت میں جائے گا!	۲۸۰
۲۹۷	ہر جگر والے میں اجر ہے	۲۸۰
۲۹۸	کتے کو پانی پلانے پر مغفرت	۲۸۱
۲۹۹	سات اعمال کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے	۲۸۳
۳۰۰	حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے والدہ کے لئے حوض کا ایصالِ ثواب کیا	۲۸۴
۳۰۱	پانی کا کنواں کھودنے کا ثواب	۲۸۵
۳۰۲	تین لوگوں سے اللہ تعالیٰ کلامِ رحمت نہ فرمائے گا (معاذ اللہ)	۲۸۵
۳۰۳	مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں	۲۸۷
۳۰۴	[illegible]	۲۹۰
۳۰۵	غلام آزاد کرنے کا ثواب	۲۹۰
۳۰۶	صدقہ دس گنا اور قرض اٹھارہ گنا زیادہ اجر رکھتا ہے	۲۹۲

Marfat.com

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۰۷	ایک مرتبہ قرض دینے کا ثواب دو مرتبہ صدقہ دینے کے برابر ہے	۲۹۲
۳۰۸	جو تنگدست کے لئے آسانی کردے اللہ اس کے لئے آسانی کریگا	۲۹۳
۳۰۹	تو نے کوئی بھلائی کی ہے؟!	۲۹۳
۳۱۰	کاروباری معاملات میں مقروض پر نرمی کرنے کی فضیلت	۲۹۴
۳۱۱	جو تنگدست کی حاجت روائی کرے اس کے لئے روزانہ صدقہ کا ثواب	۲۹۵
۳۱۲	جو مسلمان کو دنیوی تکلیف سے رہائی دے اللہ اسے اُخروی تکلیف سے بچائے گا	۲۹۶
۳۱۳	دوسرے سے پریشانی دور کرنیوالے کیلئے نور کے دو بقعے ہوں گے	۳۰۱
۳۱۴	بروزِ قیامت پہلا شخص جو سایۂ رحمت میں داخل ہوگا!	۳۰۲
۳۱۵	جو چاہے کہ دُعا قبول ہو وہ تنگدست کے لئے آسانی فراہم کرے	۳۰۳
۳۱۶	**بارہواں باب: عورت کا اپنے شوہر کے مال سے صدقہ کرنا**	۳۰۵
۳۱۷	خاوند کی طرف سے کس قدر صدقہ کی اجازت ہے؟	۳۰۵
۳۱۸	بربادی کی نیت نہ ہو	۳۰۵
۳۱۹	سوائے اپنی غذا کے صدقہ نہیں کرسکتی	۳۰۶
۳۲۰	اگر شوہر اجازت دے تو دونوں کے لئے اجر ہے	۳۰۷
۳۲۱	صدقہ کر اور بخل مت کر کہ تجھ سے روکا جائے	۳۰۸
۳۲۲	**تیرہواں باب: حلال وحرام مال سے صدقہ کرنا**	۳۱۰
۳۲۳	اللہ تعالیٰ حلال ہی قبول فرماتا ہے	۳۱۰
۳۲۴	حلال وحرام کمائی سے متعلق اہم قانون	۳۱۱
۳۲۵	حرام مال سے صدقہ کا کوئی اجر نہیں	۳۱۲

Marfat.com

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۲۶	جو حرام قطعی مال سے صدقہ کرتے وقت ثواب کی نیت رکھے!	۳۱۳
۳۲۷	**چودھواں باب: صدقہ دے کر رجوع کرنا**	۳۱۴
۳۲۸	ایسا کرنا کتے کے قے کر کے چاٹ لینے کی مثل ہے	۳۱۴
۳۲۹	**پندرھواں باب: صدقات کی وصولیابی کے فضائل اور اس میں خیانت پر وعیدیں**	۳۱۶
۳۳۰	سچا عامل مجاہد فی سبیل اللہ ہے	۳۱۶
۳۳۱	امانت دار خازن صدیقین سے ہے	۳۱۷
۳۳۲	اچھی کمائی عامل کی ہے جبکہ مخلص ہو	۳۱۸
۳۳۳	قیامت کے دن یوں نہ آنا کہ اُونٹ تمہاری گردن میں بلبلاتا ہو	۳۱۹
۳۳۴	خیانت چھوٹی ہو یا بڑی رُسوائی کا باعث ہے	۳۲۰
۳۳۵	یہ تمہارا ہے اور یہ مجھے ہدیہ نذرانہ دیا گیا ہے	۳۲۱
۳۳۶	یہ نذرانہ نہیں بلکہ رشوت ہے	۳۲۲
۳۳۷	تجھ پر اُف ہے!	۳۲۵
۳۳۸	اب اس چادر سے اُسے عذاب ہو رہا ہے	۳۲۶
۳۳۹	خائن عامل جنت میں نہ جائے گا	۳۲۷
۳۴۰	رات کی اُس گھڑی جادوگر اور خائن عامل کے سوا سب کی دعا قبول ہوتی ہے	۳۲۸
۳۴۱	میں آپ کو لوگوں کے گناہ دھونے پر استعمال نہیں کر سکتا	۳۲۹
۳۴۲	**سولہواں باب: قناعت کی عظمت اور سوال کی مذمت**	۳۳۰
۳۴۳	فقر قابلِ تعریف ہے	۳۳۰
۳۴۴	مانگنے والے کی قیامت کے دن کیا حالت ہوگی؟	۳۳۰

Marfat.com

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۴۵	سوالات خراشیں ہیں!	۳۳۱
۳۴۶	جو غنی ہوتے ہوئے مانگے کہ چہرہ بگڑ جائے!	۳۳۲
۳۴۷	بلا حاجت مانگنے والے کے چہرے پر گوشت نہ ہوگا	۳۳۲
۳۴۸	جو خود پر سوال کا دَر کھولے گا اللہ اس پر فاقہ کا در کھولے گا	۳۳۳
۳۴۹	انسان کے پاس سونے کی وادی ہو تو دوسری کی خواہش کریگا	۳۳۴
۳۵۰	غنی کا مانگنا آگ ہے!	۳۳۵
۳۵۱	مانگنے والا انگارے جمع کرتا ہے	۳۳۷
۳۵۲	رات کا کھانا غِنَاء ہے	۳۳۹
۳۵۳	قدرِ غناء پچاس درہم یا اس قیمت کا سونا بھی فرمایا	۳۴۰
۳۵۴	کس نصاب سے سُوال حرام ہوتا ہے	۳۴۱
۳۵۵	جو اپنا فاقہ اللہ کی بارگاہ میں پیش کرے جلد غنی ہو جائیگا	۳۴۲
۳۵۶	مانگنے والا جہنم کے بھڑکتے پتھر جمع کرتا ہے	۳۴۳
۳۵۷	آپ کے بعد کسی سے عطیہ نہ لوں گا!	۳۴۴
۳۵۸	بعض صحابہ گھوڑوں کی سَوْط (چابک) گر جاتی تو خود اُتر کر لیتے	۳۴۶
۳۵۹	کون بیعت کرے گا؟	۳۴۶
۳۶۰	مجھے میرے خلیل ﷺ نے سات باتوں کی وصیت فرمائی ہے	۳۴۷
۳۶۱	جب آدمی لالچ کرتا ہے تو اپنا دین کھو بیٹھتا ہے	۳۴۸
۳۶۲	اے حکیم یہ مال خوشنما خوش ذائقہ ہے	۳۴۹
۳۶۳	اوپر والے ہاتھ سے مراد دینے والا ہے	۳۵۱

Marfat.com

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۶۴	سرکار ﷺ سے مانگنے میں ہماری عزت ہے	۳۵۲
۳۶۵	جو نہ مانگنے کی ضمانت دے میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں!	۳۵۳
۳۶۶	جو مجھ سے (بکراہت) لے جاتا ہے وہ آگ ہی لے جاتا ہے	۳۵۵
۳۶۷	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک گاؤں سے گزر!	۳۵۶
۳۶۸	جس پر ایسی آفت آئے کہ مال برباد کردے اس کے لئے سوال حلال ہے	۳۵۷
۳۶۹	مانگنے سے احتراز کرو اگرچہ مسواک ہی کیوں نہ ہو	۳۵۹
۳۷۰	لالچ فقر اور ناامیدی مالداری ہے	۳۵۹
۳۷۱	پہلے تین جو جنت میں جائیں گے اور پہلے تین جو جہنم میں!	۳۶۱
۳۷۲	آپ کہاں سے کھاتے ہیں؟	۳۶۲
۳۷۳	جس قدر ممکن ہو سوال سے پرہیز کرو	۳۶۳
۳۷۴	جو غنی بننا چاہے اللہ اُسے غنی بنادے گا	۳۶۴
۳۷۵	دنیا کا سب مال قلیل ہے	۳۶۴
۳۷۶	جو صبر چاہے گا اللہ تعالیٰ اُسے صبر دے گا	۳۶۵
۳۷۷	میں اپنے بندے کے گمان کے قریب رہتا ہوں	۳۶۶
۳۷۸	امیری زیادہ مال واسباب نہیں بلکہ دل کی غِنا کا نام ہے	۳۶۷
۳۷۹	ہماری دولت علم اور جاہلوں کی مال ہے	۳۶۸
۳۸۰	مسکین کون؟	۳۶۹
۳۸۱	جو مسلمان بکفایت رزق پائے اور قناعت کرے کامیاب ہے	۳۷۰
۳۸۲	پیٹ کے مشکیزے کا بھر جانا تیرے لئے کافی ہے	۳۷۱

Marfat.com

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۸۳	جو ضرورت سے سواء ہو کسی فقیر کو دے دو	۳۷۲
۳۸۴	قنبرہ (چنڈول پرندے) کی حکایت	۳۷۳
۳۸۵	قناعت ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا	۳۷۴
۳۸۶	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حکایت	۳۷۵
۳۸۷	قناعت کی تعلیم	۳۷۶
۳۸۸	مانگنے سے بہتر ہے کہ رسی لیکر لکڑیوں کے گٹھے اُٹھائے	۳۷۹
۳۸۹	حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کا کھاتے	۳۸۰
۳۹۰	اگر مانگنا ناگزیر ہو تو نیک لوگوں سے مانگے	۳۸۱
۳۹۱	لالچ فقر اور ناامیدی تونگری ہے	۲۸۲
۳۹۲	حرص ولالچ کا علاج اور حصولِ قناعت کی دوا	۳۸۴
۳۹۳	سوال کرنا کیسا ہے؟	۳۹۳
۳۹۴	[illegible]	۳۹۷
۳۹۵	اس طرح مانگنے والے پر لعنت ہے	۳۹۷
۳۹۶	جو اللہ کے نام پر مانگے اُسے کچھ نہ کچھ دے دو	۳۹۷
۳۹۷	کچھ نہ پاؤ تو دعائیں دو	۳۹۸
۳۹۸	لعنت ہے اُس پر جو اللہ کے نام پر مانگنے والے کو منع کر دے	۳۹۹
۳۹۹	مخلوق کی برائی کیا ہے؟	۳۹۹
۴۰۰	اللہ کے نام کا سوال اور خضر علیہ السلام	۳۹۹
۴۰۱	[illegible]	۴۰۵

Marfat.com

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۴۰۲	بہت قبیح فعل ہے	۴۰۵
۴۰۳	برکت نہ ہوگی	۴۰۶
۴۰۴	اس کی مثل ایسی ہے کہ کھائے بھی اور سیر بھی نہ ہو	۴۰۸
۴۰۵	وہ اپنے کپڑوں میں آگ لے گیا ہے	۴۰۹
۴۰۶	انیسواں باب: بغیر سوال کے ملنے والی چیز لینے کا حکم	۴۱۲
۴۰۷	ابن عمر رضی اللہ عنہما تحفہ نہ لوٹاتے	۴۱۳
۴۰۸	سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تحفہ قبول فرمایا	۴۱۴
۴۰۹	بغیر حرص وسوال کے کچھ ملے تو قبول کرنا چاہئے	۴۱۵
۴۱۰	جو تمہیں دیا جائے وہ لے لو	۴۱۶
۴۱۱	مکہ مکرمہ کے ایک مجاور کا واقعہ	۴۱۸
۴۱۲	انسان کا حق صرف تین چیزوں میں ہے	۴۱۹
۴۱۳	مآخذ ومراجع	۴۲۱

Marfat.com

تقریظِ مبارک

فیضِ ملّت شیخ التفسیر والحدیث حضرت علامہ مولانا ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی صاحب مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلّم علی رسولہ الکریم

فاضل نوجوان مولانا محمد فرحان قادری صاحب زِیْدَ مَجْدُہٗ کی کتاب **"فضائل صدقات"** کے بعض مقامات کو دیکھا خوب ہے، ع

اللہ تعالیٰ اور کرے قلم کا زور زیادہ (آمین)

فقیر اس وقت علیل ہے اسی لئے مزید لکھنے سے قاصر ہے دعا گو ہے کہ فاضل مکرم کی مساعی قبول ہوں انکے لئے توشۂ راہِ آخرت اور عوام اہلِ اسلام کے لئے مشعلِ راہِ ہدایت ثابت ہو (آمین) بجاہ طٰہٰ ویٰسٓ صلی اللّٰہُ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین.

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی

۳ شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ

Marfat.com

تقریظِ مبارک

شیخ التفسیر والحدیث حضرت علامہ مولانا ابوالمحسن مفتی محمد منظور احمد فیضی صاحب مدظلہ

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین ورحمۃ للعالمین وعلی متبعیہ المُنفِقِیُن في سبیل اللّٰہ رب العالمین إلی یوم الدین. أما بعد:

فقیر نے کتاب ھٰذا "**فضائلِ صدقات**" کو بعض مقامات سے سُنا، اچھا پایا اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ مولا کریم بطفیل نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کتابِ ھٰذا کو اور اس کے مصنف عزیزی مولانا محمد فرحان قادری صاحب کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور فلاحِ دارین کا یہ سبب بن جائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ.

فقیر منظور احمد فیضی

مہتمم وسرپرست جامعہ فیضیہ رضویہ

احمد پور شرقیہ، ضلع بہاول پور، حال مقیم کراچی۔

مورخہ ۱۷ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ

Marfat.com

تقریظِ مبارک

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

صدقہ کی فضیلت پر قرآن وسنت اور اقوال واعمال علماء وصلحاء امت شاہد ہیں۔

صدقہ میں چند امور کا لحاظ ضروری ہے:

پہلا امر یہ ہے کہ صدقہ اگر واجبہ ہے تو فقہاء کرام نے اس میں ظاہر کرنے کو افضل قرار دیا ہے اور اگر نافلہ ہے تو اس میں چھپانے کو۔ اسی لئے اسلاف اپنے نفلی صدقات کو لوگوں سے چھپانے میں مبالغہ کیا کرتے حتیٰ کہ بعض نے تو نابینا فقیروں کی جستجو کی تاکہ لینے والا بھی نہ جان سکے کہ دینے والا کون ہے؟ اور بعض نے محتاجوں کی احتیاج اس طرح دور کی کہ سوتے ہوئے ان کے کپڑوں میں مال باندھ دیئے۔

دوسرا امر یہ ہے کہ صدقہ کرنے والوں کو صدقہ کر کے احسان جتانے اور ایذاء پہنچانے سے احتراز ضروری ہے کیونکہ حکم ہے ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ﴾۔

تیسرا امر یہ ہے کہ صدقہ اپنے پاک وپسندیدہ مال سے نکالا جائے کہ ارشاد

Marfat.com

ہے ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ تاکہ صدقہ دینے والا اُن لوگوں میں سے نہ ہوجائے جن کے بارے میں ارشاد ہوا ﴿وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ﴾ اسی لئے سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی کو قبول فرماتا ہے، یعنی حلال کو۔

حضرت سُفیان ثوری علیہ الرحمہ نے اس کی مثال یوں دی کہ جو شخص حرام مال طاعات میں خرچ کرتا ہے وہ ایسا ہے جیسے وہ کپڑے کو پیشاب سے دھوکر پاک کرنا چاہتا ہو حالانکہ کپڑا تو پانی سے ہی پاک ہوتا ہے اسی طرح گناہ بھی حلال مال ہی سے مٹتے ہیں۔ پھر فقہاء کرام نے حرام مال خرچ کر کے اس پر ثواب کی امید رکھنے کو کفر قرار دیا ہے۔

چوتھا امر یہ ہے کہ صدقہ خوش دلی اور خوش روئی سے دیا جائے، دل کی خوشی کے آثار چہرے سے ظاہر ہو جاتے ہیں اسی لئے خوش روئی خوش دلی پر دلالت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾۔

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک درہم ہزار درہم پر سبقت لے گیا یعنی حلال مال کا ایک درہم خوشدلی سے دینا بددلی سے دیئے گئے ہزار درہم سے افضل ہے۔

پانچواں امر یہ ہے کہ صدقہ دینے کے لئے بڑے غور و فکر سے اس کا مناسب مَصْرَف تلاش کیا جائے کہ متقی عالم کو صدقہ دے جس سے مصدّق طاعت اللہ، تقویٰ اور علم دین کی خدمت میں اس کی معاونت کرے یا تنگ دست صالح کو

Marfat.com

تلاش کرے چنانچہ ارشاد ہے ﴿اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ﴾۔

اور سرور عالم ﷺ کا فرمان ہے صدقہ جب اپنے صاحب کے ہاتھ سے نکلتا ہے تو پانچ باتیں کرتا ہے:

۱.....میں چھوٹا تھا تو نے مجھے بڑا بنا دیا۔

۲.....تو میری حفاظت کیا کرتا تھا اب میں تیرا محافظ بن گیا۔

۳.....میں تیرا دشمن تھا تو نے مجھے اپنا محبوب بنالیا۔

۴.....میں فانی تھا تو نے مجھے باقی بنا دیا۔

۵.....میں قلیل تھا تو نے مجھے کثیر کر دیا۔

شرعاً سخاء محمود اور بخل مذموم ہے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے سخاوت جنت میں ایک درخت ہے جس کی شاخیں دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں جس نے ان شاخوں کو پکڑ لیا تو وہ اُسے جنت میں کھینچ لیتی ہیں اور بخل دوزخ میں ایک درخت ہے جس کی شاخیں دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں جس نے ان شاخوں کو تھام لیا تو وہ اُسے دوزخ کی طرف کھینچ لیتی ہیں۔

اور فرمایا سخی اللہ اور اس کی مخلوق سے قریب ہے اور بخیل ان سے دور، اور یہ بھی فرمایا، بخیل اگرچہ عبادت گزار ہو جنت میں داخل نہ ہوگا۔

الحمد للہ علی مَنِّہٖ وَکَرَمِہٖ عزیزم محمد فرحان قادری زِیْدَ عِلْمُہٗ وَحِلْمُہٗ نے فضائل صدقات پر قرآن وحدیث اور اقوال اسلاف اور حکایات راغبہ پر مشتمل ایک کتاب تحریر کرنے کا شرف حاصل کیا ہے جسے احقر نے بیشتر مقامات سے پڑھا ہے، ماشاء اللہ بہت خوب ہے۔

Marfat.com

تقریظ مفتی عطاء اللہ نعیمی صاحب

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل موصوف کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے عوام الناس کے لئے نافع بنائے اور موصوف کے علم و عمل و اخلاص میں برکتیں عطا فرمائے۔ اور میں بھی امید کرتا ہوں کہ اگر میری سعی قبول ہوگئی اور میں الداعی علی الخیر کفاعلہ کا مصداق بنادیا گیا تو یہ مکتوب میری اور میرے ساتھ موصوف کے دیگر اساتذہ اور ان کی درسگاہ کے جمیع متعلقین کی بخشش کا سامان ہوگا۔

(ان شاء اللہ عزوجل)

عبدہٗ وعبدالمصطفیٰ

محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہٗ ولوالدیہ ولاساتذتہ

Marfat.com

پیش لفظ

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین سید المتوکلین علی اللّٰہ والمتصدقین علی عبادہ وعلی آلہ وصحبہ أجمعین أما بعد:

چند دوستوں نے اصرار کہ فضائل صدقات اور اس کے متعلقات پر ایک مکتوب لکھوں جس میں صدقات کی ادائیگی کی جانب رغبت دلائی جائے، نیز دیگر فضائل بیان کئے جائیں اور ساتھ ہی ساتھ نفلی صدقات کی ادائیگی میں بخل کرنے کی مذمت اور وعیدوں کا تذکرہ بھی شامل ہو اور بے جا سوال کرنے (مانگنے) والوں وغیرہا کے متعلق قرآن واحادیث کی روشنی میں بیان ہو۔

یہ فقیر خود کو اس تحریر کے قابل تو نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ سے استعانت، سرکارِ دو جہاں ﷺ کے کرم کا امیدوار ہوکر، بزرگوں کے علمی ترکہ سے استفادہ کرتے ہوئے اور حضرات کے حکم اور حوصلہ افزائی کی بدولت چند صفحات لکھنے کی جسارت کررہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ناچیز کی اس کاوش کو اپنی رحمت کے طفیل قبول فرمائے، اخلاص کی دولت عطا کرے اور بروزِ قیامت بطفیل کرم، اسے میری اور تمام مسلمانوں کی مغفرت کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

Marfat.com

میں اپنی اس تحریر کو اپنے مرشدِ کامل

عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، عاشقِ ماہِ نبوت ﷺ مبلّغِ اسلام، سیّدی

امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی مدظلہ العالی

کی جانب انتساب کی سعادت حاصل کرتا ہوں، کہ جن کے فیضانِ نور سے میرے اور مجھ جیسے لاکھوں کے دلوں میں شمعِ ایماں فروزاں ہے۔

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

ابو الضیاء محمد فرحان قادری رضوی عفی عنہ

Marfat.com

صدقہ کے معنی و اقسام

لغت میں صدقہ سے مراد عطيَّة يراد بها المثوبة لا المكرمة (المنجد)

یعنی، وہ ادائیگی ہے جس سے عزت افزائی کے بجائے ثواب کا ارادہ کیا جائے۔

اور علامہ سید شریف جرجانی حنفی نے صدقہ کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی: هي العطية تنبغي بها المَثوبة من اللّٰه تعالىٰ.[1]

یعنی، صدقہ سے مراد وہ عطیہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ثواب کی امید ہو۔

ترمذی شریف کی ایک حدیث میں صدقہ کی چند اقسام بیان فرمائیں گئیں ہیں:

عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:	حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے
"تَبَسُّمُكَ فِيْ وَجْهِ أَخِيْكَ لَكَ	ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہارا اپنے
صَدَقَةٌ، وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْيُكَ	بھائی کے لئے مسکرانا بھی صدقہ ہے، نیکی کی
عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَإِرْشَادُكَ	دعوت دینا بھی صدقہ ہے، بُرائی سے روکنا
الرَّجُلَ فِيْ أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ	بھی صدقہ ہے، بھٹکے ہوئے کی راہنمائی کرنا
صَدَقَةٌ، وَبَصَرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيءِ	بھی صدقہ ہے، کمزور نگاہ والے کی

[1] (كتاب التعريفات، باب الصاد، ص ۹۳)

Marfat.com

الْبَصَرِ لَکَ صَدَقَةٌ، وَإِمَاطَتُکَ الْحَجَرَ وَالشَّوْکَةَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيْقِ لَکَ صَدَقَةٌ، وَإِفْرَاغُکَ مِنْ دَلْوِکَ فِيْ دَلْوِ أَخِيْکَ لَکَ صَدَقَةٌ۔[1]

مدد کرنا بھی صدقہ ہے، راستے سے پتھر، کانٹا اور ہڈی کا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے، اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا بھی صدقہ ہے۔

نیز قرض دینا بھی صدقہ کی قسم سے ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "کُلُّ قَرْضٍ صَدَقَةٌ"۔[2]

حضرت عبد اللہ بن مسعود ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ہر قرض صدقہ ہے۔

---

[1] (سنن الترمذي، المجلد الثالث، کتاب (۲۸) البر والصلة، باب (۳۶) ما جاء في صنائع المعروف، ص۹۰، الحديث: ۱۹۵۶)

[2] (شعب الإيمان، المجلد الثالث، باب (۲۲) في الزکاة، فصل في القرض، ص۲۸۴، الحديث: ۳۵۶۳)
(المعجم الصغير للطبراني، ص۲۴۶، الحديث: ۴۹۲)
(المعجم الکبير، المجلد الرابع، ص۱۷۴، الحديث: ۴۲۹۸)

Marfat.com

فرض زکوۃ کا بیان

زکوۃ کی تعریف:

علامہ شیخ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ فرماتے ہیں، هي تمليک المال من فقير مسلم غير هاشمي ، ولا مولاه بشرط قطع المنفعة عن الملک من كل وجه لله تعالى هذا في الشرع كذا في "التبيين".[1]

یعنی، زکوۃ شرع میں اللہ کے لئے مال کے ایک حصہ کا جو شرع نے مقرر کیا ہے مسلمان فقیر کو مالک کر دینا ہے اور فقیر نہ ہاشمی ہو نہ ہاشمی کا آزاد کردہ غلام اور اپنا نفع اس سے بالکل جُدا کر لے۔ (بہار شریعت)

زکوۃ کی اقسام:

فرضیت اور وجوبیت کے اعتبار سے زکوۃ کی دو قسمیں ہیں، چنانچہ امام علاء الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ فرماتے ہیں،

الزكاة في الأصل نوعان: فرض، وواجب؛ فالفرض زكاة المال، والواجب زكاة الرأس وهي صدقة الفطر، وزكاة المال نوعان: زكاة الذهب والفضة وأموال التجارة والسوائم، وزكاة الزروع

---

[1] (الفتاوى الهندية المعروف بعالمكيرية، المجلد الأول، كتاب الزكاة، الباب الأول في تفسيرها إلخ، ص ۱۷۰)

Marfat.com

والثمار، وهي العُشر أو نصف العُشر.[1]

یعنی، زکوٰۃ کی دراصل دو قسمیں ہیں، ایک فرض اور دوسری واجب۔ جہاں تک فرض کا تعلق ہے تو وہ مال کی زکوٰۃ ہے اور رہی بات واجب کی تو وہ افراد کا صدقہ ہے اور وہ صدقۂ فطر ہے۔ مال کی زکوٰۃ کی دو قسمیں ہیں: سونے اور چاندی (اور نقد) کی زکوٰۃ، دوسری قسم میں مالِ تجارت، مویشیوں کی زکوٰۃ شامل ہے۔ نیز زراعت اور پھلوں (باغات) کی زکوٰۃ بھی اسی قسم سے ہے جس میں عُشر اور نصف عُشر فرض ہوتا ہے۔

زکوٰۃ کی فرضیت:

امام کاسانی فرماتے ہیں،

فالدليل على فرضيتها الكتاب، والسنة والإجماع، والمعقول:

أما الكتاب فقوله تعالى: ﴿وَآتُوا الزَّكٰوةَ﴾ [البقرة:۲/۴۳] وقوله ﷻ: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾ [التوبة:۹/۱۰۳] وقوله ﷻ: ﴿وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ﴾ [المعارج:۷۰/۲۴-۲۵] قيل: الحق المعلوم هو الزكاة.

زکوٰۃ کی فرضیت کی دلیل کتاب اللہ، سنتِ رسول ﷺ، اِجماعِ اُمّت اور عقلی طور پر ثابت ہے۔ جہاں تک کتاب اللہ ﷻ کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ کا فرمان: اور زکوٰۃ دو (کنزالایمان) اور رب تعالیٰ کا فرمان: اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ

[1] (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، المجلد الثاني، كتاب الزكاة، ص ۲۷۱)

Marfat.com

تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کردو (کنزالایمان) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: اور وہ جن کے مال میں ایک معلوم حق ہے اس کے لئے جو مانگے اور جو مانگ بھی نہ سکے تو محروم رہے (کنزالایمان) کہا گیا کہ حقّ معلوم (معلوم حق) سے مراد زکوٰۃ ہے۔

امام کاسانی مزید فرماتے ہیں،

وأما السنّة: فما ورد في المشاهير عن رسول اللّٰه ﷺ: أنه قال: "بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ، وَحَجِّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا"[1] وروي عنه ـعليه الصلاة والسلامـ أنه قال عام حجة الوداع: "اُعْبُدُوا رَبَّكُمْ، وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ، وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ، وَحُجُّوْا بَيْتَ رَبِّكُمْ، وَأَدُّوْا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِهَا أَنْفُسُكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ"[2][3].

یعنی، جہاں تک سنتِ رسول ﷺ (سے ثبوت) کا تعلق ہے تو جیسا کہ مشہور کتب/احادیث میں رسول اللہ ﷺ سے وارد ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، اسلام کی بناء پانچ باتوں پر ہے، گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی معبود نہیں اور محمد [ﷺ] اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، نماز کا قائم کرنا، زکوٰۃ کی ادائیگی، رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج ہر اس پر جو اس کی استطاعت رکھتا ہو۔ اور مروی ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے حجۃ

---

[1] (صحيح البخاري، المجلد الأول، كتاب (١) الزكاة، باب (٢) دعاؤكم إيمانكم، ص١٠، الحديث:٨)

[2] (المسند للإمام أحمد، المجلد السابع، مسند أبي أمامة الباهلي، ص٣٩٦، الحديث:٢٢٥١٤)

[3] (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، المجلد الثاني، كتاب الزكاة، ص٣٧١-٣٧٣)

فضائل ۔ ۱۵۱۷ -

Marfat.com

الوداع والے سال فرمایا، اپنے رب کی بندگی کرو، اپنی پانچ نمازیں پڑھو، اپنے ماہ (رمضان) کے روزے رکھو، اپنے رب کے گھر کا حج کرو اور اپنے اموال کی زکوٰۃ دے کر اپنے نفس پاک کرو اور اپنے رب کی جنّت میں داخل ہو جاؤ۔

زکوٰۃ کی فرضیت کا منکر کافر ہے:

زکوٰۃ کی فرضیت نصِ قطعی (قرآن مجید) سے ثابت ہے لہٰذا اس کی فرضیت قطعی ہے اور اس کی فرضیت کا منکر کافر نیز ادائیگی زکوٰۃ کے منکر سے قتال کیا جائے گا۔

علامہ نظام الدین حنفی فرماتے ہیں،

يكفر جاحدها ويقتل مانعها هكذا في "محيط السرخسي"۔[1]

یعنی، زکوٰۃ کی فرضیت کا منکر کافر قرار دیا جائے گا اور اس کی ادائیگی کا منکر قتل کیا جائے گا۔

مختصر مسائلِ زکوٰۃ:

چونکہ کتاب کا اصل مقصد نفلی صدقات کے فضائل اور متعلقات ہیں لہٰذا فرض زکوٰۃ کے بیان کو ضمناً، تبرّکاً اور اختصاراً ذکر کیا جا رہا ہے۔ اور زیادہ تر مسائل کا بیان بہارِ شریعت سے کیا جائے گا تاکہ صدر الشریعہ کا خصوصی فیض بھی حاصل رہے اور اجتناب از تطویل بھی ملحوظِ خاطر رہے۔ تفصیل کے لئے بہارِ شریعت کے پانچویں حصہ کا مطالعہ کریں۔

۱) زکوٰۃ ۲ھ میں روزوں سے قبل فرض ہوئی علامہ علاء الدین حصکفی فرماتے ہیں، فرضت في السنة الثانية قبل فرض رمضان.[2]

---

[1] (الفتاوى الهندية المعروف بعالمكيرية، المجلد الأول، كتاب الزكاة، الباب الأول في تفسيرها وصفتها وشرائطها، ص۱۷۰)

[2] (الدر المختار، كتاب الزكاة، ص۱۲۶)

Marfat.com

۲) ادائیگی زکوٰۃ کے لئے ضروری ہے کہ جسے دے رہا ہے تمام منافع کا مالک بنادے چنانچہ علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی متوفی ۷۱۰ھ فرماتے ہیں،

هي تمليک المال من فقير مسلم إلخ.[1]

۳) ادائیگی زکوٰۃ کے لئے ضروری ہے کہ بوقتِ ادائیگی زکوٰۃ کی نیت بھی ہو اور اگر دیتے وقت نیت نہ کی مگر دینے کے بعد نیت کی جبکہ مال فقیر کے ہاتھ میں موجود ہو یا وکیل (برائے ادائیگی زکوٰۃ) کو مال دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرلے پھر وکیل فقیر کو بلانیت ہی مال دیدے تو دونوں صورتوں میں زکوٰۃ کی ادائیگی درست ہوگی۔ چنانچہ علامہ علاؤ الدین حصکفی فرماتے ہیں، لو دفع بلا نية ثمّ نوى والمال قائم في يد الفقير، أو نوى عند الدفع للوكيل ثم دفع الوكيل بلا نية، جاز نية الآمر.[2] (ملخصاً)

۴) مباح کردینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی مثلاً فقیر کو بہ نیت زکوٰۃ کھانا کھلا دیا زکوٰۃ ادا نہ ہوئی کہ مالک کردینا نہیں پایا گیا ہاں اگر کھانا دیدیا کہ چاہے کھائے یا لے جائے تو ادا ہوگئی۔ یونہی بہ نیت زکوٰۃ فقیر کو کپڑا دے دیا یا پہنا دیا ادا ہوگئی۔[3]

۵) فقیر کو بہ نیتِ زکوٰۃ مکان رہنے کو دیا، زکوٰۃ ادا نہ ہوئی کہ مال کا کوئی حصہ اسے نہ دیا بلکہ منفعت کا مالک کیا۔[4]

۶) زکوٰۃ کی فرضیت کی شرائط میں سے عاقل ہونا، بالغ ہونا، مسلمان ہونا، آزاد

---

[1] (كنز الدقائق على هامش البحر الرائق، المجلد الثاني، كتاب الزكاة، ص ۳۵۲)

[2] (الدر المختار، كتاب الزكاة، ص ۱۲۷)

[3] (بہار شریعت بحوالہ درمختار، حصہ پنجم، ص ۸)

[4] (بہار شریعت بحوالہ درمختار، حصہ پنجم، ص ۸)

Marfat.com

واجب ہے۔[1]

۱۳) ایک نے دوسرے کے مثلاً ہزار روپے غصب کر لئے پھر وہی روپے اس سے کسی اور نے غصب کر کے خرچ کر ڈالے اور ان دونوں غاصبوں کے پاس ہزار ہزار اپنی مِلک کے ہیں تو غاصبِ اول پر زکوٰۃ واجب ہے دوسرے پر نہیں۔[2]

۱۴) شے مرہون (گروی رکھی گئی چیز) کی زکوٰۃ نہ مرتہن (جس کے پاس رہن رکھا گیا ہے) پر ہے نہ راہن (جس نے رہن رکھوایا ہے) پر۔ مرتہن تو مالک ہی نہیں اور راہن کی مِلک تام (مکمل) نہیں کہ اس کے قبضہ میں نہیں اور بعد رہن چھڑانے کے بھی ان برسوں کی زکوٰۃ واجب (یعنی فرض) نہیں۔[3]

۱۵) جو مال تجارت کے لئے خریدا اور سال بھر تک اس پر قبضہ نہ کیا تو قبضہ سے قبل مشتری (خریدار) پر زکوٰۃ واجب (یعنی فرض) نہیں اور قبضہ کے بعد اس سال کی بھی زکوٰۃ واجب (یعنی فرض) ہے۔[4]

۱۶) نصاب کا مالک ہے مگر اس پر دَین (قرض) ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتی تو زکوٰۃ واجب (یعنی فرض) نہیں۔[5]

۱۷) جو دَین (قرض) میعادی (Long Term) ہو وہ صحیح مذہب میں وجوبِ زکوٰۃ کا مانع نہیں۔ (یعنی زکوٰۃ کا حساب لگاتے وقت میعادی قرضوں کو نصاب سے

---

۱ (بہارِ شریعت بحوالہ تنویر الابصار، حصہ پنجم، ص۹)
۲ (بہارِ شریعت بحوالہ عالمگیری، حصہ پنجم، ص۹)
۳ (بہارِ شریعت بحوالہ درو غیرہ)
۴ (بہارِ شریعت بحوالہ در و ردّ)
۵ (بہارِ شریعت)

Marfat.com

منہا نہیں کیا جائے گا)۔[1]

۱۸) ایسی چیز خریدی جس سے کوئی کام کرے گا اور کام میں اس کا اثر باقی رہے گا جیسے چمڑا پکانے کے لئے مازو اور تیل وغیرہ اگر اس پر سال گزر گیا تو زکوٰۃ واجب ہے۔ یونہی رنگریز نے اُجرت پر کپڑا رنگنے کے لئے کسم، زعفران خریدا۔ تو اگر بقدرِ نصاب ہے اور سال گزر گیا تو زکوٰۃ واجب ہے۔ پڑیا وغیرہ رنگ کا بھی یہی حکم ہے اور اگر وہ ایسی چیز ہے جس کا اثر باقی نہ رہے گا جیسے صابون تو اگرچہ بقدرِ نصاب ہو اور سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ عطر فروش نے عطر بیچنے کے لئے شیشیاں خریدیں، ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔[2]

۱۹) خرچ کے لئے روپے کے پیسے لئے تو یہ بھی حاجتِ اصلیہ میں ہیں۔ حاجت اصلیہ میں خرچ کرنے کے روپے رکھے ہیں تو سال میں جو کچھ خرچ کیا اور جو باقی رہے اگر بقدرِ نصاب ہیں تو ان کی زکوٰۃ واجب ہے اگرچہ اسی نیت سے رکھے ہیں کہ آئندہ حاجت اصلیہ ہی میں صرف ہوں گے اور اگر سال تمام کے وقت حاجت اصلیہ میں خرچ کرنے کی ضرورت ہے تو زکوٰۃ واجب نہیں۔[3]

۲۰) اہلِ علم کے لئے کتابیں حاجت اصلیہ سے ہیں اور غیر اہل کے پاس ہوں جب بھی کتابوں کی زکوٰۃ واجب نہیں جب کہ تجارت کے لئے نہ ہو۔ فرق اتنا ہے کہ اہلِ علم کے پاس ان کتابوں کے علاوہ اگر مال بقدرِ نصاب نہ ہو تو زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ اور غیر اہل کے لئے ناجائز جبکہ دو سو درم قیمت کی ہوں۔ اہل وہ ہے جسے

---

[1] (بہارِ شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۰)
[2] (بہارِ شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۱)
[3] (بہارِ شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۱)

Marfat.com

پڑھنے پڑھانے یا تصحیح کے لئے ان کتابوں کی ضرورت ہو۔ کتاب سے مراد مذہبی کتاب فقہ وتفسیر وحدیث ہے۔ اگر ایک کتاب کے چند نسخے ہوں تو ایک سے زائد جتنے نسخے ہوں، اگر دوسو درہم کی قیمت کے ہوں تو اس اہل کو بھی زکوٰۃ لینا ناجائز ہے۔ خواہ ایک ہی کتاب کے زائد نسخے اس قیمت کے ہوں یا متعدد کتابوں کے زائد نسخے مل کر اس قیمت کے ہوں۔[1]

۲۱) حافظ کے لئے قرآن مجید حاجت اصلیہ سے نہیں اور غیر حافظ کے لئے ایک سے زیادہ حاجت اصلیہ کے علاوہ ہے۔ یعنی اگر مصحف شریف دوسو درم قیمت کا ہو تو زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔[2]

۲۲) کفار وبدمذہبوں کے ردّ اور اہلِ سنت کی تائید میں جو کتابیں ہیں وہ حاجت اصلیہ سے ہیں یونہی عالم اگر بدمذہب وغیرہ کی کتابیں اس لئے رکھے کہ ان کا ردّ کرے گا تو یہ بھی حاجت اصلیہ میں ہیں اور غیر عالم کو تو ان کا دیکھنا بھی جائز نہیں۔[3]

۲۳) مالِ تجارت یا سونے چاندی کو درمیان سال میں اپنی جنس یا غیر جنس سے بدل لیا تو اس کی وجہ سے سال گزرنے میں نقصان نہ آیا۔[4]

۲۴) موتی اور جواہر پر زکوٰۃ واجب نہیں اگرچہ ہزاروں کے ہوں، ہاں اگر تجارت کی

---

[1] (بہارِ شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۱۔ ۱۲)
[2] (بہارِ شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۲)
[3] (بہارِ شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۲)
[4] (بہارِ شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۳)

Marfat.com

نیت سے لئے تو واجب ہوگئی۔[1]

۲۵) مالکِ نصاب کو درمیان سال میں کچھ مال حاصل ہوا اور اس کے پاس دو نصابیں ہیں اور دونوں کا جدا جدا سال ہے تو جو مال درمیان سال میں حاصل ہوا اسے اس کے ساتھ ملائے جس کی زکوٰۃ پہلے واجب ہو مثلاً اس کے پاس ایک ہزار روپے ہیں اور سائمہ (جانور) کی قیمت جس کی زکوٰۃ دے چکا تھا کہ دونوں ملائے نہیں جائیں گے۔ اب درمیان سال میں ایک ہزار روپے اور حاصل کئے تو ان کا سال تمام اس وقت ہے جب ان دونوں میں پہلے کا ہو۔[2]

---

[1] (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۳)
[2] (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۴)

Marfat.com

زکوۃ کسے دی جائے؟ (مَصَارِف)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں آٹھ مصارفِ زکوۃ بیان فرمائے ہیں:

إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ (التوبة: ۹/ ۶۰)

ترجمہ: زکوۃ تو انہیں لوگوں کے لئے ہے محتاج اور نرے نادار اور جو اسے تحصیل کر کے لائیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے اور گردنیں چھڑانے میں اور قرضداروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو (کنزالایمان)

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ فرماتے ہیں، (الأصل فيه قوله تعالىٰ: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ﴾ الآية، فهذه ثمانية أصناف، وقد سقط منها المؤلفة قلوبهم،لأن اللّٰه تعالىٰ أعزّ الإسلام وأغنى عنهم) وعلى ذلک انعقد الإجماع (والفقير من له أدنى شيء، والمسكين من لا شيء له) وهذا مروي عن أبي حنيفة رحمه اللّٰه، وقد قيل على العكس.[1]

یعنی، مصارفِ زکاۃ میں اصل (دلیل) اللہ تعالیٰ کا فرمان، زکوۃ تو انہیں

---

[1] (الهداية، المجلد الأول، الجزء الأول، كتاب الزكاة، باب يجوز دفع الصدقة إليه ومن لا يجوز، ص ۱۲۰)

Marfat.com

لوگوں کے لئے ہے محتاج اور نرے نادار (کنزالایمان) ہے، تو یہ آٹھ مصارف ہیں اور ان مصارف سے المؤلفة قلوبهم، یعنی، جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے، ساقط ہوگیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت بخشی اور ان لوگوں سے غنی فرمادیا اور اسی پر اجماع ہے۔ فقیر وہ ہے جس کے پاس ادنی چیز ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو، یہ فرمان امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جبکہ (فقیر و مسکین کی تعریف میں) اس کے برعکس بھی فرمایا گیا۔

بنی ہاشم ساداتِ کرام کو صدقہ دینا جائز نہیں،

چنانچہ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی فرماتے ہیں (ولا تدفع إلى بني هاشم) لقوله عليه الصلاة والسلام: "يا بني هاشم إن اللّٰهَ تعالىٰ حرم عليكم غسالة الناس وأوساخهم وعوّضكم منها بخمس الخمس"، بخلاف التطوع؛ لأن المال ههنا كالماء يتدنس بإسقاط الفرض. أما التطوع فبمنزلة التبرد بالماء.[1]

اور صدقات (مفروضہ) بنی ہاشم کو نہ دیئے جائیں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا، اے بنو ہاشم بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر لوگوں کا دھوون، ان کے اوساخ (یعنی میل) حرام فرمائے ہیں اور تمہارے لئے اس کے بدلے غنیمت کا پانچواں حصہ مقرر فرمایا، بخلاف نفلی صدقات کے، کیونکہ مال زکوٰۃ کی صورت میں اس پانی کے مثل ہے جو فرض ساقط ہونے سے میلا ہوتا ہے، جبکہ نفلی صدقہ کا معاملہ پانی سے ٹھنڈک حاصل کرنے کے

---

[1] (الهداية، المجلد الأول، الجزء الأول، كتاب الزكاة، باب يجوز دفع الصدقة إليه ومن لا يجوز، ص ۱۲۰)

Marfat.com

مقام میں ہے۔

اور بنو ہاشم کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ مرغینانی فرماتے ہیں (وهم آل علي وآل عباس وآل جعفر وآل عقيل وآل حارث بن عبد المطلب ومواليهم) أما هؤلاء فلأنهم ينسبون إلى هاشم بن عبد مناف، ونسبة القبيلة إليه. وأما مواليهم فلما روي أن مولى لرسول الله ﷺ سأله أتحل لي الصدقة؟ فقال: "لا، أنت مولانا".[1]

یعنی، بنو ہاشم اولادِ علی، اولاد عباس، اولادِ جعفر، اولاد عقیل، اولاد حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور ان کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ جہاں تک تعلق بنی ہاشم کا ہے تو وہ ہاشم بن عبد مناف کی جانب منسوب ہیں، اور اس جانب قبیلہ کی نسبت ہے۔ اور رہا سوال ان کے آزاد کردہ غلاموں کا تو وہ (یعنی ان کو زکوٰۃ دینا) اس لئے ممنوع ہے کہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام نے آپ سے پوچھا، کہ کیا میرے لئے صدقہ لینا جائز ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا، نہیں تم ہمارے آزاد کردہ غلام ہو۔

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَخَذَ حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مِنْ تَمَرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فِيْهِ،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، حضرت حسن بن علی نے صدقے کے چھوہاروں میں سے ایک چھوہارا لے کر اپنے منہ میں ڈال لیا

---

[1] (الهداية، المجلد الأول، الجزء الأول، كتاب الزكاة، باب يجوز دفع الصدقة إليه ومن لا يجوز، ص ۱۲۰)

Marfat.com

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "كِخْ كِخْ"، لِيَطْرَحَهَا، ثُمَّ قَالَ: "أَمَا شَعَرْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ"؟![1]

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اخ اخ تاکہ وہ اسے تھوک دیں پھر فرمایا، کیا تمہیں خبر نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھایا کرتے۔

''اس حدیث نے فیصلہ فرمادیا کہ حضور انور ﷺ کی اولاد کو زکوٰۃ لینا حرام ہے اگر چہ نیک ہاشم تو ہیں مگر یہ زکوٰۃ لے سکتے تھے اور دے سکتے ہیں، کیونکہ زکوٰۃ کی حرمت کرامت وعزت کے لئے ہے، ابولہب حضور انور ﷺ کی ایذاء کی کوشش میں رہا اسی لئے وہ اور اس کی اولاد اس عظمت کی مستحق نہ ہوئی (از لمعات) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی نا سمجھ اولاد کو بھی ناجائز کام نہ کرنے دے وہ دیکھو حضرت حسن اس وقت بہت ہی کمسن اور نا سمجھ تھے جیسا کہ کخ کخ فرمانے سے معلوم ہو رہا ہے مگر حضور انور ﷺ نے انہیں بھی زکوٰۃ کا چھوہارا نہ کھانے دیا''۔[2]

---

[1] (صحيح البخاري، المجلد الأول، كتاب (٢٤) الزكاة، باب (٦٢) ما يذكر في الصدقة للنبي ﷺ، ص٣٦٧، الحديث: ١٣٩١)
(صحيح مسلم، كتاب (١٢) الزكاة، باب (٥٠) تحريم الزكاة على رسول الله ﷺ إلخ، ص٣٧٦، الحديث: ١٦١_(١٠٦٩))
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٣) من لا تحل له الصدقة، الفصل الأول، ص٣٤٦_٣٤٧، الحديث: ١٨٢٢)

[2] (مرآۃ المناجیح، ج۳، ص۳۶)

Marfat.com

عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ، وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ"۔[1]

حضرت عبد المطلب بن ربیعہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ صدقات لوگوں کے میل ہیں، نہ یہ محمد کو حلال ہیں اور نہ محمد کی آل کو۔

میل" اس طرح کہ زکوٰۃ فطرہ نکل جانے سے لوگوں کے مال اور دل پاک وصاف ہوتے ہیں جیسے میل نکل جانے سے جسم یا کپڑا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ [التوبة: ۹/۱۰۳] ترجمہ: اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کردو (کنزالایمان) لہٰذا یہ مسلمانوں کا دھوون ہے"۔

"یہ حدیث ایسی واضح اور صاف ہے جس میں کوئی تاویل نہیں ہوسکتی، یعنی مجھے اور میری اولاد کو زکوٰۃ لینا اس لئے حرام ہے کہ یہ مال کا میل ہے لوگ ہمارے میل سے ستھرے ہوں ہم کسی کا میل کیوں لیں۔ اب بعض کا کہنا کہ چونکہ سادات کو خمس نہیں ملتا اس لئے اب وہ زکوٰۃ لے سکتے ہیں غلط ہے کہ نص کے مقابل چونکہ اور کیوں کہ نہیں سُنا جاتا"۔[2]

---

[1] (صحيح مسلم، كتاب (١٢) الزكاة، باب (٥١) ترك استعمال آل النبي ﷺ على الصدقة، ص٣٨٧، الحديث: ١٦٨-(١٠٧٢))
(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (٢٣) الزكاة، باب (٩٥) استعمال آل النبي ﷺ على الصدقة، ص١١١، الحديث: ٢٦٠٨)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٣) لا تحل له الصدقه، الفصل الأول، ص٣٤٧، الحديث: ١٨٢٣)

[2] (مرأۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، تحت الحدیث المذکور)

Marfat.com

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ "أَهَدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ"؟ فَإِنْ قِيْلَ: صَدَقَةٌ؛ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: "كُلُوْا"، وَلَمْ يَأْكُلْ، وَإِنْ قِيْلَ: هَدِيَّةٌ، ضَرَبَ بِيَدِهِ فَأَكَلَ مَعَهُمْ.[1]

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کوئی کھانا لایا جاتا تو اس کے متعلق پوچھتے کہ آیا یہ ہدیہ ہے یا صدقہ، اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو صحابہ سے فرماتے کھالو، اور خود نہ کھاتے اور اگر عرض کیا جاتا کہ ہدیہ ہے تو ہاتھ شریف بڑھاتے اور اُن کے ساتھ کھاتے۔

''غنی صحابہ اپنے واجب ونفلی صدقہ حضور انور ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے تھے تاکہ حضور انور ﷺ اپنے ہاتھ سے غربا میں تقسیم فرمادیں کہ آپ کے ہاتھ کی برکت سے رب تعالیٰ قبول فرمائے حضور انور ﷺ اصحاب صفہ وغیرہ فقراء وصحابہ پر تقسیم فرمادیتے تھے، اور بعض لوگ خود حضور انور ﷺ کے لئے ہدیہ ونذرانہ لاتے تھے، چونکہ دو قسم کے مال حضور انور ﷺ کے پاس آتے تھے، اس لئے اگر لانے والا صاف

---

[1] (صحيح البخاري، المجلد الثاني، كتاب (٥١) الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب (٧) قبول الهدية، ص ١٣٩، الحديث: ٢٥٧٦)
(صحيح مسلم، كتاب (١٢) الزكاة، باب (٥٣، قبول النبي ﷺ الهدية وردّه الصدقة، ص ٣٨٨، الحديث: ١٧٥-(١٠٧٧)
(سنن الترمذي، المجلد الأول، كتاب (٥) الزكاة، باب (٢٥) ما جاء في كراهية الصدقة للنبي ﷺ وأهل بيته ومواليه، ص ٣٧٣، الحديث: ٦٥٦)
(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (٢٣) الزكاة، باب (٩٨) الصدقة لا تحل للنبي ﷺ، ص ١١٣، الحديث: ٢٦١٢)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٣) من لا تحل له الصدقة، الفصل الأول، ص ٣٤٧، الحديث: ١٨٢٣)

Marfat.com

صاف نہ کہتا، تو سرکار خود پوچھ لیتے تھے۔ ہدیہ سے خود بھی کھالیتے تھے مگر صدقہ خود استعمال نہ فرماتے تھے۔ یہاں صحابہ سے مراد فقراء صحابہ ہیں جو صدقہ واجبہ لے سکتے ہیں حضرت عثمان غنی وغیرہم غنی صحابہ مراد نہیں"۔

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام "ہدیہ و نذرانہ کا کھانا خود بھی کھاتے اور موجود صحابہ کو بھی اپنے ہمراہ کھلاتے تھے۔ خیال رہے کہ غنی اور سید کو صدقہ نفل لینا جائز ہے وہ صدقہ ان کے لئے ہدیہ بن جاتا ہے مگر حضور انور ﷺ صدقۂ نفل بھی نہ لیتے تھے کیونکہ اس میں صدقہ دینے والا لینے والے پر رحم وکرم کرتا ہے جس کا ثواب اللہ سے چاہتا ہے سب حضور انور ﷺ کے رحم کے خواستگار ہیں حضور انور ﷺ پر کون انسان رحم کرتا ہے، ہاں صدقہ جاریہ جیسے کنوئیں کا پانی، مسجد وقبرستان کی زمین اس کا حکم دوسرا ہے کہ یہ غنی وفقیر بلکہ خود صدقہ کرنے والے واقف کو بھی اس کا استعمال جائز ہے، یہ حضور انور ﷺ کے لئے بھی مباح تھا (از مرقات وغیرہ)"۔[1]

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي رَجُلَانِ أَنَّهُمَا أَتَيَا النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَهُوَ يُقَسِّمُ الصَّدَقَةَ، فَسَأَلَاهُ مِنْهَا، فَرَفَعَ فِينَا النَّظَرَ، وَخَفَضَهُ	حضرت عبید اللہ بن عدی بن خیار سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ مجھے دو شخصوں نے خبر دی کہ وہ دونوں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ حجۃ الوداع میں تھے صدقہ تقسیم فرمارہے تھے انہوں نے بھی حضور سے صدقہ مانگا تو حضور نے ہم پر نظر اٹھائی پھر جھکائی

[1] (مرآۃ المناجیح، ج ۳، ص ۴۷)

Marfat.com

فَرَآنَا جَلْدَيْنِ، فَقَالَ: "إِنْ شِئْتُمَا أَعْطَيْتُكُمَا، وَلَا حَظَّ فِيهَا لِغَنِيٍّ وَّلَا لِقَوِيٍّ مُكْتَسِبٍ"۔[1]

ہم کو تندرست وتوانا دیکھا تو فرمایا کہ اگر تم چاہو تو تم کو دے دوں مگر اس میں نہ تو غنی کا حصہ ہے نہ کمائی کے لائق تندرست کا۔

''ظاہر یہ ہے کہ صدقہ فرض یعنی زکوٰۃ ہوگا اور حضور انور ﷺ کی بارگاہ میں حجاج نے اپنی زکوٰۃ تقسیم کے لئے پیش کی ہوگی، جیسا کہ صحابہ کا دستور تھا''۔

''اس میں دونوں (جو سرکار ﷺ سے صدقہ طلب کرتے تھے،) کو تقویٰ و طہارت کی تعلیم ہے یعنی چونکہ تم دونوں اگر چہ فقیر ہو مگر تندرست اور کمانے کے لائق ہو اس لئے اس سے لینا تمہارے لائق نہیں، اگر ان کو یہ صدقہ لینا حرام ہوتا جیسا کہ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں تو حضور انور ﷺ یہ نہ فرماتے کہ اگر تم چاہو تو تم کو دے دوں، اس اختیار دینے سے معلوم ہو رہا ہے کہ دینا جائز تو ہے مگر بہتر نہیں''۔[2]

---

[1] (سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (٣) الزكاة، باب (٢٣) من يعطي من الصدقة وحدّ الغنى، ص١٩٥، الحديث: ١٦٣٣)
(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (٢٣) الزكاة، باب (٩١) مسألة القوي المكتسب، ص١٠٥، الحديث: ٢٥٩٧)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٣) من لا تحل له الصدقة، الفصل الثاني، ص ٣٤٨، الحديث: ١٨٣٢)

[2] (مرآۃ المناجیح، ج۳، ص۵۱)

Marfat.com

صلۂ رحمی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ﴿۳۶﴾ الآية

(النساء: ۳۶/۴)

ترجمہ: اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنی باندی غلام سے بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا۔ (کنزالایمان)

''اَدب و تعظیم کے ساتھ اور ان (یعنی والدین) کی خدمت میں مستعد رہنا اور ان پر خرچ کرنے میں کمی نہ کرو مسلم شریف کی حدیث ہے سید عالم ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا اسکی ناک خاک آلود ہو حضرت ابو ہریرہ نے عرض کیا کس کی یا رسول اللہ فرمایا جس نے بوڑھے ماں باپ پائے یا اُن میں سے کسی ایک کو پایا اور جنّتی نہ ہو گیا''۔

''حدیث شریف میں ہے رشتہ داروں کے ساتھ اچھے سلوک کرنے والوں کی عمر دراز اور رزق وسیع ہوتا ہے (بخاری و مسلم)''۔

Marfat.com

''حدیث: سید عالم ﷺ نے فرمایا میں اور یتیم کی سرپرستی کرنے والا ایسے قریب ہوں گے جیسے انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی (بخاری شریف) حدیث: سید عالم ﷺ نے فرمایا بیوہ اور مسکین کی امداد وخبر گیری کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ کے مثل ہے''۔

''سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ جبریل مجھے ہمیشہ ہمسایوں کے ساتھ احسان کرنے کی تاکید کرتے رہے اس حد تک کہ گمان ہوتا تھا کہ انکو وارث قرار دیں (بخاری ومسلم)''۔[1]

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ ۚ الآية (النحل:۱۶/۹۰)

ترجمہ: بیشک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے۔ (کنزالایمان)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ انصاف تو یہ ہے کہ آدمی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دے اور نیکی اور فرائض کا ادا کرنا اور آپ ہی سے ایک روایت ہے کہ انصاف شرک کا ترک کرنا اور نیکی اللہ کی اس طرح عبادت کرنا گویا وہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور دوسروں کے لئے وہی پسند کرنا جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اگر وہ مومن ہو تو اُس کے برکات ایمان کی ترقی تمہیں پسند ہو اور اگر کافر ہو تو تمہیں یہ پسند آئے کہ وہ تمہارا اسلامی بھائی ہو جائے انہیں سے ایک اور روایت ہے، اس میں ہے کہ

---

[1] (خزائن العرفان)

Marfat.com

انصاف توحید ہے اور نیکی اخلاص اور ان تمام روایتوں کا طرز بیان اگرچہ جُدا جُدا ہے لیکن مآل ومُدعا ایک ہی ہے''۔[1]

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۫ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا الآیة (البقرة:۲/۸۳)

ترجمہ: اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں سے اور لوگوں سے اچھی بات کہو۔ (کنزالایمان)

''اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم فرمانے کے بعد والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی خدمت بہت ضروری ہے والدین کے ساتھ بھلائی کے یہ معنی ہیں کہ ایسی کوئی بات نہ کہے اور ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے انہیں ایذا ہو اور اپنے بدن و مال سے ان کی خدمت میں دریغ نہ کرے جب انہیں ضرورت ہو ان کے پاس حاضر رہے **مسئلہ:** اگر والدین اپنی خدمت کے لئے نوافل چھوڑنے کا حکم دیں تو چھوڑ دے اُن کی خدمت نفل سے مقدم ہے **مسئلہ:** واجبات والدین کے حکم سے ترک نہیں کئے جاسکتے والدین کے ساتھ احسان کے طریقے جو احادیث سے ثابت ہیں یہ ہیں کہ تہِ دل سے ان کے ساتھ محبت رکھے رفتار و گفتار میں نشست و برخاست میں اَدب لازم جانے اُن کی شان میں تعظیم کے لفظ کہے انکو راضی کرنے کی سعی کرتا رہے اپنے نفیس مال کو ان سے نہ بچائے اُن

---

[1] (خزائن العرفان)

Marfat.com

کے مرنے کے بعد اُن کی وصیتیں جاری کرے اُن کے لئے فاتحہ صدقات تلاوت قرآن سے ایصالِ ثواب کرے اللہ تعالیٰ سے اُن کی مغفرت کی دُعا کرے، ہفتہ وار انکی قبر کی زیارت کرے (فتح العزیز) والدین کے ساتھ بھلائی کرنے میں یہ بھی داخل ہے کہ اگر وہ گناہوں کے عادی ہوں یا کسی بد مذہبی میں گرفتار ہوں تو اُن کو بہ نرمی اصلاح وتقویٰ اور عقیدہ حقہ کی طرف لانے کی کوشش کرتا رہے (خازن)''۔

''اچھی بات سے مراد نیکیوں کی ترغیب اور بدیوں سے روکنا ہے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ سیّد عالم ﷺ کی شان میں حق اور سچ بات کہو اگر کوئی دریافت کرے تو حضور کے کمالات واوصاف سچائی کے ساتھ بیان کردو آپ کی خوبیاں نہ چھپاؤ''۔[1]

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّيْ أُرِيْدُ الْجِهَادَ، قَالَ: "أَحَيٌّ أَبَوَاكَ"؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ".[2]

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں، ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر جہاد کی اجازت چاہی، تو آپ نے فرمایا، کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ عرض کی، جی زندہ ہیں، فرمایا، تو انہیں (دونوں) میں جہاد کر۔

(یعنی ان کی خدمت کر یہی جہاد ہے)۔

---

[1] (خزائن العرفان)

[2] (صحيح البخاري، المجلد الثاني، كتاب (٥٦) الجهاد والسير، باب (١٣٨) الجهاد بإذن الأبوين، ص ٢٧١، الحديث: ٣٠٠٤)

Marfat.com

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، اس حدیث میں والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کی جہاد سے افضل ہونے پر دلیل ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس شخص کو جہاد ترک کرنے اور والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم فرمایا اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں کہ جب تک والدین اجازت نہ دیں تو جب تک عام نکلنے کا حکم نہ ہو کسی شخص کو جہاد پر جانے کی اجازت نہیں (یعنی جب جہاد فرضِ عین ہو تو پھر والدین کی اجازت پر موقوف کرنا درست نہیں کیونکہ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ اللہ کی معصیت میں کسی کی اِطاعت نہیں)۔[1]

مزید فرماتے ہیں، اگر بالفرض اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں والدین کے احترام کا بیان نہ بھی فرماتا اور ان کے متعلق کوئی حکم نہ دیتا تب بھی عقلاً ان کا ادب و احترام معلوم ہوتا، اور ذہن پر لازم ہوتا کہ ان کی تعظیم کو جانے اور ان کے حقوق ادا کرے اور کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام کُتُبِ سماویہ تورات، زبور، انجیل اور فرقان میں والدین کی حُرمت کا تذکرہ فرمایا اور تمام صحیفوں میں ان کی تعظیم کا حکم دیا اور تمام انبیاء علیہم السلام کو اس بات کی وحی بھی فرمائی اور انہیں والدین کے احترام اور ان کے حقوق جاننے کا حکم دیا اور اپنی رضا کو ان کی رضا پر موقوف فرمایا، اور ان کی ناراضی کو اپنی ناراضی قرار دیا۔ اور کہا گیا کہ تین آیتیں تین باتوں کے ساتھ نازل ہوئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی عمل کو بغیر اس سے ملے ہوئے حکم کے قبول نہ فرمائے گا، پہلی آیت، اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّكٰوۃَ﴾ [البقرۃ: ۲/۴۳] ترجمہ: اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو (کنزالایمان)، تو جو نماز پڑھے مگر زکوٰۃ نہ دے تو اس کی نماز بھی

---

[1] (تنبیہ الغافلین، باب حق الوالدین، ص ۶۳)

Marfat.com

قبول نہ ہوگی، اور دوسری آیت، ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ [المائدۃ:۵، ۹۲] ترجمہ: اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا (کنزالایمان)، تو جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے مگر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہ کرے تو ایسی اِطاعت نا قابلِ قبول ہے، تیسری آیت، فرمان خداوندی: ﴿اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ﴾ الآیۃ [لقمان: ۳۱، ۱۴] (ترجمہ: کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا (کنزالایمان))، لہٰذا جو اللہ کی شکرگزاری تو کرے مگر والدین کی ناشکری کرے تو ایسے شخص کی شکرگزاری قبول نہیں۔[1]

والدین کے آداب کے متعلق فرقد سنجی سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں نے بعض کتب میں پڑھا ہے کہ اولاد پر لازم ہے والدین کی موجودگی میں ان اجازت کے بغیر بات نہ کرے، اور نہ ان سے آگے چلے اور جب تک وہ بلائیں نہیں تو ان کے دائیں بائیں بھی نہ چلے جب بلائیں تو انہیں جواب دے مگر پیچھے پیچھے چلے جیسے غلام اپنے آقا کے پیچھے چلتا ہے۔[2]

مذکور ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا عرض کی، یارسول اللہ میری ماں بہت بوڑھی ہوگئی ہے، اور میں اُسے اپنے ہاتھ سے کھلاتا پلاتا ہوں، وضو کراتا ہوں اُسے اپنے کندھے پر اُٹھاتا ہوں تو کیا میں نے اس کا حق ادا کردیا؟، فرمایا نہیں ایک فیصد بھی نہیں مگر تو نے بھلائی تو ضرور کی ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ تجھے تھوڑے پر بھی بہت ثواب دے گا۔[3]

---

[1] (تنبیہ الغافلین، باب حق الوالدین، ص ۶۳، ۶۴)
[2] (تنبیہ الغافلین، ص ۶۴)
[3] (تنبیہ الغافلین، ص ۶۴)

Marfat.com

ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا، کہ حکمت میں لکھا ہے کہ جو اپنے والد کو لعنت کرے وہ ملعون ہے اور جو اپنی ماں کو لعنت کرے وہ بھی ملعون ہے، جو رستے میں رُکاوٹیں ڈالے وہ بھی ملعون ہے یا نابینا کو راہ بہکا دے وہ بھی ملعون ہے، جو اللہ کا نام لئے بغیر جانور ذبح کردے وہ بھی ملعون ہے۔[1]

حضرت ابان حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ عہدِ رسالت ﷺ میں علقمہ نامی ایک شخص ہوا کرتا تھا بہت نیک وصدقات دینے والا تھا، بیمار ہوگیا یہاں تک کہ مرض شدید ہوگیا۔ تو اس نے اپنی بیوی کو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بھیجا کہ میرا شوہر نزع کے عالَم میں ہے تو میں آپ کو اس کا حال بتانا چاہتی ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال، حضرت علی اور حضرت عمار ﷺ کو بھیجا کہ علقمہ کے پاس جاؤ دیکھو کیا حال ہے اس کا؟، تو وہ اس کے پاس گئے اور کہا پڑھو! لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو نہ کہہ سکے، جب انہیں یقین ہوگیا کہ یہ یوں ہی ہلاک ہوجائیں گے تو حضرت بلال کو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ان کا حال بتانے کے لئے بھیجا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا اس کے والدین زندہ ہیں؟ عرض کی نہیں اس کے والد تو فوت ہوگئے مگر اس کی ایک بہت بوڑھی ماں ہے تو سرکار ﷺ نے حضرت بلال سے فرمایا، اے بلال علقمہ کی ماں کے پاس جاؤ انہیں میرا اسلام کہنا اور کہنا اگر آپ رسول اللہ ﷺ کے حضور آسکتی ہیں تو آجائیں ورنہ وہیں ٹھہریں تاکہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئیں، تو جب حضرت بلال نے آپ ﷺ کا پیغام پہنچایا تو انہوں نے کہا، ارے! اُن پر تو میری جان قربان!

---

[1] (تنبیہ الغافلین، ص ۶۴)

Marfat.com

میرا جانا زیادہ مناسب ہے، پھر اپنی لاٹھی لی اور چل دیں یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں۔ اس عورت نے رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کیا، آپ نے جواب دیا، پھر وہ آپ کے سامنے بیٹھ گئیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا، کیا آپ مجھ سے سچ کہیں گی؟ کیونکہ اگر جھوٹ کہا تو اللہ تعالیٰ مجھے وحی فرما دے گا، علقمہ کیسا تھا؟ عرض کی یا رسول اللہ وہ نمازوں کا پابند تھا، یوں ہی روزے بھی رکھتا تھا، بے شمار درہم صدقہ کیا کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، آپ کا اور اس کا معاملہ کیسا تھا؟ عرض کی، یا رسول اللہ میں اس پر ناراض ہوں، فرمایا کیوں؟ عرض کی، وہ اپنی بیوی کو مجھ پر فوقیت دیتا تھا اس کی مانتا تھا اور میرا نافرمان تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس کی ماں ناراض ہے اسی لئے اس کی زبان سے کلمۂ شہادت نہیں نکلتا پھر حضرت بلال سے فرمایا، جاؤ اور بہت ساری لکڑیاں جمع کرو تا کہ میں علقمہ کو جلا دوں، تو اس کی ماں (تڑپ کر) بولیں، یا رسول اللہ میرا بیٹا! میرے دل کا ٹکڑا! آپ اُسے میرے سامنے آگ میں جلا دیں گے میرے دل پر کیا گزرے گی؟ تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا، اے علقمہ کی ماں! اللہ کا عذاب تو بہت شدید اور ہمیشہ رہنے والا ہے، اگر آپ چاہتی ہیں کہ اللہ اُسے بخش دے تو اُس سے راضی ہو جائیں، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جب تک آپ اس سے ناراض ہیں اس کو نماز روزے اور صدقات کچھ نفع نہ دیں گے۔ تو ماں نے اپنے ہاتھ اُٹھائے اور عرض کی یا رسول اللہ میں اللہ کو اور آپ کو اور جو بھی موجود ہیں سب کو گواہ بناتی ہوں کہ میں علقمہ سے راضی ہوں!! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلال جاؤ دیکھو اب علقمہ کلمۂ شہادت پڑھتا ہے یا نہیں؟ تو جب حضرت بلال علقمہ کے دروازے پر پہنچے تو کلمۂ شہادت پڑھتے سُنا، جب حضرت بلال ؓ ان کے گھر میں

Marfat.com

داخل ہوئے تو فرمایا، اے لوگو! علقمہ کی ماں ناراض تھی اس وجہ سے ان کی زبان کلمۂ شہادت پڑھنے سے رُک گئی تھی اور بے شک اس کے راضی ہوجانے کی وجہ سے ان کی زبان ٹھیک ہوگئی۔ پھر حضرت علقمہ اُسی روز وصال فرماگئے تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، آپ کے غسل و تکفین کا حکم دیا اور آپ کی نماز جنازہ پڑھائی پھر ان کے قبر کے کنارے کھڑے ہوکر فرمایا، اے مہاجرین وانصار! جو اپنی بیوی کو ماں پر ترجیح دے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے اور اس کے کوئی فرائض ونوافل قبول نہ ہوں گے۔[1]

کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا، والدین کے لئے دعا نہ کرنا اولاد کے گزر بسر کی کج حالی کا سبب بن جاتا ہے۔ ان سے پوچھا گیا، کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کی وفات کے بعد بھی اُنہیں راضی کرسکے؟ فرمایا کرسکتا ہے بلکہ تین چیزوں سے، ایک یہ کہ وہ خود نیک و پرہیزگار رہے کیونکہ والدین کی سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی کہ ان کا بیٹا نیک ہو، دوسری چیز یہ کہ وہ والدین کے عزیز واقارب کے ساتھ صلۂ رحمی کرتا رہے، اور تیسری چیز یہ کہ اُن کے لئے استغفار و دعائیں کرتا رہے اور ان کے لئے صدقہ وغیرہ دیگر ایصالِ ثواب کرتا رہے۔ اور علاء بن عبدالرحمٰن اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب آدمی مرتا ہے تو تین باتوں کے سواء اس کا عمل ختم ہوجاتا ہے، ایک صدقۂ جاریہ کرگیا ہو، دوسرا، ایسا علم (یعنی علمی کام کرگیا) کہ جس کے ذریعہ اس کے مرنے کے بعد نفع حاصل کیا جائے، اور تیسرا، نیک اولاد چھوڑ جائے جو اس کے لئے دعائے مغفرت کرتی رہے۔[2]

---

[1] (تنبیہ الغافلین، ص ٦٤، ٦٥)

[2] (تنبیہ الغافلین، ص ٦٦)

Marfat.com

ایک اور جگہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ؕ الآية (البقرة:۲/۲۱۵)

ترجمہ: تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لئے ہے۔ (کنزالایمان)

اور فرمایا:

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ ۚ الآية (الأنعام:۶/۱۵۱)

ترجمہ: تم فرماؤ آؤ میں تمہیں پڑھ سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا یہ کہ اس کا کوئی شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور اپنی اولاد قتل نہ کرو مفلسی کے باعث ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دینگے۔ (کنزالایمان)

ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو،" کیونکہ تم پر ان کے بہت حقوق ہیں انہوں نے تمہاری پرورش کی تمہارے ساتھ شفقت اور مہربانی کا سلوک کیا تمہاری ہر خطرے سے نگہبانی کی اُن کے حقوق کا لحاظ نہ کرنا اور اُنکے ساتھ حسن سلوک کا ترک کرنا حرام ہے"۔

نیز" اس میں اولاد کو زندہ درگور کرنے اور مار ڈالنے کی حرمت بیان فرمائی

Marfat.com

گئی جس کا اہل جاہلیت میں دستور تھا کہ وہ اکثر ناداری کے اندیشہ سے اولاد کو ہلاک کرتے تھے انہیں بتایا گیا کہ روزی دینے والا تمہارا ان کا سب کا اللہ ہے پھر تم کیوں قتل جیسے شدید جُرم کا ارتکاب کرتے ہو"۔[1]

حضرت بایزید بسطامی ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک رات میری والدہ نے مجھ سے پانی مانگا، جب پانی لایا تو آپ سو چکی تھیں تو میں آپ کے پاس کھڑا انتظار کرتا رہا، جب آپ بیدار ہوئیں تو فرمایا پانی کہاں ہے تو میں نے انہیں پیالہ دے دیا اسی دوران تھوڑا پانی میری اُنگلی پر گر گیا جو سردی کی شدت کے باعث اُنگلی پر جم گیا جب والدہ محترمہ نے پیالہ لیا تو میری اُنگلی کی کھال (برف کے ساتھ) اتر گئی تو اُس سے خون بہنے لگا، والدہ محترمہ نے دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہوا؟ تو میں نے آپ کو تمام بات بتادی، تو انہوں نے دعا فرمائی، اے اللہ میں اس سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا، جب حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں تھے تو آپ کی والدہ نے کوئی مشتبہ کھانا نہ کھایا (یعنی صرف حلال پر گزارا کیا)۔[2]

قرآن مجید میں ہے:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ	ترجمہ: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا
وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ	کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک
عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا	کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں
فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَ	بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہوں نہ کہنا

[1] (خزائن العرفان)
[2] (نزهة المجالس، المجلد (۱)، باب بر الوالدين، ص ۲۶۱)

Marfat.com

قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾

(بنی اسرائیل: ۱۷/ ۲۳، ۲۴)

اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کرا ے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

(کنزالایمان)

''یعنی ایسا کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالنا جس سے یہ سمجھا جائے کہ اُنکی طبیعت پر کچھ گرانی ہے''۔

''اور حسنِ اَدب کے ساتھ اُن سے خطاب کرنا **مسئلہ:** ماں باپ کو ان کا نام لے کر نہ پکارے یہ خلاف اَدب ہے اور اس میں انکی دل آزاری ہے لیکن وہ سامنے نہ ہوں تو اُنکا ذکر نام لیکر کرنا جائز ہے **مسئلہ:** ماں باپ سے اس طرح کلام کرے جیسے غلام وخادم آقا سے کرتا ہے''۔

اور ان سے'' بہ نرمی وتواضع پیش آ اور اُنکے تھکے وقت (یعنی بڑھاپے اور بیماری) میں شفقت ومحبت کا برتاؤ کر کہ انہوں نے تیری مجبوری کے وقت تجھے محبت سے پرورش کیا تھا اور جو چیز انہیں درکار ہو وہ اُن پر خرچ کرنے میں دریغ نہ کر''۔

''مدعا یہ ہے کہ دنیا میں بہتر سلوک اور خدمت میں کتنا بھی مبالغہ کیا جائے لیکن والدین کے احسان کا حق ادا نہیں ہوتا اس لئے بندے کو چاہئے کہ بارگاہِ الٰہی میں اُن پر فضل ورحمت فرمانے کی دُعا کرے اور عرض کرے کہ یارب میری خدمتیں اُن کے احسان کی جزاء نہیں ہوسکتیں تو اُن پر کرم کر کہ اُن کے احسان کا بدلہ ہو

Marfat.com

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلمان کے لئے رحمت ومغفرت کی دعا جائز اور اُسے فائدہ پہنچانے والی ہے مُردوں کو ایصالِ ثواب میں بھی اُن کے لئے دُعائے رحمت ہوتی ہے لہٰذا اسکے لئے یہ آیت اصل ہے **مسئلہ:** والدین کافر ہوں تو اُن کے لئے ہدایت، وایمان کی دُعا کرے۔ کہ یہی اُن کے حق میں رحمت ہے حدیث شریف میں ہے والدین کی رضا میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اُن کی ناراضی اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے دوسری حدیث میں ہے والدین کا فرمانبردار جہنمی نہ ہوگا اور اُن کا نافرمان کچھ بھی عمل کرے گرفتار عذاب ہوگا ایک اور حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا والدین کی نافرمانی سے بچو اس لئے کہ جنّت کی خوشبو ہزار برس کی راہ تک آتی ہے اور نافرمان وہ خوشبو نہ پائے گا نہ قاطع رحم نہ بوڑھا زنا کار نہ تکبّر سے اپنی ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا''۔[1]

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، جب میں بیس برس کا تھا تو ایک رات میری والدہ نے اپنے پاس سونے کے لئے بلایا حالانکہ میرا دل رات کھڑے عبادت میں گزارنے کو چاہ رہا تھا، (چونکہ والدین کی اطاعت کے لئے نوافل چھوڑ دینے کا حکم ہے) لہٰذا میں حاضر ہوگیا۔ میں نے اپنا ہاتھ تکیہ کے طور پر اپنی والدہ کے سر کے نیچے رکھ دیا اور دوسرا آپ کی پیٹھ پر اور سورۂ اخلاص کا ورد کرنے لگ گیا پھر میرا ہاتھ سُن ہوگیا تو میں نے دل میں کہا کہ ہاتھ میرا ہے مگر والدہ کا حق اللہ کے لئے ہے پس میں نے اس پر صبر کیا یہاں تک کہ فجر ہوگئی اس دوران میں نے دس ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص کی تلاوت کرلی۔ اُس سن شدہ ہاتھ سے (فالج کے سبب) میں پھر کبھی بھی

---

[1] (خزائن العرفان)

Marfat.com

فائدہ نہ لے سکا۔ جب حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوا تو کسی دوست نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہوئے اُڑ رہے ہیں تو اُس نے حضرت سے پوچھا، کس بات کے سبب آپ کو یہ مقام حاصل ہوا؟ فرمایا، والدین کے ساتھ نیکی کے سبب اور تکالیف پر صبر کرنے کی وجہ سے اور رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، والدین کا فرمانبردار، رب العالمین کا فرمانبردار ہے اُس کا مقام اعلیٰ علیین میں ہے۔[1]

خلیفہ ہارون الرشید نے ایک بار ایک لڑکے اور اس کے والد کو قید خانہ میں ڈالا، والد صاحب نیم گرم پانی سے ہی وضو کے عادی تھے مگر داروغہ (جیلر) نے قید خانے میں آگ جلانے سے منع کر دیا، تو لڑکے نے رات بھر چراغ کے ذریعہ پانی (کانبرتن) گرم کیا جب صبح ہوئی تو باپ نے وضو کا پانی کچھ گرم پایا تو بیٹے سے پوچھا یہ کہاں سے آیا؟ کہنے لگا میں نے اسے چراغ کی آگ سے گرم کیا ہے، تو یہ بات داروغہ (جیلر) تک پہنچ گئی تو اس نے وہ چراغ بھی اونچا رکھوا دیا پھر بیٹے نے پانی لیا اور برتن کو رات بھر اپنے دل پر رکھ کر گرم کیا یہاں تک کہ پانی میں تھوڑی سی حرارت پیدا ہو گئی تو والد نے پوچھا یہ کہاں سے گرم ہوا؟ تو بیٹے نے معاملہ بیان کیا، تو باپ نے ہاتھ اُٹھائے اور دعا کی، اے اللہ اُسے جہنم کی آگ سے محفوظ رکھنا۔[2]

اور فرمایا:

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ ترجمہ: اور رشتہ والے ایک دوسرے سے

---

[1] (نزهة المجالس، المجلد الأول، باب بر الوالدين، ص ۲۶۱)
[2] (نزهة المجالس، المجلد الأول، باب بر الوالدين، ص ۲۶۲)

Marfat.com

فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ الآیة (الأنفال:۸/۷۵)

زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں۔
(کنزالایمان)

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا:

وَ الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ یَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ۝۲۱ (الرعد:۱۳/۲۱)

ترجمہ: اور وہ کہ جوڑتے ہیں اسے جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور حساب کی بُرائی سے اندیشہ رکھتے ہیں۔
(کنزالایمان)

''یعنی اللہ کی تمام کتابوں اور اُسکے کل رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کو مان کر بعض سے منکر ہو کر ان میں تفریق نہیں کرتے یا یہ معنی ہیں کہ حقوق قرابت کی رعایت رکھتے ہیں اور رشتہ قطع نہیں کرتے اِسی میں رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابتیں اور ایمانی قرابتیں بھی داخل ہیں سادات کرام کا احترام اور مسلمانوں کے ساتھ مودت واحسان اور اُن کی مدد اور ان کی طرف سے مدافعت اور اُن کے ساتھ شفقت اور سلام و دُعا اور مسلمان مریضوں کی عیادت اور اپنے دوستوں خادموں ہمسایوں سفر کے ساتھیوں کے حقوق کی رعایت بھی اس میں داخل ہے اور شریعت میں اسکا لحاظ رکھنے کی بہت تاکیدیں آئی ہیں بہ کثرت احادیث صحیحہ اس باب میں وارد ہیں''۔[1]

اور فرمایا:

---

[1] (خزائن العرفان)

Marfat.com

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ (بنی اسرائیل: ۱۷/۲۶)

ترجمہ: اور رشتہ داروں کو ان کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو اور فضول نہ اُڑا۔ (کنزالایمان)

حق دینے سے مراد، ''اُن کے ساتھ صلۂ رحمی کر اور محبت اور میل جول اور خبر گیری اور موقع پر مدد اور حسن معاشرت **مسئلہ**: اور اگر وہ محارم میں سے ہوں اور محتاج ہو جائیں تو اُن کا خرچ اُٹھانا یہ بھی ان کا حق ہے اور صاحب استطاعت رشتہ دار پر لازم ہے بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا ہے کہ رشتہ داروں سے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت رکھنے والے مراد ہیں اور اُنکا حق خُمس دینا اور اُن کی تعظیم و توقیر بجالانا ہے''۔

فضول نہ اُڑا، ''یعنی ناجائز کام میں خرچ نہ کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تبذیر مال کا ناحق میں خرچ کرنا ہے''۔[1]

اور قرآن میں ہے:

اَلَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ (البقرۃ: ۲/۲۷)

ترجمہ: وہ جو اللہ کے عہد کو توڑ دیتے ہیں پکا ہونے کے بعد اور کاٹتے ہیں اُس چیز کو جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہی نقصان میں ہیں۔ (کنزالایمان)

''رشتہ و قرابت کے تعلقات مسلمانوں کی دوستی و محبت تمام انبیاء کا ماننا کتاب

---

[1] (خزائن العرفان)۔

Marfat.com

الٰہی کی تصدیق حق پر جمع ہونا یہ وہ چیزیں ہیں جن کے ملانے کا حکم فرمایا گیا ان میں قطع کرنا بعض کو بعض سے ناحق جُدا کرنا تفرقوں کی بنا ڈالنا ممنوع فرمایا گیا''۔[1]

اللہ تعالیٰ رشتہ داروں کا لحاظ رکھنے کا حکم فرماتا ہے:

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ الآیۃ (النساء:۴/۱)

ترجمہ: اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔ (کنزالایمان)

یعنی، ''انہیں قطع نہ کرو حدیث شریف میں ہے جو رزق میں کشائش چاہے اس کو چاہیے کہ صلۂ رحمی کرے اور رشتہ داروں کے حقوق کی رعایت رکھے''۔[2]

اور فرمایا:

فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ۝ (محمد:۴۷/۲۲)

ترجمہ: تو کیا تمہارے یہ لچھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو۔ (کنزالایمان)

یوں ہی بے شمار احادیث میں بھی صلۂ رحمی کے متعلق ارشاد فرمایا گیا ہے،

چنانچہ:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا

---

[1] (خزائن العرفان)
[2] (خزائن العرفان)

Marfat.com

فَقَالَ: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ تُوبُوْا إِلَى اللّٰهِ قَبْلَ أَنْ تَمُوْتُوْا، وَبَادِرُوْا بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ قَبْلَ أَنْ تُشْغَلُوْا، وَصِلُوْا الَّذِيْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهُ، وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ تُرْزَقُوْا وَتُنْصَرُوْا وَتُجْبَرُوْا".[1] الحديث

فرمایا اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو اور فرصت کے لمحات ختم ہونے (یعنی موت) سے پہلے نیک اعمال بجا لاؤ، اور اپنے رب کا ذکر کر کے، اور پوشیدہ وظاہری طور پر خوب صدقہ کر کے اپنے رب سے تعلق کو ملاؤ۔ (جزاء یہ ہوگی کہ) روزی پاؤ گے، مدد الٰہی حاصل ہو جائے گی اور تمہارے احوال اچھے کر دیئے جائیں گے۔

ایک اور مقام پر ہے:

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ، وَعَلَى ذَوِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ: صَدَقَةٌ، وَصِلَةٌ".[2]

حضرت سلمان بن عامر ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عام مسکین پر صدقہ کرنا ایک صدقہ ہے اور وہی صدقہ اپنے قرابت

---

[1] (سنن ابن ماجة، المجلد الثاني، كتاب (٥) إقامة الصلاة والسنة فيها، باب (٧٨) في فرض الجمعة، ص١٥، الحديث: ١٠٨١)

[2] (سنن الترمذي، المجلد الأول، كتاب (٥) الزكاة، باب (٢٦) ما جاء في الصدقة على ذي قرابة، ص٣٧٣، الحديث:٦٥٨)
(سنن ابن ماجة، المجلد الثاني، كتاب (٨) الزكاة، باب (٢٨) فضل الصدقة، ص٣١٢_٣١٣، الحديث:١٨٤٤)
(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (٢٣) الزكاة، باب (٨٢) الصدقة على الأقارب، ص٩٧، الحديث:٢٥٨٢)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٧) أفضل الصدقة، الفصل الثاني، ص٣٦٧، الحديث: ١٩٣٩)

Marfat.com

دار پر دو صدقے ہیں ایک صدقہ دوسرا صلہ رحمی۔

''پہلے مسکین سے مراد اجنبی مسکین ہے یعنی اجنبی مسکین کو خیرات دینے میں صرف خیرات کا ثواب ہے اور اپنے عزیز مسکین کو خیرات دینے میں خیرات کا بھی ثواب ہے اور صلہ رحمی کا بھی، صلہ رحمی یعنی اہلِ قرابت کا حق ادا کرنا بھی عبادت ہے، بہترین عبادت، پھر جس قدر رشتہ قوی اُسی قدر اُس کے ساتھ سلوک کرنا زیادہ ثواب ہے، اس لئے رب تعالیٰ نے اہلِ قرابت کا ذکر پہلے فرمایا کہ ارشاد فرمایا: ﴿وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ﴾''۔[1] [بني إسرائيل:۱۷/۲۶] ترجمہ: اور رشتہ داروں کو ان کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو (کنز الایمان)۔

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عُقْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ عَلٰى ذِي الرَّحِمِ الْكَاشِحِ".[2]

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ایسے اہلِ قرابت پر صدقہ کرنا افضل ہے جو پوشیدہ دشمنی رکھتا ہو۔

فقیہ ابو اللیث سمرقندی ﷺ فرماتے ہیں، اگر کسی شخص کے رشتہ دار قریب ہوں تو اس پر لازم ہے کہ ان کے ساتھ تحائف وملاقات کے ذریعہ صلۂ رحمی کرے،

---

[1] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج۳، ص۱۲۲)

[2] (صحيح ابن خزيمة، المجلد الرابع، باب فضل الصدقة على ذي رحم الكاشح، ص۷۷۔۷۸، الحديث: ۲۳۸۶)
(مسند الشهاب، المجلد الثاني، أفضل الصدقة إصلاح ذات البين، ص۲۴۴، الحديث: ۱۲۸۰)
(المعجم الكبير، المجلد الخامس والعشرون، ص۸۰، الحديث: ۲۰۳)

Marfat.com

اگر مالی طور پر صلۂ رحمی پر قادر نہ ہو تو ان سے ملا کرے اور ضرورتاً ان کے کاموں میں ہاتھ بٹائے۔ اور اگر دور ہوں تو ان سے مراسلہ کرے اور (سفر کر کے) ان کے پاس جانے کی طاقت رکھتا ہو تو (خط لکھنے سے) خود جانا افضل ہے۔[1]

اہلِ قرابت پر صدقہ کرنے سے اس کا ثواب دونا ہو جاتا ہے، چنانچہ:

عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ الصَّدَقَةَ عَلٰى ذِيْ قَرَابَةٍ يُضَعِّفُ أَجْرُهَا مَرَّتَيْنِ".[2]

حضرت ابو اُمامہ ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک اہلِ قرابت پر صدقہ کا ثواب دو مرتبہ دُونا ہوتا ہے۔

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، کہ صلۂ رحمی میں دس اچھی خصلتیں ہیں؛ ایک یہ کہ اس سے اللہ راضی ہوتا ہے کیونکہ صلۂ رحمی خود اسی کا حکم ہے۔ دوسری یہ کہ صلۂ رحمی سے ان پر دلی اطمینان حاصل ہوتا ہے اور حدیث شریف میں بھی ہے کہ افضل اعمال وہ ہیں جو مومن کو مطمئن کریں۔ تیسری اچھی خصلت یہ ہے کہ فرشتے خوش ہوتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ پانچویں یہ کہ صلۂ رحمی سے شیطان لعین غمناک ہوتا ہے۔ چھٹی یہ کہ عمر میں برکت ہوتی ہے۔ ساتویں اچھی خصلت رزق میں برکت۔ آٹھویں اچھی خصلت اچھی موت۔ نویں، محبت میں زیادتی، کیونکہ جن پر اس نے احسان کئے ہوں گے سب اس کی خوشی و غم میں شریک ہوں گے اور اس پر اس کی مدد بھی کرتے رہیں گے جس کی وجہ سے اس کی محبت

---

[1] (تنبیہ الغافلین، ص ۷۰)

[2] (المعجم الکبیر للطبراني، المجلد الثامن، ص ۲۰۶، الحدیث: ۷۸۳۴)

Marfat.com

لوگوں کے نزدیک اور بڑھے گی۔ اور دسویں اچھی خصلت موت کے بعد زیادتی اجر ہے، کیونکہ لوگ اس کی موت کے بعد اس کے احسانات کو یاد کر کے اس کے لئے ایصالِ ثواب ودُعا کریں گے۔[1]

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صلۂ رحمی کرنے والوں کے لئے عذابِ قیامت سے بچاؤ کا مژدہ عطا فرمایا، چنانچہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "وَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ لَا يُعَذِّبُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ رَحِمَ الْيَتِيْمَ، وَلَانَ لَهُ فِي الْكَلَامِ، وَرَحِمَ يُتْمَهُ وَضُعْفَهُ، وَلَمْ يَتَطَاوَلْ عَلٰى جَارِهِ بِفَضْلِ مَا آتَاهُ اللّٰهُ". وَقَالَ: "يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَدَقَةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِّنْ رَجُلٍ، وَلَهُ قَرَابَةٌ مُحْتَاجُوْنَ إِلٰى صِلَتِهِ. وَيَصْرِفُهَا إِلٰى غَيْرِهِمْ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا يَنْظُرُ

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس ذاتِ پاک کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اللہ تعالیٰ اس شخص کو عذاب نہ دیگا جو یتیم پر رحم کھائے اور اس سے نرم گفتگو کرے اور اسکی یتیمی اور کمزوری پر رحم کھائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ (مال ومتاع) کی وجہ سے اپنے ہمسائے پر نہ اِترائے، اور فرمایا اے امتِ محمد اس ذات مقدس کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت اس شخص سے یوں صدقہ قبول نہ فرمائے گا جس کے اہلِ قرابت محتاجِ رحم ہوں اور وہ غیروں کو بانٹتا پھرے۔ اس ذات اقدس کی قسم ایسے شخص پر

[1] (تنبیہ الغافلین، ص ۱۷)

Marfat.com

اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".[1]

اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَبَرُّ؟ قَالَ: "أُمَّكَ، ثُمَّ أُمَّكَ، ثُمَّ أُمَّكَ، ثُمَّ أَبَاكَ، ثُمَّ الْأَقْرَبَ فَالْأَقْرَبُ". وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا يَسْأَلُ رَجُلٌ مَوْلَاهُ مِنْ فَضْلٍ هُوَ عِنْدَهُ فَيَمْنَعُهُ إِيَّاهُ إِلَّا دُعِيَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَضْلُهُ الَّذِيْ مَنَعَهُ شُجَاعاً أَقْرَعَ".[2]

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد ﷺ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں، میں نے عرض کی، یا رسول اللہ کون زیادہ حقدار ہے، فرمایا تیری ماں، پھر تیری ماں، پھر تیری ماں پھر تیرا باپ پھر قریب ترین رشتہ دار اور پھر قریب تر۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کوئی اپنے مولا سے اس کی عطا طلب کرے (جبکہ وہ دینے کی استطاعت بھی رکھتا ہو) مگر مولا دینے سے انکار کردے تو اُس (مولا) پر بروزِ قیامت گنجا سانپ مسلط کیا جائے گا۔

حضرت انس بن مالک ﷺ نے فرمایا، تین طرح کے لوگ بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے؛ ایک صلۂ رحمی کرنے والا ہوگا جس کے لئے

---

[1] (المعجم الأوسط للطبراني، المجلد الثامن، ص۳۴۶، الحديث: ۸۸۲۸)

[2] (سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (۲۸) البر والصلة، باب (۱) ما جاء في بر الوالدين، ص۶۱، الحديث: ۱۸۹۷)
(سنن أبي داود، المجلد الخامس، كتاب (۳۵) الأدب، باب (۱۲۹) في بر الوالدين، ص۲۲۰_۲۲۱، الحديث: ۵۳۱۹)

Marfat.com

اس کا رزق اور قبر وسیع کی گئی ہوں گی۔ دوسری وہ عورت جس کا شوہر یتیم بچے چھوڑ کر مرجائے اور وہ ان کے مرنے یا اللہ تعالیٰ کے اُن کو غنی کر دینے تک ان کی پرورش کرتی رہے۔ تیسرا وہ شخص ہوگا جو کھانا بنائے اور یتیموں اور مسکینوں کو کھانے بُلائے۔[1]

پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کی ہمیشگی بندے کی نیکیوں میں اضافے کی سبب ہیں، ہمیشہ کم یا زیادہ صدقہ کرتے رہنا، ہمیشہ تھوڑی یا زیادہ صلۂ رحمی کرتے رہنا، ہمیشہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہنا، پانی کے اسراف کے بغیر ہمیشہ باوضو رہنا، اور ہمیشہ والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا۔[2]

یوں ہی اہلِ قرابت رشتہ دار کے ساتھ استطاعت ہوتے ہوئے، بخل کرنے پر وعید ہے، چنانچہ:

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَا مِنْ ذِيْ رَحِمٍ يَأْتِيْ ذَا رَحِمِهِ، فَيَسْأَلُهُ فَضْلًا أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ فَيَبْخَلُ عَلَيْهِ إِلَّا أَخْرَجَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ جَهَنَّمَ حَيَّةً يُقَالُ لَهَا شُجَاعٌ يَتَلَمَّظُ فَيُطَوَّقُ بِهِ".[3]

حضرت جریر بن عبد اللہ بَجَلِی ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو اپنے اہلِ قرابت رشتہ دار سے سوال کرے اور وہ کنجوسی (کرتے ہوئے منع) کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم سے ایسا سانپ نکالے گا جسے شجاع کہا جاتا ہے وہ اُسے چبائے گا اور اس کے ذریعہ اُسے اذیت دی جائے گی۔

---

[1] (تنبيه الغافلين، ص ۷۱)
[2] (تنبيه الغافلين، ص ۷۱)
[3] (المعجم الأوسط للطبراني، المجلد الثاني، ص ۳۲۲، الرقم: ۲۳۴۴)

Marfat.com

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "أَيُّمَا رَجُلٍ أَتَاهُ ابْنُ عَمِّهِ يَسْأَلُهُ مِنْ فَضْلِهِ فَمَنَعَهُ، مَنَعَهُ اللّٰهُ فَضْلَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".[1]

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص سے اُس کا چچازاد اس کا فضل طلب کرے اور وہ انکار کردے تو بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ اُس شخص کے لئے اپنے فضل کا انکار کردے گا۔

ایک اور حدیث میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علی صاحبہا ہے:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ ﷺ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَاذَا يُنْجِي الْعَبْدَ مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: "الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ". قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَعَ الْإِيْمَانِ عَمَلٌ؟ قَالَ: "أَنْ تَرْضَخَ مِمَّا رَزَقَكَ اللّٰهُ". قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، فَإِنْ كَانَ فَقِيْرًا لَا يَجِدُ مَا يَرْضَخُ؟ قَالَ: "يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ". قُلْتُ: إِنْ

حضرت ابو ذر ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، بندے کو کونسی چیز آگ سے بچاتی ہے؟ فرمایا، اللہ تعالیٰ پر ایمان، میں نے عرض کی، اے اللہ کے نبی کیا ایمان کے ساتھ عمل بھی ہے؟ فرمایا، ہاں یہ کہ تو اللہ کے عطا کردہ سے کچھ خرچ کرے، میں نے عرض کی، یا رسول اللہ اگر کسی فقیر کو نہ پاؤں تو؟ فرمایا، نیکی کی دعوت دو اور برائی سے روکو، میں نے عرض کی، اگر

---

[1] (المعجم الصغير للطبراني، ص ۷۳، الحديث: ۹۳)
(المعجم الأوسط، المجلد الثاني، ص ۳۵، الحديث: ۱۱۹۵)

Marfat.com

كَانَ لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّأْمُرَ بِالْمَعْرُوْفِ، وَلَا يَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ: "فَلْيُعِنِ الْأَحْرَقَ". قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ لَا يُحْسِنُ أَنْ يَّصْنَعَ؟ قَالَ: "فَلْيُعِنْ مَظْلُوْماً". قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ ضَعِيْفاً لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يُّعِيْنَ مَظْلُوْماً؟ قَالَ: "مَا تُرِيْدُ أَنْ تَتْرُكَ لِصَاحِبِكَ مِنْ خَيْرٍ، لِيُمْسِكَ أَذَاهُ عَنِ النَّاسِ". قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ فَعَلَ هٰذَا يُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: "مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يُّصِيْبُ خَصْلَةً مِّنْ هٰذِهِ الْخِصَالِ إِلَّا أَخَذَتْ بِيَدِهِ حَتّٰى تُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ"[1]

کوئی نیکی کی دعوت دینے کی اور برائی سے روکنے کی استطاعت نہ رکھے تو؟ فرمایا، تو جلے ہوئے کی مدد کرے، میں نے عرض کی یارسول اللہ اگر یہ کام اچھی طرح نہ کرسکے تو؟، فرمایا، تو مظلوم کی مدد کرے، میں نے عرض کی، اے اللہ کے نبی آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کمزور ہو کہ مظلوم کی مدد نہ کرسکے؟ فرمایا، کیا تو اپنے ساتھی کے لئے کوئی بھلائی نہیں چھوڑنا چاہتا کہ وہ لوگوں سے تکالیف دور کرے میں نے عرض کی یارسول اللہ! کیا آپ یہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ ایسا کرے تو جنت میں جائے گا؟ فرمایا، جو بندہ مومن ان خصال سے کسی بھی خصلت کو اپنائے گا تو وہ خصلت (بروزِ قیامت) اس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے جنت میں لے جائے گی۔

ایک قریبی رشتہ دار کو کھلانا، ایک درہم صدقہ کرنے سے زیادہ محبوب ہے، اور ایک قریبی رشتہ دار کو ایک درہم صدقہ کرنا، غیر پر سو درہم صدقہ کرنے سے زیادہ محبوب ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

---

[1] (الترغيب والترهيب، الملجلد الثاني، كتاب الصدقات، الترغيب في الصدقة والحث عليها إلخ، ص۱۳، الحديث: ۳۴_۳۵)

Marfat.com

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَأَنْ أُطْعِمَ أَخاً لِيْ فِي اللّٰهِ لُقْمَةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَلى مِسْكِيْنٍ بِدِرْهَمٍ، وَلَأَنْ أُعْطِيَ أَخاً لِيْ فِي اللّٰهِ دِرْهَماً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَلى مِسْكِيْنٍ بِمِائَةِ دِرْهَمٍ"[1]

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، مجھے کسی اجنبی پر ایک درہم خرچ کرنے سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اپنے بھائی کو ایک لقمہ کھلاؤں اور کسی اجنبی مسکین کو ایک سو درہم صدقہ کرنے سے زیادہ پسند ہے کہ اپنے بھائی کو ایک درہم دوں۔

اسی طرح کا مفہوم ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: لَأَنْ أَجْمَعَ نَفَراً مِنْ إِخْوَانِيْ عَلى صَاعٍ، أَوْ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَدْخُلَ سُوْقَكُمْ فَأَشْتَرِيَ رَقَبَةً فَأُعْتِقَهَا.[2]

حضرت علی ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، مجھے تمہارے بازار میں آکر غلام خرید کے آزاد کر دینے سے زیادہ عزیز ہے کہ میں اپنے بھائیوں کو ایک صاع دوں یا دو صاع کھانا کھلا دوں۔

تین قسم کے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا اپنے شایانِ شان، سایۂ رحمت ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ

---

[1] (تاریخ جرجان، المجلد الأول، ص۳۵۹، الحدیث: ٦١٨)

[2] (تهذیب الکمال، المجلد السادس والعشرون، ص۵۵۲، الحدیث: ۵٦۵۴)

Marfat.com

عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ نَشَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ، وَأَدْخَلَهُ جَنَّتَهُ: رِفْقٌ بِالضَّعِيْفِ، وَشَفَقَةٌ عَلَى الْوَالِدَيْنِ، وَإِحْسَانٌ إِلَى الْمَمْلُوْكِ. وَثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ أَظَلَّهُ اللّٰهُ ﷻ تَحْتَ عَرْشِهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: الْوُضُوْءُ فِي الْمَكَارِهِ، وَالْمَشْيُ إِلَى الْمَسَاجِدِ فِي الظُّلَمِ، وَإِطْعَامُ الْجَائِعِ".[1]

عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تین قسم کے لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا سایہ فرمائے گا اور اپنی جنت میں داخل فرمائے گا؛ کمزور سے نرمی برتنے والا، والدین پر شفقت کرنے والا، اور غلاموں پر بھلائی کرنے والا۔ اور قیامت کے دن تین قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے زیر سایہ رکھے گا جس دن اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا؛ جو مکروہ افعال کے بعد وضو کرلیا کریں، اندھیرے میں مسجد کو جانے والے، اور بھوکوں کو کھانا کھلانے والے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، عرض کی میں جہاد کرنا چاہتا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا، کیا تیرا باپ زندہ ہے؟ عرض کی جی، فرمایا، انہیں دونوں (والدین) میں تیرا جہاد ہے، پس جہاد کر۔

صلۂ رحمی کے معاملے میں ایک بنیادی قاعدہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے میرے

---

[1] (الترغيب والترهيب، الملجلد الثاني، كتاب الصدقات، الترغيب في إطعام الطعام وسقي الماء إلخ، ص۳۷، الحديث: ۲۲)

Marfat.com

آقائے نعمت سیدی امام اہلسنت احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں،

''ایمان کے حقیقی وواقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم، تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی، کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ، تمہارے اُستاد، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد، جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت، ان کی محبت کا نام ونشان نہ رہے فوراً اُن سے الگ ہوجاؤ، ان کو دُودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے، علاقے، دوستی، اُلفت کا پاس کرو نہ اُن کی مولویت، مشیخیت، بزرگی، فضیلت کو خطرے میں لاؤ''۔[1]

[1] (تمہید الایمان، ص ۸)

Marfat.com

مال جمع کرنا کیسا ہے؟

"مال جمع رکھنا بعد وفات چھوڑ جانا حلال ہے جبکہ اس سے زکوٰۃ، فطرہ، قربانی، حقوق العباد ادا کئے جاتے رہیں ہوں، یہ کنز میں داخل نہیں جس کی قرآن میں برائی آئی ہے"۔[1]

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُهْدِيَ لَهُ ثَلَاثُ طَوَايِرَ فَأَطْعَمَ خَادِمَهُ طَيْرًا، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ أَتَاهُ بِهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "أَلَمْ أَنْهَكِ أَنْ تُخْبِيءِ شَيْئًا لِغَدٍ، إِنَّ اللّٰهَ يَأْتِي بِرِزْقِ كُلِّ غَدٍ"۔[2]

حضرت انس بن مالک ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں تین پرندے ھدیۃً پیش کئے گئے تو آپ نے ایک پرندہ اپنی باندی کو کھانے کے لئے دے دیا، دوسرے روز باندی وہ پرندہ لے آئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ میں نے تجھے منع نہ کیا تھا کہ کل کے لئے کچھ بچا کر نہ رکھا کر، بے شک اللہ تعالیٰ ہر دوسرے دن کا رزق عطا فرماتا ہے۔

---

[1] (مرآۃ المناجیح، جلد ۳، ص ۸۸)

[2] (مسند أبي يعلى، المجلد السابع، ص ۲۲۴، الحديث: ۴۲۲۳)
(شعب الإيمان، المجلد الثاني، باب (۱۳) التوكل والتسليم، ص ۱۱۹، الحديث: ۱۳۴۸)

Marfat.com

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم جو شخص درہم (مال) کی عزت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ذلیل فرماتا ہے، اور کہا گیا کہ سب سے پہلے درہم و دینار بنے تو شیطان نے ان کو اٹھا کر اپنی پیشانی پر رکھا پھر ان کو بوسہ دیا اور جس نے ان کو اٹھا کر اپنی پیشانی پر رکھا پھر ان کو بوسہ دیا اور کہا جس نے تم دونوں سے محبت کی حقیقت میں وہی میرا غلام ہے۔ (العیاذ باللہ) حضرت سبط بن عجلان نے فرمایا درہم اور دینار منافقوں کی لگامیں ہیں وہ ان کے ذریعہ دوزخ کی طرف کھینچے جائیں گے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، درہم بچھو ہیں اگر تو اس کا دَم اچھی طرح نہیں جانتا تو اسے نہ پکڑ کیوں کہ اگر اس نے تجھے ڈس لیا تو اس کا زہر تجھے ہلاک کر دے گا۔ کہا گیا کہ اس کا دم کیا ہے؟ فرمایا حلال طریقے سے لو اور اس کا حق ادا کرو۔ حضرت علاء بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دنیا میرے سامنے کسی صورت میں آئی تو وہ ہر قسم کی زینت سے مزیّن تھی۔ میں نے کہا میں تیرے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں اس نے کہا اگر تجھے یہ بات پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے مجھ سے بچائے تو درہم اور دینار سے نفرت کر اس لئے کہ درہم اور دینار ہی ساری دنیا ہیں کیونکہ ان کے ذریعہ آدمی ہر قسم کی دنیا کو حاصل کرتا ہے لہٰذا جو ان دونوں سے صبر کرے گا وہ دنیا سے بھی صبر کر لے گا اسی سلسلے میں کہا گیا،

إِنِّي وَجَدْتُّ فَلَا تَظُنُّوا غَيْرَهٗ　　أَنَّ التَّوَرَّعَ عِنْدَ هٰذَا الدِّرْهَمِ

فَإِذَا قَدِرْتَ عَلَيْهِ ثُمَّ تَرَكْتَهٗ　　فَاعْلَمْ أَنَّ تُقَاكَ تَقْوَى الْمُسْلِمِ

میں نے (یہ راز) پالیا ہے پس تم اس کے علاوہ خیال نہ کرو کہ تقویٰ اس درہم کے پاس ہے (یعنی) جب تم اس پر قادر ہونے کے باوجود اسے چھوڑ دو تو جان لو

Marfat.com

کہ تمہارا تقویٰ ایک مسلمان کا تقویٰ ہے۔

اسی سلسلے میں یہ بھی کہا گیا ہے،

لَا يَغُرَّنَّكَ مِنَ الْمَرْءِ قَمِيْصٌ رُقِّعَهْ
أَوْ إِزَارٌ فَوْقَ عَظِيْمِ السَّاقِ مِنْهُ رَفْعَهْ
أَوْ جَبِيْنٌ لَاحَ فِيْهِ أَثَرٌ قَدْ خَلَعَهْ
أَرِهُ الدِّرْهَمَ تَعْرِفْ حُبَّهُ أَوْ وَرْعَهْ

کسی آدمی کی قمیص پر لگے ہوئے پیوند یا پنڈلی سے اوپر کی ہوئی ازار یا اس کی چمکتی ہوئی پیشانی جس میں (سجدے کے) نشانات ہوں، کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھانا یہ دیکھو کہ وہ درہم (روپے پیسے) سے محبت کرتا ہے یا اس سے دور رہتا ہے۔[1]

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَدَّخِرُ شَيْئاً لِغَدٍ.[2]

حضرت انس ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، کہ نبی کریم ﷺ کل کے لئے کچھ ذخیرہ نہ فرماتے۔

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان ذم المال وكراهة حب المال، ص ۳۱۲_۳۱۳)

[2] (سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (۳۷) الزهد، باب (۳۸) ما جاء في معيشة النبي ﷺ وأهله، ص ۳۱۲، الحديث: ۲۳۶۲)
(نوادر الأصول في أحاديث الرسول، (۷۶/۳)
(صحيح ابن حبان، المجلد الرابع العشر، في ذكر العلة التي من أجله كان ﷺ أحوال التي وصفناها، الحديث: ۶۳۵۶)
(الكامل في ضعفاء الرجال، المجلد الثاني، ص ۱۴۹)
(تاريخ بغداد، المجلد السابع، ص ۹۷، الحديث: ۳۵۳۸)
(ميزان الاعتدال في نقد الرجال، المجلد الثاني، ص ۱۳۹)
(الأحاديث المختارة، المجلد الرابع، ص ۴۲۴، الحديث: ۱۶۰۱)
(موارد الظمآن، ص ۲۳۳، الحديث: ۲۵۵۰)
(لسان الميزان لابن حجر، المجلد الأول، ص ۳۳۲، الحديث: ۱۰۱۲)
(الجامع الصغير للسيوطي، ص ۲۴۳، الحديث: ۴۱۴)

Marfat.com

حضرت مسلمہ بن عبد الملک سے مروی ہے کہ وہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت ان کے پاس حاضر ہوئے اور کہا اے امیر المومنین آپ نے ایسا کام کیا ہے جو آپ سے پہلے کسی نے نہیں کیا۔ آپ نے اولاد چھوڑی ہے لیکن ان کے لئے درہم اور دینار نہیں چھوڑے حالانکہ آپ کے تیرہ بچے تھے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے بٹھاؤ چنانچہ انہوں نے آپ کو بٹھایا آپ نے فرمایا تمہارا یہ کہنا کہ میں نے ان کے لئے درہم اور دینار نہیں چھوڑے تو میں نے ان کا حق نہیں روکا لیکن دوسروں کا حق ان کو نہیں دیا اور میری اولاد کی دو حالتیں ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ کی اِطاعت کریں گے تو وہ ان کو کفایت کرے گا کہ اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کو کفایت کرتا ہے اور اگر وہ نافرمان ہوں گے تو مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔[1]

ایک روایت میں ہے کہ حضرت کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ کو بہت سا مال ملا تو ان سے کہا گیا اچھا ہوتا اگر آپ اپنے بعد اپنی اولاد کے لئے جمع رکھتے انہوں نے فرمایا نہیں بلکہ میں اسے اپنے لئے اپنے رب کے پاس جمع کروں گا اور اپنے رب کو اپنی اولاد کے لئے چھوڑوں گا۔[2]

طبرانی میں ایک حدیث:

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ — حضرت سمرہ بن جندب ﷺ سے مروی

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان ذم المال وكراهة حب المال، ص ۳۱۳)

[2] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان ذم المال وكراهة حبه، ص ۳۱۳)

Marfat.com

اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: "إِنِّيْ لَأَلِجُ هٰذِهِ الْغُرْفَةَ مَا أَلِجُهَا إِلَّا خَشْيَةً أَنْ يَّكُوْنَ فِيْهَا مَالٌ فَأُتَوَفّٰى، وَلَمْ أُنْفِقْهُ".[1]

ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے، میں اس کمرے میں خوف کے ساتھ ہی داخل ہوتا ہوں کہ کہیں اس میں مال ہو اور میں اسے خرچ کئے بغیر وصال فرما جاؤں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ کیا بات ہے کہ آپ تو پانی پر چل سکتے ہیں مگر ہم نہیں؟ آپ نے فرمایا تمہارے نزدیک درہم اور دینار کا کیا مرتبہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا اچھا رتبہ ہے، تو آپ نے فرمایا لیکن میرے نزدیک درہم و دینار اور مٹی کے ڈھیلے برابر ہیں۔[2]

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "مَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ أُحُداً ذَهَباً أَبْقٰى صُبْحَ ثَالِثَةٍ، وَعِنْدِيْ مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا شَيْئاً أُعِدُّهُ لِدَيْنٍ" رواه البزار.[3]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا، میں پسند نہیں کرتا کہ اُحد پہاڑ میرے لئے سونے کا ہو اور میں اُسے تیسری صبح تک اس سے سوائے اپنے قرض کی ادائیگی کے کچھ بچا رکھوں۔

---

[1] (المعجم الكبير للطبراني، المجلد السابع، ص ۲۶۹، الحديث: ۷۱۰۵)

[2] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان ذم المال وكراهة حبه، ص ۳۱۱-۳۱۲)

[3] (مسند البزار، المجلد التاسع، ص ۳۴۲، عبيد الله عن عباس عن ابي ذر، الحديث: ۳۸۹۹)
(الترغيب والترهيب، الملجلد الثاني، كتاب الصدقات، الترغيب في الإنفاق في وجوه الخير كرماً إلخ، ص ۳۰، الحديث: ۲۲)

Marfat.com

مروی ہے کہ ایک شخص نے ابوعبدِ رب سے کہا اے میرے بھائی ایسا نہ ہو کہ تم دنیا سے برائی کے ساتھ جاؤ اور مال اپنی اولاد کے لئے چھوڑ جاؤ یہ سن کر ابوعبدِ رب نے اپنے مال سے ایک لاکھ درہم خیرات کر دیئے۔[1]

ایک دوسری حدیث شریف:

عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ، أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلٰى عُثْمَانَ، فَأَذِنَ لَهُ وَبِيَدِهِ عَصَاهُ، فَقَالَ عُثْمَانُ: يَا كَعْبُ! إِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ مَالًا، فَمَا تَرٰى فِيْهِ؟ فَقَالَ: إِنْ كَانَ يَصِلُ فِيْهِ حَقَّ اللّٰهِ، فَلَا بَأْسَ عَلَيْهِ. فَرَفَعَ أَبُوْ ذَرٍّ عَصَاهُ فَضَرَبَ كَعْبًا، وَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "مَا أُحِبُّ لَوْ أَنَّ لِيْ هٰذَا الْجَبَلَ ذَهَبًا أُنْفِقُهُ وَيُتَقَبَّلُ مِنِّيْ أَدَرُ خَلْفِيْ مِنْهُ سِتَّ أَوَاقٍيَّ"، أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ يَا عُثْمَانُ!

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری کی اجازت مانگی، مل گئی ابوذر کے ہاتھ میں ان کی لاٹھی تھی، حضرت عثمان نے فرمایا، اے کعب عبد الرحمٰن کی وفات ہوئی اُنہوں نے بہت مال چھوڑا اس بارے میں تمہاری رائے کیا ہے، فرمایا کہ اگر اُس میں اللہ کا حق ادا کرتے ہوں تو کوئی حرج نہیں، تب ابو ذر نے لاٹھی اُٹھا کر کعب کو ماری اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے پاس اس پہاڑ برابر سونا ہو جسے میں خیرات کروں اور وہ قبول ہو جائے کہ اس سے چھ اوقیہ اپنے پیچھے چھوڑ دوں، اے عثمان تمہیں اللہ کی قسم

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان ذم المال وكراهة حبه، ص ۳۱۳)

Marfat.com

أَسَمِعْتَهُ؟! ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: نَعَمْ.[1]

کیا تم نے حضور کو یہ کہتے سُنا؟ تین بار فرمایا، آپ نے کہا ہاں۔

وہ لاٹھی ''کندھوں تک دراز تھی جو اُن کے ساتھ رہتی تھی، لاٹھی ساتھ رکھنا سُنّت ہے اور اس کے بہت فوائد ہیں''۔

''عثمان غنی نے ابوذر غفاری کی موجودگی میں کعب احبار سے مسئلہ پوچھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف بہت مال چھوڑ کر وفات پا گئے ہیں تمہارا کیا خیال ہے، آیا مال جمع کرنا اور بال بچّوں کے لئے چھوڑ جانا جائز ہے یا نہیں، مرقات میں ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے دو لاکھ دینار چھوڑے تھے، خیال رہے کہ حضرت ابوذر غفازی زاہد ترین صحابی تھے ان کا خیال تھا کہ: شعر

تج ڈال مال و دھن کو، کوڑی نہ رکھ کفن کو ❁ جس نے دیا ہے تن کو، دے گا وہی کفن کو

زہد و ترک دنیا کی احادیث پر سختی سے عامل تھے اس لئے ان کی موجودگی میں یہ سوال و جواب ہوئے، تاکہ وہ حکم شرعی اور زہد میں نیز تقویٰ و فتویٰ میں فرق کرلیں''۔

''مال جمع رکھنا، بعد وفات چھوڑ جانا حلال ہے جبکہ اس سے زکوٰۃ، فطرہ، قربانی، حقوق العباد ادا کئے جاتے رہے ہوں، یہ کنز میں داخل نہیں جس کی قرآن کریم میں بُرائی آئی ہے''۔

اور ابوذر کا لاٹھی ''مارنا بحالت جذب تھا، آپ اپنے نفس پر قابو نہ پا سکے،

---

[1] (المسند للإمام أحمد، المجلد الأول، مسند عثمان بن عفان، ص ۲۱۳، الحديث: ۴۵۳)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (۵) الإنفاق وكراهية الإمساك، الحديث: ۱۸۸۲)

Marfat.com

چونکہ ابوذر بزرگ ترین صحابی تھے، تمام صحابہ آپ کا بہت احترام کرتے ان کی ناراضی یا مار پر ناراض نہ ہوتے تھے، جیسے آج بھی سعادت مند جوان محلّہ کے بزرگوں کی سختی پر ناراض نہیں ہوتے اس لئے خلیفۃ المومنین نے ان سے قصاص کے لئے نہ کہا نہ حضرت کعب نے کچھ بُرا منایا ہوسکتا ہے کہ آپ کی یہ مار تادیب وسرزنش کے لئے ہو کہ تم تو کہہ رہے ہو مال جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں حالانکہ امیر سخی بھی مسکینوں سے پانچ سو برس بعد جنت میں جائیں گے، حساب میں دیر لگے گی، یہاں مرقات میں ہے کہ بعد میں حضرت عثمان نے ابوذر غفاری کو مدینہ منورہ سے مقام ربذہ میں بھیج دیا تھا آپ تادفات وہاں ہی رہے، کیونکہ آپ کی طبیعت بہت جلالی تھی''۔

''خلاصہ جواب یہ ہے اے کعب تم تو کہتے ہو مال جمع کرنے میں حرج نہیں جبکہ اُس سے فرائض ادا کردیئے جائیں، مگر میں نے اپنے محبوب ﷺ کو یہ فرماتے سُنا، مال سارے کا سارا خیرات کردینا کچھ باقی نہ رکھنا سنت ہے اور جمع کرنا خلاف سنت کیا خلاف سنت میں حرج نہیں ہوتا، مگر یہ جو وہ سنی حضور انور ﷺ کی خصوصیات سے ہے کہ خود حضور انور ﷺ اور آپ کے سب گھر والے سید المتوکلین تھے''۔[1]

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ﷺ أَنَّ رَجُلًا تُوُفِّيَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهُ كَفَنٌ، فَأَتَى النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: "اُنْظُرُوْا إِلٰى دَاخِلَةِ إِزَارِهٖ"،

حضرت ابوأمامہ ﷺ سے مروی ہے کہ عہد رسالت ﷺ میں کوئی شخص مرگیا تو اس کے لئے کفن نہ ملا، نبی کریم ﷺ تشریف لائے، فرمایا اسکی اِزار میں دیکھو،

[1] (مرأۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۳، ص ۸۸۔۸۹)

Marfat.com

فَأُصِيبَ دِينَارٌ، أَوْ دِينَارَانِ، فَقَالَ: "كَيَّتَانِ"[1] واللفظ للطبراني.

تو ایک یا دو دینار ملے تو آپ نے فرمایا، یہ دو داغ (لگنے کے اسباب) چھوڑ گیا۔

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ ﷺ قَالَ: كُنْتُ جَالِساً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأُتِيَ بِجَنَازَةٍ، ثُمَّ أُتِيَ بِأُخْرَى، فَقَالَ: "هَلْ تَرَكَ مِنْ دَيْنٍ"؟، قَالُوا: لَا. قَالَ: "فَهَلْ تَرَكَ شَيْئاً"؟ قَالُوا: نَعَمْ ثَلَاثَةَ دَنَانِيرَ، فَقَالَ: بِأُصَابِعِهِ: "ثَلَاثُ كَيَّاتٍ"[2]

حضرت سلمہ بن اکوع ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں بارگاہِ نبوی ﷺ میں بیٹھا تھا، ایک جنازہ لایا گیا پھر دوسرا جنازہ لایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، کوئی قرض چھوڑا ہے؟ عرض کی نہیں، فرمایا تو کیا کوئی اور چیز چھوڑ گیا؟ عرض کی، جی تین دینار تو آپ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، تین داغ۔

---

[1] (المسند للإمام أحمد، المجلد السابع، أبو أمامة الباهلي، ص۴۱۰، الحديث: ۲۲۵۷۴)
(الزهد لهناد، المجلد الأول، ص۳۴۱، الحديث: ۶۳۱۳)
(مسند أبي يعلى، المجلد الثامن، ص۴۱۵، الحديث: ۴۹۹۷)
(مسند الشاميين للطبراني، المجلد الأول، ص۳۹۷، الحديث: ۶۸۹)
(المعجم الكبير للطبراني، المجلد الثامن، ص۱۰۵، الحديث: ۷۵۰۶)

[2] (المسند للإمام أحمد، المجلد الخامس، مسند سلمة بن الأكوع، ص۶۴۳، الحديث: ۱۶۶۲۴)
(صحيح البخاري، المجلد الثاني، كتاب (۳۸) الحوالات، باب (۳) إن أحال دين الميت على رجل جاز، ص۶۴، الحديث: ۲۲۸۹)
(مسند الروياني، الجزء الثاني، مسند سلمة بن الأكوع، ص۱۵۹، الحديث: ۱۱۲۷)
(صحيح ابن حبان، المجلد الثامن، ص۵۴، الحديث: ۳۲۶۴)
(السنن الكبرى للبيهقي، المجلد السادس، كتاب الضمان، باب (۱) وجوب الحق بالضمان، ص۱۲۰، الحديث: ۱۱۳۹۶)
(شعب الإيمان، المجلد الرابع، باب (۳۸) في قبض اليد عن الأموال المحرمة، فصل في التسديد في الدين، ص۳۹۹، الحديث: ۵۵۳۸)
(موارد الظمآن، المجلد الأول، ص۲۱۵، الحديث: ۲۴۸۲)

Marfat.com

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دو مصیبتیں ایسی ہیں جن کی مثل پہلے اور پچھلے لوگوں نے نہیں سنا اور وہ بندے کے لئے اس کے مال میں موت کے وقت ہوتی ہیں پوچھا گیا وہ کیا مصیبتیں ہیں؟ فرمایا ایک یہ کہ اس سے تمام مال چھین لیا جاتا ہے اور دوسری یہ کہ تمام مال کا حساب دینا پڑتا ہے۔[1]

راہِ خدا عزوجل میں خرچ کئے بغیر (یعنی زکوۃ، فطرہ وحقوق العباد کی ادائیگی کے بغیر) جمع کیا گیا مال بروزِ قیامت انگارے ثابت ہوگا جس سے اس شخص کو داغا جائے گا، چنانچہ:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "مَنْ أَوْكَى عَلَى ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ، وَلَمْ يُنْفِقْهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَانَ جَمْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُكْوٰى بِهِ"[2]

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا، جو سونا چاندی راہِ خدا عزوجل میں خرچ کئے بغیر جمع کرے گا تو وہ اس پر آگ بن کر برسے گا جس سے اُسے داغا جائے گا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ اے میرے بھائی! اتنا مال جمع کرنے سے بچنا کہ اس کا شکر ادا نہ کرسکو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا ہے کہ (بروزِ قیامت) ایک دنیادار کو لایا جائے گا جس نے دنیا کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم مانا ہوگا اور اس کا مال اس کے سامنے ہوگا جب وہ پل صراط پر

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان ذم المال وكراهة حبه، ص ۳۱۳)

[2] (المعجم الأوسط للطبراني، المجلد الخامس، ص ۳۳۳، الحديث: ۵۴۷۰)
(المعجم الكبير للطبراني، المجلد الثاني، ص ۱۵۳، الحديث: ۱۶۴۱)

Marfat.com

ڈولنے لگے گا تو اس کا مال کہے گا چلو چلو تم نے مجھ سے متعلق اللہ تعالیٰ کا حق ادا کر دیا ہے پھر ایک اور دنیا دار کو لایا جائے گا جس نے دنیا سے متعلق اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کیا ہوگا اس کا مال اس کے کاندھوں کے درمیان ہوگا جب پل صراط اسے ادھر ادھر جھکائے گا تو اس کا مال کہے گا تجھے خرابی ہو تو نے مجھ سے اللہ تعالیٰ کا حق کیوں ادا نہیں کیا، وہ اسی حالت پر رہے گا حتی کہ آوازیں دے گا کہ وہ ہلاک ہو گیا۔[1]

لہٰذا عقلاً ونقلاً مال کا جمع کرنا بے سُود ہے کیونکہ انسان کا اصل مال تو وہی ہے جو اس نے کھا پی لیا یا راہِ خدا عزوجل میں خرچ کر دیا باقی جو چھوڑ گیا وہ تو ورثاء کا ہوگا، چنانچہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ، قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: مَا قَدَّمَ، وَقَالَ النَّاسُ: مَا خَلَّفَ.[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جب کوئی بندہ مر جاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اس نے آگے کیا بھیجا ہے، جبکہ لوگ کہتے ہیں پیچھے کیا چھوڑ گیا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی ہتھیلی میں ایک درہم رکھا پھر فرمایا تو جب تک تو مجھ سے جدا نہیں ہوگا مجھے فائدہ نہیں پہنچائے گا۔[3]

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان ذم المال وكراهة حب المال، ص ۳۱۲)

[2] (المصنف لابن أبي شيبة، الجلد السابع، كتاب (۳۳) الزهد، كلام (۲۲) أبي هريرة رضی اللہ عنہ، ص ۱۴۲، الحديث: ۳۴۶۹۵)
(شعب الإيمان، المجلد السابع، باب (۷۱) في الزهد وقصر الأمل، ص ۳۲۸، الحديث: ۱۰۴۷۵)
(الفردوس بمأثور الخطاب، المجلد الأول، ص ۲۸۳، الحديث: ۱۱۱۱)

[3] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان ذم المال وكراهة حب المال، ص ۳۱۲)

Marfat.com

مال کی آفات اور فوائد:

امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، مال سانپ کی طرح ہے جس میں زہر بھی ہے اور تریاق بھی، اس کے فوائد اس کے تریاق ہیں اور اس کی آفات زہر ہیں تو جو شخص اس کے فوائد اور آفات کی پہچان حاصل کر لے تو اس کے لئے اس کے شر سے بچنا اور اس کی بھلائی حاصل کرنا ممکن ہے۔[1]

مال کے فوائد:

امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، مال کے فوائد دو طرح ہوتے ہیں (۱) دنیوی فوائد (۲) دینی فوائد، دنیوی فوائد ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کی معرفت مشہور ہے اور مخلوق کی تمام اقسام میں مشترک ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ اس کی طلب میں ہلاک نہ ہوتے۔ لیکن اس کے دینی فائدے تین قسموں میں بند ہیں۔

پہلی قسم: اپنے آپ پر خرچ کرے عبادت پر خرچ کرے یا عبادت پر مدد حاصل کرنے کے لئے خرچ کرے عبادت پر خرچ کرنے کی مثال حج اور جہاد پر مال خرچ کرنا ہے کیونکہ یہ دونوں کام مال کے بغیر نہیں ہوتے اور یہ دونوں کام تمام عبادتوں کی اصل ہیں۔

اور فقیر آدمی ان دونوں کی فضیلت سے محروم ہوتا ہے اور جو کام عبادت پر قوت دیتا ہے وہ کھانا، لباس، رہائش، نکاح اور دیگر ضروریات زندگی ہیں کیونکہ جب تک حاجات حاصل نہ ہوں تو دل ان کی تدبیر میں

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان تفصيل آفات المال وفوائده، ص۳۱۳)

Marfat.com

مصروف ہوتا ہے اور دین کے لئے فارغ نہیں ہوتا۔ اور جس چیز کے بغیر آدمی عبادت تک نہ پہنچ سکے اس کی تکمیل بھی عبادت ہوتی ہے۔

لہٰذا دین پر مدد حاصل کرنے کے لئے دنیا سے حسب ضرورت لینا دینی فوائد میں سے ہے لیکن ضرورت سے زیادہ لینا اور عیاشی اس میں داخل نہیں ہے کیونکہ وہ محض دنیوی حصہ ہے۔

دوسری قسم: وہ مال جو لوگوں پر صرف کیا جائے اس کی چار قسمیں ہیں (۱) صدقہ کرنا (۲) مروت کے طور پر دینا (۳) عزت کی حفاظت کے لئے دینا اور (۴) خدمت لینے کی اجرت دینا۔ صدقہ کا ثواب پوشیدہ نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کے غصے کی آگ کو ٹھنڈا کرتا ہے اس سے پہلے ہم صدقہ کی فضیلت ذکر کر چکے ہیں مروّت سے ہماری (یعنی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی) مراد یہ ہے کہ مالدار اور معزز لوگوں کی مہمان نوازی پر مال خرچ کیا جائے یا تحفہ دیا جائے یا مدد کی جائے اس کو صدقہ نہیں کہتے بلکہ صدقہ وہ ہوتا ہے جو ضرورت مند لوگوں کو دیا جائے لیکن یہ دینی فوائد میں سے ہے کیوں کہ اس طرح انسان کو دوست اور بھائی مل جاتے ہیں نیز اس طرح سخاوت کی صفت حاصل ہوتی ہے اور وہ سخی لوگوں کی جماعت میں شامل ہو جاتا ہے۔

کیونکہ وہی شخص سخاوت کی صفت سے موصوف ہوتا ہے جو لوگوں کے ساتھ احسان اور مروّت کا سلوک کرتا ہے اس عمل کا بھی بہت بڑا ثواب ہے تحائف، مہمان نوازی اور محتاجی اور فقر کے بغیر کھانا کھلانا کے سلسلے میں بے شمار احادیث آئی ہیں۔

Marfat.com

عزت بچانے سے ہماری (یعنی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی) مراد یہ ہے کہ آدمی اس لئے مال خرچ کرے تا کہ شعراء اور بے وقوف لوگ اس کے خلاف برا کلام استعمال نہ کریں اس طرح وہ ان کی زبانیں بند کرتا اور ان کے شر کو دور کرتا ہے اس کا فائدہ اگر چہ دنیا میں فوری حاصل ہوتا ہے لیکن اس کا دینی فائدہ بھی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا وَقٰی بِهِ الْمَرْءُ عِرْضَهٗ كُتِبَ لَهٗ بِهٖ صَدَقَةٌ. (السنن الكبرىٰ للبيهقي)

جس مال کے ذریعہ آدمی اپنی عزت کی حفاظت کرتا ہے وہ صدقہ لکھا جاتا ہے۔

یہ خرچ دینی کیوں نہ ہوگا جب کہ اس کے ذریعہ غیبت کرنے والے کو غیبت کے گناہ سے روکا جاتا ہے اور وہ حسد اور عداوت کی وجہ سے جو باتیں منہ سے نکالتا ہے اور اس طرح وہ انتقام اور بدلہ لینے کی خاطر شرعی حدود سے تجاوز کرنے سے بھی بچ جائے گا۔

جہاں تک خدمت لینے کی خاطر پیسہ خرچ کرنے کا معاملہ ہے تو آدمی اپنے اسباب کی تیاری میں جن کاموں کو محتاج ہوتا ہے وہ بہت زیادہ ہیں اگر وہ خود ہی تمام کام کرنے لگے تو دقت ہو جائے اور آخرت کے راستے پر چلنا مشکل ہو جائے اور ذکر و فکر جو سالکین کے بلند مقامات ہیں ان کی بجا آوری نہ ہو سکے۔

اور جس آدمی کے پاس مال نہیں ہوتا وہ اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے کرنے کا محتاج ہوتا ہے وہ غلہ خریدتا اور پیستا ہے، گھر کی صفائی خود کرتا

Marfat.com

ہے حتی کہ جو کتاب (یعنی جس خط) کی ضرورت ہو اسے بھی خود لکھنا پڑھتا ہے تو جو کام دوسروں کے ذریعہ ہوسکتا ہے اور اس سے تمہاری غرض پوری ہو جاتی ہے جب تم اس میں مشغول ہوتے ہو تو تمہیں نقصان اٹھانا پڑتا ہے کیوں کہ علم حاصل کرنا، عمل کرنا اور ذکر و فکر میں مشغول رہنا چاہئے کیونکہ یہ کام دوسروں کے ذریعہ نہیں ہوسکتے لہٰذا ان کو چھوڑ کر دوسرے کاموں میں مشغول ہونا نقصان کا باعث ہے۔

تیسری قسم: کسی خاص آدمی پر مال خرچ کرے لیکن اس سے عام لوگوں کو فائدہ حاصل ہو۔ جیسے مساجد، پل، سرائے اور بیماروں کے لئے ہسپتال وغیرہ بنانا، راستے میں پانی کی سبیلیں لگانا اور اس کے علاوہ اچھے مقاصد کے لئے زمین وقف کرنا یہ دائمی خیرات ہے جس کا فائدہ مرنے کے بعد بھی حاصل ہوتا ہے۔ اور نیک لوگ مدتوں اس فوت شدہ کے لئے دعا کرتے ہیں اور ان دعاؤں کی برکات اسے حاصل ہوتی ہیں اس سے بڑھ کر کیا بہتری ہوسکتی ہے۔

تو یہ دین کے اعتبار سے مالی فائدے ہیں اس کے علاوہ دنیوی فوائد بھی ہیں مثلاً وہ مانگنے کی ذلت اور فقر کی حقارت سے محفوظ رہتا ہے اور مخلوق کے درمیان اسے عزت اور بزرگی حاصل ہوتی ہے دوست اور احباب زیادہ ہوتے ہیں اور دلوں میں اس کی عزت اور وقار بڑھتا ہے یہ سب مال کے دنیوی فوائد ہیں۔[1]

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان تفصيل آفات المال وفوائده، أما الفوائد، ص ۳۱۵۔۳۱۷)

Marfat.com

مال کی آفات:

مال کی آفات دینی بھی ہیں اور دنیوی بھی، مال کے دینی نقصانات تین قسم کے ہیں:

پہلی قسم: مال گناہ کی طرف لے جاتا ہے کیونکہ خواہشات کا تقاضا ہمیشہ جاری رہتا ہے اور مال سے عجز بعض اوقات آدمی اور گناہ کے درمیان حائل ہوتا ہے اور قادر نہ ہونا بھی بچنے کا ایک ذریعہ ہے اور جب تک انسان کسی گناہ سے مایوس رہتا ہے اس وقت تک اس کا شوق حرکت میں نہیں آتا اور جوں ہی اس پر قدرت پاتا ہے تو شوق ابھرتا ہے اور مال بھی ایک قسم کی (گناہ پر) طاقت ہے جو گناہوں کے شوق کو حرکت دیتا ہے اور فسق و فجور میں مبتلا کرتا ہے اگر وہ اپنی خواہش پر عمل پیرا ہوتا ہے تو ہلاک ہوتا ہے اور اگر صبر کرتا ہے تو شدت کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ قدرت اور طاقت کے باوجود صبر کرنا مشکل ہوتا ہے اور فراخی کی حالت میں جو آزمائش ہوتی ہے وہ تنگی کی حالت کی آزمائش سے زیادہ بڑی ہوتی ہے۔

دوسری قسم: مال مباح کاموں میں عیش و عشرت تک پہنچاتا ہے اور یہ سب سے پہلا درجہ ہے تو مالدار آدمی سے ایسا کب ہوسکتا ہے کہ وہ جَو کی روٹی کھائے، سخت کھردرے کپڑے پہنے اور لذیذ کھانے چھوڑ دے جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی سلطنت میں ایسا کیا تھا۔ ایسا آدمی تو دنیا کی نعمتوں سے نفع اٹھاتا ہے اور اس کا نفس اس بات کا عادی ہوجاتا ہے یوں اس کو

Marfat.com

عیاشی سے الفت ہوتی ہے اور وہ اس کا ایسا محبوب بن جاتا ہے جس سے وہ صبر نہیں کر سکتا۔ اور اس طرح ایک سے دوسری عیاشی تک جاتا ہے اور جب اس سے اُنس پکا ہو جاتا ہے اور بعض اوقات وہ حلال کمائی سے اس تک نہیں پہنچ سکتا تو شبہات میں پڑتا ہے اور وہ ریا کاری، منافقت، جھوٹ اور تمام بری عادات میں غور وخوض کرتا ہے تا کہ اس کا دنیوی معاملہ منظم ہو اور عیاشی کے لئے آسانی ہو کیونکہ جس کا مال زیادہ ہوگا لوگوں کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔

اگر آدمی پہلی آفت سے بچ بھی جائے تو بھی اس سے (لوگوں کی طرف حاجت سے) نہیں بچ سکتا اور جب مخلوق کی طرف حاجت ہو تو دوستی اور دشمنی بھی پیدا ہوتی ہے اور اس سے حسد، کینہ، ریا، تکبر، جھوٹ، چغلی، غیبت اور ایسے تمام گناہ پیدا ہوتے ہیں جو دل اور زبان کے ساتھ خاص ہیں اور پھر یہ تمام اعضاء کی طرف متعدی ہوتے ہیں اور یہ سب کچھ مال کی نحوست اور اس کی حفاظت اور اصلاح کی حاجت کے باعث ہوتا ہے۔

تیسری قسم: یہ وہ آفت ہے جس سے کوئی بھی نہیں بچتا وہ یہ کہ مال کی اصلاح اسے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کر دیتی ہے اور جو کام بندے کو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے وہ نقصان کا باعث ہے۔

اسی لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا،

''مال میں تین آفات ہیں ایک یہ کہ حرام طریقے سے حاصل

Marfat.com

کرے، عرض کی گئی اگر حلال طریقے سے حاصل کرے تو؟ فرمایا اسے ناحق استعمال کرتا ہے پوچھا گیا اگر صحیح مقام پر خرچ کرے تو؟ فرمایا اس کی اصلاح اسے اللہ تعالیٰ سے غافل کر دیتی ہے"۔

اور یہ لاعلاج مرض ہے کیونکہ عبادت کا اصل، اس کا مغز اور راز اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کے جلال میں تفکر ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ دل فارغ ہو جب کہ مال اور ساز وسامان والا صبح وشام کسانوں سے الجھاؤ میں رہتا ہے یا اس سے حساب وکتاب ہوگا اسی طرح شرکاء کے ساتھ پانی اور زمین کی حدود کا جھگڑا ہوتا ہے خراج کے سلسلے میں حکومتی کارندوں سے اور تعمیر میں کوتاہی کے سلسلے میں مزدوروں سے اختلاف نیز کاشتکاروں سے خیانت اور چوری کے حوالے سے جھگڑا رہتا ہے۔

تاجر کو اپنے شریک کی طرف سے خیانت کی فکر رہتی ہے نیز یہ کہ وہ نفع زیادہ لیتا ہے اور کام میں کوتاہی کرتا ہے علاوہ ازیں مال کو ضائع کرتا ہے اسی طرح جانوروں کا مالک بھی اس قسم کے مسائل سے دوچار ہوتا ہے بلکہ مال کی کوئی بھی صورت ہو یہی پریشانی رہتی ہے لیکن جو خزانہ زمین میں دفن کیا گیا ہو اس میں مشغولیت کم ہوتی ہے گرچہ یہاں بھی دل کا تردّد باقی ہوتا ہے کہ کہاں خرچ کرے اس کی حفاظت کیسے کرے اس پر لوگ مطلع نہ ہو جائیں۔

غرضیکہ دنیوی افکار کی وادیوں کی کوئی انتہا نہیں ہے اور جس آدمی کے پاس ایک دن کا کھانا ہو وہ ان تمام باتوں سے محفوظ ہے۔

Marfat.com

تو یہ دنیوی آفات ہیں اس کے علاوہ بھی دنیا داروں کو پریشانی، غم، خوف، حاسدوں کے حسد کو دور کرنے کی مشقت مال کی حفاظت اور کمائی کے سلسلے میں سخت خطرات ہیں لہٰذا مال کا تریاق (علاج) یہ ہے کہ اس سے گزر اوقات کے لئے لینے کے بعد باقی اچھے کاموں پر خرچ کر دے کیوں کہ اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ زہر اور آفات ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے سلامتی اور اچھی مدد کا سوال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے نواز دے بے شک وہ اس پر قادر ہے۔[1]

[1] (إحیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل وذم حب المال، بیان تفصیل آفات المال وفوائده، أما الآفات، ص ۳۱۷۔۳۱۸)

Marfat.com

بُخل کی مذمّت

اللہ تعالیٰ بُخل کی مزمت فرماتا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿۳۶﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ

الآیۃ (النسآء ۴/۳۶-۳۷)

ترجمہ: بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا جو آپ بخل کریں اور اوروں سے بخل کے لئے کہیں اور اللہ نے جو اُنہیں اپنے فضل سے دیا ہے اسے چھپائیں۔ (کنزالایمان)

''بخل یہ ہے کہ خود کھائے دوسرے کو نہ دے، شُحّ یہ ہے کہ نہ کھائے نہ کھلائے سَخَا یہ ہے کہ خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے جُود یہ ہے کہ آپ نہ کھائے دوسروں کو کھلائے، شانِ نزول: یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو سید عالم ﷺ کی صفت بیان کرنے میں بخل کرتے اور چھپاتے **مسئلہ:** اس سے معلوم ہوا کہ علم کو چھپانا مذموم ہے''۔

''حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کو پسند ہے کہ بندے پر اس کی نعمت ظاہر ہو۔ **مسئلہ:** اللہ کی نعمت کا اظہار اخلاص کیساتھ ہو تو یہ بھی شکر ہے اور اس لئے آدمی کو اپنی حیثیت کے لائق جائز لباسوں میں بہتر پہننا مستحب ہے''۔[1]

---

[1] (خزائن العرفان)

Marfat.com

بخیل شخص دراصل اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور درحقیقت وہ اپنی ذات کے فائدے کے حصول میں بخل کر رہا ہوتا ہے کیونکہ راہِ خدا عزوجل میں خرچ کیا ہوا مال بلاشبہ دنیا میں برکت اور آخرت میں اجر وثواب کی صورت میں نفع بخش ہوتا ہے جبکہ بخیل دونوں برکت ورحمت سے محروم رہ جاتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ متنبہ فرماتا ہے:

هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ یَّبْخَلُ ۚ وَ مَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ۠ ﴿۳۸﴾ (محمد:۴۷/۳۸)

ترجمہ: ہاں ہاں یہ جو تم بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو تم میں کوئی بخل کرتا ہے اور جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان پر بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج اور اگر تم منہ پھیرو تو وہ تمہارے سوا اور لوگ بدل لے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔ (کنزالایمان)

انسان کے پاس خرچ کرنے کے لئے سانس بند ہونے تک کی مہلت ہے بعد از موت فقط پچھتاوا اور ندامت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰﴾ (المنفقون:۶۳/۱۰)

ترجمہ: اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا۔ (کنزالایمان)

Marfat.com

قرآن کریم میں مال واولاد کوفتنہ فرمایا گیا ہے:

إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَٱللَّهُ عِندَهُۥٓ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾

(التغابن: ۶۴/۱۵)

ترجمہ: تمہارے مال اور تمہارے بچے جانچ ہیں اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔ (کنزالایمان)

"تو لحاظ رکھو ایسا نہ ہو کہ اموال واولاد میں مشغول ہو کر ثوابِ عظیم کھو بیٹھو"۔[1]

شیطان شب و روز وسوسے دلاتا رہتا ہے کہ خرچ کرو گے تو ختم ہو جائے گا، سب کھلا دو گے تو کھاؤ گے کیا؟ قرآن کریم میں اس قسم کے وہم کی تردید فرمائی گئی ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَنفِقُوا۟ مِن طَيِّبَٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ ٱلْأَرْضِ ۖ وَلَا تَيَمَّمُوا۟ ٱلْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ وَلَسْتُم بِـَٔاخِذِيهِ إِلَّآ أَن تُغْمِضُوا۟ فِيهِ ۚ وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ غَنِىٌّ حَمِيدٌ ﴿٢٦٧﴾ ٱلشَّيْطَٰنُ يَعِدُكُمُ ٱلْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُم بِٱلْفَحْشَآءِ ۖ وَٱللَّهُ يَعِدُكُم مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَٱللَّهُ وَٰسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٦٨﴾

(البقرۃ: ۲/۲۶۷_۲۶۸)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ دو تو اس میں سے اور تمہیں ملے تو نہ لو گے جب تک اس میں چشم پوشی نہ کرو اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ سراہا گیا ہے شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا ہے محتاجی کا اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا اور اللہ تم سے وعدہ فرماتا ہے بخشش اور فضل کا اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ (کنزالایمان)

---

[1] (خزائن العرفان)

Marfat.com

شیطان بے حیائی کا حکم دیتا ہے، یعنی ''بخل کا اور زکوٰۃ وصدقہ نہ دینے کا اس آیت میں یہ لطیفہ ہے کہ شیطان کسی طرح بخل کی خوبی ذہن نشین نہیں کرسکتا اس لئے وہ یہی کرتا ہے کہ خرچ کرنے سے ناداری کا اندیشہ دلا کر روکے آجکل جو لوگ خیرات کو روکنے پر مصر ہیں وہ بھی اسی حیلہ سے کام لیتے ہیں''۔[1]

اور راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے سے بخل کا اور بغیر ادائیگی صدقات مال جمع کرتے رہنے کا دردناک عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَ لَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍۙ(۳۴) یَّوْمَ یُحْمٰى عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ(۳۵) (التوبۃ: ۹/ ۳۴)

ترجمہ: اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں یہ وہ ہے جو تم نے اپنے لئے جوڑ رکھا تھا اب چکھو مزا اس جوڑنے کا۔ (کنزالایمان)

''بخل کرتے ہیں اور مال کے حقوق ادا نہیں کرتے زکوٰۃ نہیں دیتے، شانِ نزول: سدی کا قول ہے کہ یہ آیت مانعینِ زکوٰۃ (یعنی زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں) کے حق میں نازل ہوئی جبکہ اللہ تعالیٰ نے احبار اور رُہبان کی حرص مال کا ذکر فرمایا تو

[1] (خزائن العرفان)

Marfat.com

مسلمانوں کو مال جمع کرنے اور اس کے حقوق ادا نہ کرنے سے حذر دلایا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ دی گئی وہ کنز نہیں خواہ دفینہ ہی ہو اور جس کی زکوٰۃ نہ دی گئی وہ کنز ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں ہوا کہ اس کے مالک کو اس سے داغ دیا جائے گا رسول کریم ﷺ سے اصحاب نے عرض کیا کہ سونے چاندی کا تو یہ حال معلوم ہوا پھر کون سا مال بہتر ہے جس کو جمع کیا جائے فرمایا ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل اور نیک بی بی جو ایماندار کی اسکے ایمان پر مدد کرے یعنی پرہیزگار ہو کہ اس کی صحبت سے طاعت وعبادت کا شوق بڑھے (رواہ الترمذی)

مسئلہ: مال کا جمع کرنا مباح ہے مذموم نہیں جبکہ اسکے حقوق ادا کئے جائیں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت طلحہ وغیرہ اصحاب مالدار تھے اور جو اصحاب کہ جمع مال سے نفرت رکھتے تھے وہ ان پر اعتراض نہ کرتے تھے"۔[1]

[1] (خزائن العرفان)

یونہی خرچ کرنے میں اعتدال بھی لازم ہے نہ بخل کیا جائے کہ باعثِ عذاب ہو اور نہ اتنا خرچ کرے جس کی وجہ سے اُس کے شب وروز مفلوج ہو جائیں اور خود حالتِ فقر کو پہنچ جائے، قرآن مجید میں ہے:

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ	ترجمہ: اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے
لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا	بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ پورا کھول دے کہ
مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ	تو بیٹھ رہے ملامت کیا ہوا تھکا ہوا بیشک
لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ	تمہارا رب جسے چاہے رزق کشادہ دیتا
الآیۃ (بنی اسرائیل ۱۷: ۲۹۔۳۰)	اور کستا ہے۔ (کنزالایمان)

Marfat.com

تھکا ہوا،'' یہ تمثیل ہے جس سے اِنفاق یعنی خرچ کرنے میں اعتدال ملحوظ رکھنے کی ہدایت منظور ہے اور یہ بتایا جاتا ہے کہ نہ تو اس طرح ہاتھ روکو کہ بالکل خرچ ہی نہ کرو اور یہ معلوم ہو گویا کہ ہاتھ گلے سے باندھ دیا گیا ہے دینے کے لئے ہل ہی نہیں سکتا ایسا کرنا تو سبب ملامت ہوگا کہ بخیل کنجوس کو سب بُرا کہتے ہیں اور نہ ایسا ہاتھ کھولو کہ اپنی ضروریات کے لئے بھی کچھ باقی نہ رہے۔ شانِ نزول: ایک مسلمان بی بی کے سامنے ایک یہودیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سخاوت کا بیان کیا اور اس میں اس حد تک مبالغہ کیا کہ حضرت سید عالم ﷺ پر ترجیح دیدی اور کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی سخاوت اس انتہا پر پہنچی ہوئی تھی کہ اپنے ضروریات کے علاوہ جو کچھ بھی انکے پاس ہوتا سائل کو دے دینے سے دریغ نہ فرماتے یہ بات مسلمان بی بی کو ناگوار گذری اور انہوں نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام سب صاحب فضل وکمال ہیں حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والتسلیمات کے جُود ونوال میں کچھ شبہ نہیں لیکن سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے اور یہ کہہ کر انہوں نے چاہا کہ یہودیہ کو حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جُود وکرم کی آزمائش کرادی جائے چنانچہ اُنہوں نے اپنی چھوٹی بچی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی خدمت میں بھیجا کہ حضور سے قمیص مانگ لائے اس وقت حضور کے پاس ایک ہی قمیص تھی جو زیب تن تھی وہی اُتار کر عطا فرمادی اور اپنے آپ دولت سرائے اقدس میں تشریف رکھی شرم سے باہر تشریف نہ لائے یہاں تک کہ اذان کا وقت آیا اذان ہوئی صحابہ نے انتظار کیا حضور تشریف نہ لائے تو سب کو فکر ہوئی حال معلوم کرنے کے لئے دولت سرائے اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا جسم مبارک پر قمیص نہیں ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی''۔[1]

---

[1] (خزائن العرفان)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے مال جمع کرنے والوں اور اسے ہمیشہ کا سبب روزگار جاننے والوں اور اپنی آخرت کو بھلا بیٹھنے والوں کی سخت توبیخ فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝١ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗ ۝٢ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۝٣ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝٤ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝٥ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝٦ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝٧ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝٨ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝٩ (الھمزۃ: ۱۰۴/۱-۹)

ترجمہ: خرابی ہے اس کے لئے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے پیٹھ پیچھے بدی کرے جس نے مال جوڑا اور گن گن کر رکھا کیا یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے دنیا میں ہمیشہ رکھے گا ہرگز نہیں ضرور وہ روندنے والی میں پھینکا جائے گا اور تو نے کیا جانا کیا روندنے والی اللہ کی آگ کہ بھڑک رہی ہے وہ جو دلوں پر چڑھ جائے گی بیشک وہ ان پر بند کر دی جائے گی لمبے لمبے ستونوں میں۔ (کنزالایمان)

حُطَمَہ سے مراد "یعنی جہنم کے اس درکہ میں جہاں آگ ہڈیاں پسلیاں توڑ ڈالے گی"۔

"حدیث شریف میں ہے جہنم کی آگ ہزار برس دھونکی گئی یہاں تک کہ سُرخ ہوگئی پھر ہزار برس دھونکی گئی تا آنکہ سفید ہوگئی پھر ہزار برس دھونکی گئی حتی کہ سیاہ ہوگئی تو وہ سیاہ ہے اندھیری (ترمذی)"۔

وہ روندنے والی آگ دلوں پر چڑھ جائے گی، "یعنی ظاہر جسم کو بھی جلائے

Marfat.com

گی اور جسم کے اندر بھی جلائے گی اور دلوں کو بھی جلائے گی دل ایسی چیز ہیں جن کو ذرا سی بھی گرمی کی تاب نہیں تو جب آتشِ جہنّم کا ان پر استیلا ہوگا اور موت آئے گی نہیں تو کیا حال ہوگا دلوں کو جلانا اس لئے ہے کہ وہ مقام ہیں کفر اور عقائد باطلہ نیات فاسدہ کے"۔

"آگ میں ڈال کر دروازے بند کر دیئے جائیں گے"۔

"دروازے کی بندش آتشیں لوہے کے ستونوں سے مضبوط کر دی جائے گی کہ کبھی دروازہ نہ کھلے بعض مفسّرین نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ دروازے بند کر کے آتشیں ستونوں سے اُن کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے جائیں گے"۔[1]

اسی طرح مسکینوں یتیموں کو دھتکارنے والے، اُن سے بُرے رویّہ اور بداخلاقی سے پیش آنے والے، اور استطاعت کے باوجود کنجوسی کرتے ہوئے مستحقین کو کھلانے پلانے کے تارکین کے لئے سخت وعید ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُكَذِّبُ بِالدِّیْنِ ﴿۱﴾ فَذٰلِكَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ﴿۲﴾ وَ لَا یَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ﴿۳﴾ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ﴿۴﴾ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴿۵﴾ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ ﴿۶﴾ وَ یَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ﴿۷﴾

ترجمہ: بھلا دیکھو تو جو دین کو جھٹلاتا ہے پھر وہ وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہیں دیتا تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے ہوئے ہیں وہ جو دکھاوا کرتے ہیں اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔ (کنزالایمان)

(الماعون:۱۰۷/۱-۷)

[1] (خزائن العرفان)

Marfat.com

دھکے دیتا ہے" اور اس پر شدت وسختی کرتا ہے اور اس کا حق نہیں دیتا"۔
مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہیں دیتا، "یعنی نہ خود دیتا ہے نہ دوسرے سے دلاتا ہے انتہا درجہ کا بخیل ہے"۔[1]

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر پر تھے جبکہ آپ کے ساتھ کچھ لوگ اور بھی تھے جو خیبر سے لوٹ کر آئے تھے کہ چند دیہاتی آپ کے گرد جمع ہو کر مانگنے لگے حتی کہ انہوں نے آپ کو ببول کے درخت کی طرف مجبور کر دیا جس کے باعث آپ کی چادر مبارک لٹک گئی تو آپ ﷺ ٹھہرے اور فرمایا، میری چادر مجھے دو اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر میرے پاس ان کانٹوں کے برابر جانور ہوتے تو میں تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا پھر تم مجھے بخیل، جھوٹا اور بزدل نہ پاتے۔[2]

ہر روز دو فرشتے خرچ کرنے والوں کے لئے دعا کرتے ہیں جبکہ بخیل لوگوں کی بربادی کے لئے بددعا کرتے ہیں، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ، إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ، فَيَقُوْلُ أَحَدُهُمَا: اللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقاً خَلَفاً،

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایسا کوئی دن نہیں جس میں بندے سویرا کریں اور دو فرشتے نہ اُتریں جن میں سے ایک تو کہتا ہے الٰہی سخی کو زیادہ اچھا عوض دے

---

[1] (خزائن العرفان)
[2] (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل وذم حب المال، بیان ذم البخل، ص ۳۳۹)

Marfat.com

وَيَقُوْلُ الْآخَرُ: اَللّٰهُمَّ أَعْطِ اور دوسرا کہتا ہے الٰہی بخیل کو بربادی دے۔ مُمْسِكاً تَلَفاً"۔[1]

"یعنی سخی کے لئے دعا اور کنجوس کے لئے بددعا روزانہ فرشتوں کے منہ سے نکلتی ہے جو یقیناً قبول ہے، خیال رہے کہ خلف مطلقاً عوض کو کہتے ہیں دنیاوی ہو یا اُخروی، حسّی ہو یا معنوی مگر تلف دنیوی اور حسّی بربادی کو کہا جاتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ﴾ [السبا: ۳۴/۳۹] ترجمہ: اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا (کنزالایمان)) کا تجربہ رات دن ہو رہا ہے کہ کنجوس کا مال حکیم ڈاکٹر وکیل یا نالائق اولاد برباد کرتی ہے"۔[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سخاوت اللہ تعالیٰ کی سخاوت سے ہے تو سخاوت کیا کرو اللہ تعالیٰ بھی تم پر سخاوت فرمائے گا، سنو! اللہ تعالیٰ نے سخاوت کو پیدا فرما کر ایک مرد کی صورت عطا فرمائی اور اس کے سر کو طوبیٰ درخت کی جڑ میں مضبوط کر دیا اور اس کی ٹہنیوں کو سدرۃ المنتہیٰ کی ٹہنیوں سے باندھ دیا اور اس کی بعض شاخوں کو دنیا کی طرف جھکا دیا تو جو شخص اس کی ایک ٹہنی پر بھی لٹکتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرما دیتا ہے، سنو!

---

[1] ممسکا: بخیلا، تلفاً: خراب وعدم برکة.
(صحیح البخاري، المجلد الأول، کتاب (۲۴) الزکاة، باب (۲۹) قول اللّٰه تعالی: ﴿فَاَمَّا مَنْ أَعْطٰی﴾ إلخ، ص ۳۵۳، الحدیث: ۲۳۸۹)
(صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۱۷) في المنفق والممسک، ص ۳۶۳، الحدیث: ۵۷۔(۱۰۱۰))
(مشکاة المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاة، باب (۵) الإنفاق وکراهیة الإمساک، الفصل الأول، ص ۳۵۳، الحدیث: ۱۸۶۰)

[2] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۳، ص ۶۹۔۷۰)

Marfat.com

بیشک سخاوت ایمان ہی سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے بخل کو اپنے غضب سے پیدا فرمایا اور اس کا سر زقُّوم (تھوہڑ) کے درخت کی جڑ میں مضبوط فرمادیا اس کی بعض شاخیں زمین کی جانب مائل فرمادیں تو جو شخص اس کی کسی بھی ٹہنی کو تھامتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل فرمادیتا ہے، سنو! بخل کفر (ناشکری) ہے اور ناشکری جہنم میں (داخل ہونے کا سبب) ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنولحیان کے وفد سے پوچھا، اے بنولحیان تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ جد بن قیس، مگر وہ بخیل ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا، بخل سے بڑی بیماری کونسی ہے، تو پھر تمہارے سردار حضرت عمرو بن جموح ہیں۔ ایک روایت میں ہے انہوں نے عرض کی کہ جد بن قیس ہمارے سردار ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے اُسے سردار کیوں بنایا ہے؟ انہوں نے عرض کی، اس لئے کہ وہ سب سے زیادہ مال دار ہیں لیکن اس کے باوجود ہم ان میں بخل پاتے ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا، بھلا بخل سے بڑھ کر بھی کوئی بیماری ہے؟ وہ تمہارا سردار نہیں، تو عرض کی یا رسول اللہ! پھر ہمارا سردار کون ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارے سردار بشر بن براء ہیں۔[1]

خرچ کرنا فضیلت اور روکنا شرارت ہے، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "يَا ابْنَ آدَمَ	حضرت ابو امامہ ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رب تعالیٰ فرماتا ہے، اے انسان

[1] (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل وذم حب المال، بیان ذم البخل، ص ۳۳۹۔۳۴۰)

Marfat.com

إِنَّکَ إِنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَّکَ، وَإِنْ تُمْسِکْهُ شَرٌّ لَّکَ، وَلَا تُلَامُ عَلٰى كَفَافٍ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى".[1]

اگر تو بچا مال خرچ کردے تیرے لئے اچھا ہے اور اگر تُو اُسے روک رکھے تو تیرے لئے بُرا ہے اور بقدر ضرورت پر ملامت نہیں اور اپنے عیال سے ابتدا کر، اور اُوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

''یعنی اپنی ضروریات سے بچا ہوا مال خیرات کردینا خود تیرے لئے ہی مفید ہے کہ اس سے تیرا کوئی کام نہ رُکے اور تجھے دنیا و آخرت میں عوض مل جائے گا، اور اسے روکے رکھنا خود تیرے لئے ہی بُرا ہے کیونکہ وہ چیز سڑ گل یا اور طرح سے ضائع ہو جائے گی اور تُو ثواب سے محروم ہو جائیگا، اسی لئے حکم ہے کہ نیا کپڑا پاؤ تو پُرانا بیکار کپڑا خیرات کردو نیا جوتا رب تعالیٰ دے تو پُرانا جوتا جو تمہاری ضرورت سے بچا ہے کسی فقیر کو دے دو کہ تمہارے گھر کا کوڑا نکل جائے گا اور اُس کا بھلا ہو جائے گا''۔

اپنے اہل وعیال سے ابتداء کر،'' اس میں دو حکم بیان ہو گئے ایک یہ کہ جو مال اس وقت تو زائد ہے کل ضرورت پیش آئے گی اسے جمع رکھ لو آج نفلی صدقہ دے کر کل خود بھیک نہ مانگو، دوسرے یہ کہ خیرات پہلے اپنے عزیز غریبوں کو دو پھر اجنبیوں کو، کیونکہ عزیزوں کو دینے میں صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی''۔[2]

---

[1] الكفاف: بفتح الكاف: ما كفّ عن الحاجة إلى الناس مع القناعة لا يزيد على قدر الحاجة.
والفضل: ما زاد على قدر الحاجة.
(صحيح مسلم: كتاب (١٢) الزكاة، باب (٣٣) النهي عن المسألة، ص ٣٧١، الحديث: ٩٧_(١٠٣٦))
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٥) الإنفاق وكراهية الإمساك، ص ٣٥٤، الحديث: ١٨٦٣)

[2] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۳، ص ۷۰_۷۱)

Marfat.com

کہا گیا ہے کہ نوشیروان کے پاس ایک ہندوستانی حکیم اور ایک رومی دانا آئے۔ نوشیروان نے ہندوستانی حکیم سے کہا کچھ کہو، اس نے کہا بہترین آدمی وہ ہے جو سخاوت کے ساتھ ملاقات کرے اور غصے کی حالت میں باوقار رہے، گفتگو میں ٹھہراؤ ہو اور رقت کی حالت میں بھی تواضع کرنے والا ہو۔ نیز تمام رشتہ داروں پر شفقت کرنے والا ہو۔

رُومی حکیم کھڑا ہوا، اس نے کہا بخیل آدمی کا دشمن اس کے مال کا وارث ہوتا ہے جو آدمی شکر کم ادا کرتا ہے وہ کامیابی نہیں پا سکتا جھوٹے لوگ قابلِ مذمت ہیں اور چغل خور حالتِ فقر میں مرتے ہیں اور جو آدمی رحم نہیں کرتا اس پر بے رحم شخص مسلط ہوتا ہے۔[1]

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ﷺ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "مَا مِنْ يَوْمٍ طَلَعَتْ شَمْسُهُ إِلَّا وَكَانَ بِجَنْبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ نِدَاءً يَسْمَعُهُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ كُلَّهُمْ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ. يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَلُمُّوْا إِلٰى رَبِّكُمْ، إِنَّ مَا قَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَأَلْهٰى، وَلَا آبَتِ

حضرت ابو درداء ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، روزانہ سورج یوں ہی طلوع ہوتا ہے کہ دو فرشتے پکارتے ہیں اور ان کی یہ پکار جن و انس کے سوا تمام مخلوق سُنتی ہے کہ اے لوگو اپنے رب کی طرف آؤ بے شک جو (رزق) اگرچہ کم ہو اور کفایت کرے تو وہ اس سے بہتر ہے جو زیادہ تو ہو مگر (یادِ الٰہی سے) غافل کردے، اور ہر روز

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان ذم البخل، ص ۳۴۲)

Marfat.com

الشَّمْسُ إِلَّا وَكَانَ بِجَنْبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ نِدَاءً يَسْمَعُهُ خَلْقُ اللّٰهِ كُلُّهُمْ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ: اللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقاً خَلَفاً وَأَعْطِ مُمْسِكاً تَلَفاً، وَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ ذٰلِكَ قُرْآناً فِيْ قَوْلِ الْمَلَكَيْنِ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَلُمُّوْا إِلٰى رَبِّكُمْ، فِيْ سُوْرَةِ يُوْنُسَ: ﴿وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝﴾ [یونس: ۱۰/ ۲۵] وَأَنْزَلَ فِيْ قَوْلِهِمَا: اللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقاً خَلَفاً، وَأَعْطِ مُمْسِكاً تَلَفاً: ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۙ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۙ۝ وَ مَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ۙ۝﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿لِلْعُسْرٰى﴾ [اللیل: ۹۲/ ۱-۱۰].[1]

سورج یوں ہی ڈوبتا ہے کہ اس کے اطراف دو فرشتے پکارتے ہیں جس پکار کو جن وانس کے سوا تمام مخلوق سُنتی ہے اے اللہ خرچ کرنے والے کو اجر دے اور کنجوس کو برباد فرما اور فرشتوں کے قول کہ اے لوگو! اللہ کی طرف آؤ کے حق میں سورۂ یونس کی آیت نازل فرمائی: اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف پکارتا ہے اور جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے (کنزالایمان) اور فرشتوں کے فرمان، اے اللہ خرچ کرنے والے کو اجر دے اور بخیل کو برباد فرما، کے حق میں نازل فرمایا: اور رات کی قسم جب چھائے، اور دن کی جب چمکے، اور اس کی جس نے نر و مادہ بنائے (کنزالایمان) سے فرمان: دشواری مہیا کردیں گے (کنزالایمان) تک۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے نزدیک کسی بخیل کو عادل قرار دینا درست نہیں کیونکہ بخل اسے لالچ پر اُبھارتا ہے نتیجۃً وہ نقصان کے خوف سے

---

[1] (شعب الإیمان، المجلد الثالث، باب (۲۲) الزکاۃ، فصل في کراھیۃ رد السائل، ص ۲۳۳، الحدیث: ۳۴۱۲)

Marfat.com

اپنے حق سے زیادہ لے لیتا ہے۔ لہٰذا جس شخص میں بخل کی صفت پائی جاتی ہے اس کے پاس امانت محفوظ نہیں ہوسکتی۔[1]

اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال میں برکت ہوتی ہے نہ کہ کمی، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ قَيْسِ بْنِ سِلَعٍ الْأَنْصَارِيِّ ﷺ أَنَّ إِخْوَتَهُ شَكَوْهُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: إِنَّهُ يُبَذِّرُ مَالَهُ، وَيَنْبَسِطُ فِيْهِ. فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "يَا قَيْسُ مَا شَأْنُ إِخْوَتِكَ يَشْكُوْنَكَ يَزْعَمُوْنَ أَنَّكَ تُبَذِّرُ مَالَكَ، وَتَنْبَسِطُ فِيْهِ"، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ آخُذُ نَصِيْبِيْ مِنَ الثَّمَرَةِ فَأُنْفِقُهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَعَلٰى مَنْ صَحِبَنِيْ، فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَدْرَهُ وَقَالَ: "أَنْفِقْ يُنْفِقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ"، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ

حضرت قیس بن سلع انصاری ﷺ سے مروی ہے کہ ان کے بھائیوں نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی شکایت کی کہ وہ فضول خرچی کرتے ہیں اور اس معاملے میں بہت کھلا ہاتھ ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا، تمہارے بھائیوں کا کیا مسئلہ ہے، وہ اس گمان پر تمہاری شکایت کررہے ہیں کہ تم اپنے مال میں بہت فضول خرچی کرتے ہو اور تمہارا ہاتھ بہت کھلا ہے؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ میں آمدنی سے اپنا حصہ لے کر اللہ کی راہ میں اور اپنے دوستوں میں خرچ کردیتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کے سینہ پر (شفقت کے ساتھ) دستِ اقدس مارا اور تین مرتبہ فرمایا، خرچ کر اللہ تجھ پر خرچ کرے گا۔ (راوی فرماتے ہیں) تو کچھ عرصے بعد

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان ذم البخل، ص ٣٤٢)

Marfat.com

ذٰلِکَ خَرَجْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَمَعِيَ رَاحِلَةٌ، وَأَنَا أَكْثَرُ أَهْلِ بَيْتِي الْيَوْمَ وَأَيْسَرُهُ.[1]

جب میں راہِ خدا میں اپنی سواری سمیت نکلا تو اُس دن اپنے گھر والوں میں، میں سب سے زیادہ مالدار اور تونگر تھا۔

جاحظ نے کہا کہ لذتوں سے صرف تین چیزیں باقی رہ گئی ہیں بخیل لوگوں کی مذمت، بھُنا ہوا گوشت کھانا اور خارش کھجلانا۔

حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ فرماتے ہیں بخیل کی غیبت، غیبت شمار نہیں ہوتی رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا، تو تم بخیل ہو۔

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں ایک عورت کی تعریف کی گئی صحابہ کرام نے عرض کی کہ وہ بہت روزے رکھنے والی اور رات کو قیام کرنے والی ہے لیکن اس میں بخل کی عادت بھی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

حضرت بشر نے فرمایا، بخیل کو دیکھنا دل کو سخت کرتا ہے، اور بخیل سے ملنا مومنوں کے دلوں پر شاق ہوتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں، سخی لوگ چاہے فاجر ہوں، ان کے لئے دلوں میں محبت ہی ہوتی ہے اور بخیل چاہے کتنے بھلے کیوں نہ ہوں، دلوں میں ان کے لئے نفرت ہی پائی جاتی ہے۔

حضرت ابن معتز فرماتے ہیں، مال میں کنجوس عزت میں سخی ہیں (یعنی مال بچا کر عزت گنواتے ہیں، کیونکہ بخیل لوگوں کی ان کے بخل کی بناء پر عزت جاتی رہتی ہے)

---

[1] (المعجم الأوسط للطبراني، المجلد الثامن، ص۲۴۷، الحديث: ۸۵۳۶)

Marfat.com

(نبی اللہ بن النبی) حضرت یحییٰ بن زکریا (علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام) کی ایک مرتبہ شیطان سے اس کی اصل صورت میں ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا اے ابلیس! مجھے یہ بتا کہ تجھے لوگوں میں سب سے زیادہ کس سے محبت اور سب سے زیادہ کس سے نفرت ہے؟ شیطان نے جواب دیا کہ مجھے بخیل مومن سے زیادہ محبت ہے اور فاسق سخی سے سب سے زیادہ بغض۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا، وہ کیوں؟ جواب دیا، کیوں کہ بخیل کا بخل میرے لئے کافی ہے جب کہ فاسق سخی کے بارے میں مجھے خوف رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی سخاوت کو قبول کرلے، پھر شیطان نے واپس جاتے ہوئے کہا اگر آپ حضرت یحییٰ (علیہ السلام) نہ ہوتے تو میں یہ بات نہ بتاتا۔[1]

دوست تین قسم کے ہوتے ہیں، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَلْأَخِلَّاءُ ثَلَاثَةٌ: فَأَمَّا خَلِيْلٌ فَيَقُوْلُ: لَكَ مَا أَعْطَيْتَ وَمَا أَمْسَكْتَ فَلَيْسَ لَكَ فَذٰلِكَ مَالُكَ، وَأَمَّا خَلِيْلٌ فَيَقُوْلُ: أَنَا مَعَكَ حَتّٰى تَأْتِيَ بَابَ الْمَلِكِ ثُمَّ أَرْجِعُ وَأَتْرُكُكَ فَذٰلِكَ أَهْلُكَ وَعَشِيْرَتُكَ يَشِيْعُوْنَكَ حَتّٰى

حضرت انس ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، دوست تین قسم کے ہیں ایک وہ دوست جو کہے تیرا وہ ہے جو تو نے خرچ کیا اور جو تو نے روکا وہ تیرا نہیں یہ تیرا مال ہے، ایک وہ دوست جو کہتا ہے میں تیرے مرنے تک تیرے ساتھ ہوں پھر میں لوٹ جاؤں گا اور تجھے چھوڑ دوں گا، یہ تیرے اہلِ خانہ، بیوی بچے ہیں جو تیرے ساتھ زندگی گزارتے ہیں یہاں تک کہ

[1] (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل وذم حب المال، بیان ذم البخل، ص ۳۴۲)

Marfat.com

تَأْتِيَ قَبْرَكَ ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ تو اپنی قبر میں پہنچ جاتا ہے اور وہ تجھے چھوڑ
فَيَتْرُكُوْكَ، وَأَمَّا خَلِيْلٌ جاتے ہیں، اور ایک دوست وہ ہے جو کہے گا
فَيَقُوْلُ: أَنَا مَعَكَ حَيْثُ میں تیرے آنے میں بھی تیرے ساتھ ہوں
دَخَلْتَ، وَحَيْثُ خَرَجْتَ، اور جانے میں بھی، وہ تیرا عمل ہے، تو انسان
فَذٰلِكَ عَمَلُكَ، فَيَقُوْلُ: کہے گا اللہ کی قسم (دنیا میں) تُو میرے نزدیک
وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتَ مِنْ أَهْوَنِ تینوں (دوستوں) میں (سب) سے زیادہ
الثَّلَاثَةِ عَلَيَّ".[1] ذلیل تھا۔

کہا گیا کہ بصرہ میں ایک فراخ دست بخیل شخص رہتا تھا اس کے ایک پڑوسی نے اس کی دعوت کی اور اس کے سامنے ہانڈی میں بھنا ہوا گوشت رکھا اس نے اس میں سے بہت زیادہ کھالیا اور پھر پانی پینے لگا چنانچہ اس کا پیٹ پھول گیا اور وہ سخت تکلیف اور موت کی حالت میں مبتلا ہو گیا اور تڑپنے لگا جب معاملہ بگڑتا گیا تو طبیب کو اس کی حالت بتائی گئی اس نے کہا کوئی حرج نہیں جو کچھ کھایا ہے اسے قے کردو اس نے کہا، ہرگز نہیں، ایسے عمدہ بھنے ہوئے گوشت کو کیسے قے کردوں موت قبول کرلوں گا ایسا نہیں کروں گا۔[2]

مال جمع نہ کرنے میں تقویٰ ہے، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَادَ بِلَالًا، فَأَخْرَجَ لَهُ حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، کہ نبی ﷺ نے حضرت بلال ﷺ کی عیادت فرمائی،

---

[1] (المستدرک علی الصحیحین، المجلد الأول، ص۱۴۵، الحدیث: ۲۴۸)
[2] (إحیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل وذم حب المال، حکایات البخلاء، ص۳۴۲)

Marfat.com

صُبَراً مِنْ تَمرٍ، فَقَالَ: "مَا هٰذَا يَا بِلَالُ ؟، قَالَ: ادَّخَرْتُهُ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ: "أَمَا تَخْشٰى أَنْ يُجْعَلَ لَكَ بُخَارٌ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ، أَنْفِقْ يَا بِلَالُ، وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِي الْعَرْشِ إِقْلَالاً"۔[1]

تو آپ کے پاس کھجوروں کا ڈھیر پایا، فرمایا، اے بلال یہ کیا؟، عرض کی کہ اسے میں نے آپ کے لئے جمع کیا ہے، فرمایا کیا تمہیں اس سے خوف نہیں کہ تمہارے لئے (اس جمع کرنے کے سبب) بروزِ قیامت جہنم کی آگ کی بھاپ مقرر کردی جائے؟، اے بلال خرچ کرو اور عرش والے سے کمی کا خوف نہ کرو۔

''اس میں حضرت بلال کو انتہائی تقویٰ اور ترکِ دنیا کی تعلیم ہے اور توکل سے اعلیٰ توکل کی طرف ترقی دینا ہے یعنی اے بلال میں جس درجہ پر تمہیں پہنچانا چاہتا ہوں وہ جب ہی حاصل ہوگا جب کہ تم اپنے پاس اتنا بھی نہ رکھوتا کہ تمہیں قیامت کے دن اسکا حساب دینے میں کچھ بھی نہ ٹھہرنا پڑے، یہی مطلب ہے دوزخ کے بخار دیکھنے کا، حضرت بلال اس وقت تن تنہا تھے، اہل وعیال نہ رکھتے تھے، آپ کے ذمہ کسی کے حقوق نہ تھے، فرمایا اکیلے دم کے لئے جمع کرنے کی فکر کیوں لگاتے ہیں رب ہمارے آستانے سے تمہیں دیئے جائے تم کھائے جاؤ، صوفیائے کرام اپنے بعض مریدین کو کبھی چلّوں سے مجاہدہ کراتے ہیں، اس زمانہ میں ترک دنیا ترک حیوانات کامل کراتے ہیں، ان کی اصل یہ حدیث ہے، یہ حدیث جمع دنیا کے خلاف نہیں، اگر مال جمع کرنا حرام ہوتا تو اسلام کا ایک رُکن یعنی زکوٰۃ ہی فوت ہوجاتی کہ زکوٰۃ واجب

---

[1] (شعب الإيمان، المجلد الثاني، باب (١٣) التوكل والتسليم، ص١١٨، الحديث: ١٣٤٦)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٥) الإنفاق وكراهية الإمساك، الفصل الثالث، ص٣٥٨، الحديث: ١٨٨٥)

Marfat.com

ہی جب ہوتی ہے جب مسلمان کے پاس ایک سال تک بقدرِ نصاب مال جمع رہے"۔[1]

منقول ہے کہ محمد بن یحییٰ بن خالد برمک بہت زیادہ بخیل تھا اس کے کسی رشتہ دار، جو اس کو اچھی طرح جانتا تھا، سے پوچھا گیا کہ اس کے دسترخوان کا حال بیان کرو، اس نے کہا وہ انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان والی جگہ ہے یعنی تنگ ہے اور گویا اس کے پیالے خشخاش کے دانوں کو کھرچ کر بنائے گئے ہوں پوچھا گیا اس کے پاس کون آتا ہے؟ اس نے جواب دیا کراماً کاتبین (فرشتے)۔ اس نے کہا اس کے ساتھ کوئی بھی کھاتا نہیں ہوگا؟ اس نے جواب دیا کیوں نہیں مکھیاں کھاتی ہیں۔ اس نے کہا تم اس کے خاص آدمی ہو اگر تمہارا ستر ننگا ہو جائے اور کپڑے پھٹ جائیں تو پھر کیا ہوگا؟ اس نے کہا وہ کہے گا اللہ کی قسم میرے پاس تو سُوئی نہیں جس کے ساتھ میں اس کی سلائی کروں۔ اور اگر محمد بن یحییٰ بغداد سے نوبہ مقام تک (اتنے بڑے) گھر کا مالک ہو اور وہ سوئیوں سے بھرا ہوا ہو، اور پھر حضرت جبریل اور حضرت میکائیل علیہما السلام تشریف لائیں اور ان کے ساتھ حضرت یعقوب علیہ السلام بھی ہوں اور وہ اس سے ایک سوئی مانگیں تاکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کی سلائی کریں جو پیچھے سے پھٹ گئی تھی تو تب بھی وہ سُوئی نہیں دے گا۔[2]

روکو مت کہ روکا جائے!:

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا — حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما

---

[1] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۳، ص ۹۰۔۹۱)

[2] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، حكايات البخلاء، ص ۳۴۳)

Marfat.com

قَالَتْ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا تُوْكِيْ فَيُوْكَى عَلَيْكِ".[1]

سے مروی ہے فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا، بخل مت کر کہ کہیں تجھ پر فضلِ الٰہی رُک جائے۔

مال جمع کرنے کی لالچ سے بچنے اور سائل کو تہی دست نہ لوٹانے کی ترغیب میں بیان ہے:

عَنْ بِلَالٍ ﷺ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "يَا بِلَالُ مُتْ فَقِيْراً وَلَا تَمُتْ غَنِيّاً". قُلْتُ: وَكَيْفَ لِيْ بِذَاكَ؟ قَالَ: "مَا رُزِقْتَ فَلَا تَخْبَأْ، وَمَا سُئِلْتَ فَلَا تَمْنَعْ"، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ لِيْ بِذَاكَ؟ قَالَ: "هُوَ ذَاكَ أَوِ النَّارُ".[2]

حضرت بلال ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا، اے بلال فقیر مرنا غنی نہیں، میں نے عرض کی یہ کیسے؟ فرمایا جو تجھے رزق ملا اس میں بخل مت کرنا اور جو تجھ سے مانگا جائے اس سے منع مت کرنا، تو میں نے عرض کی یارسول اللہ یہ مجھ سے کیسے ہو؟ فرمایا، یہی ہے ورنہ آگ ہے۔

اولاد کی فکر میں مال کے حاصل کرنے اور جمع کرنے کے مختلف راستے اختیار کرنے والے دو قسم کے بندوں کے متعلق حدیث شریف میں بیان ہوا کہ:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے مروی ہے

---

[1] (صحيح البخاري، المجلد الأول، كتاب (٢٤) الزكاة، باب (٢٣) التحريض على الصدقة والشفاعة فيها، ص ٣٥١، الحديث: ١٤٣٣)

[2] (المعجم الكبير للطبراني، المجلد الأول، ص ٣٤١، الحديث: ١٠٢١)

Marfat.com

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "نَشَرَ اللّٰهُ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِهِ أَكْثَرَ لَهُمَا الْمَالَ وَالْوَلَدَ، فَقَالَ لِأَحَدِهِمَا: أَيْ فُلَانُ ابْنَ فُلَانٍ! قَالَ: لَبَّيْكَ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ. قَالَ: أَلَمْ أُكْثِرْ لَكَ مِنَ الْمَالِ وَالْوَلَدِ؟ قَالَ: بَلٰى أَيْ رَبِّ. قَالَ: كَيْفَ صَنَعْتَ فِيْمَا آتَيْتُكَ؟ قَالَ: تَرَكْتُهُ لِوَلَدِيْ مَخَافَةَ الْعَيْلَةِ عَلَيْهِمْ. قَالَ: أَمَا إِنَّكَ لَوْ تَعْلَمُ الْعِلْمَ لَضَحِكْتَ قَلِيْلًا، وَلَبَكَيْتَ كَثِيْرًا، أَمَا إِنَّ الَّذِيْ تَخَوَّفْتَ عَلَيْهِمْ قَدْ أَنْزَلْتُ بِهِمْ، وَيَقُوْلُ لِلْآخَرِ: أَيْ فُلَانُ ابْنَ فُلَانٍ، فَيَقُوْلُ: لَبَّيْكَ أَيْ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ؟ قَالَ لَهُ: أَلَمْ أُكْثِرْ لَكَ مِنَ الْمَالِ وَالْوَلَدِ؟ قَالَ: بَلٰى. أَيْ رَبِّ. قَالَ: فَكَيْفَ

فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے دو کو (دنیا میں) بھیجا اور انہیں زیادتی مال و اولاد سے نوازا تو ایک سے فرمائے گا، اے فلاں بن فلاں عرض کرے گا میں حاضر میرے رب قربان، پوچھے گا، کیا میں نے تجھے مال و اولاد کی کثرت سے نہ نوازا؟ عرض کرے گا بلاشبہ اے میرے رب!، تو رب تعالیٰ فرمائے گا تو نے میری عطا کردہ نعمتوں کو کیسے استعمال کیا؟ عرض کرے گا وہ مال تو میں فقر کے خوف سے اپنی اولاد کے لئے چھوڑ مرا تو رب تعالیٰ فرمائے گا، سنو! اگر تم حقیقت جان لیتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے۔ سنو! کہ جن پر تم نے خوف کیا اُن کے رزق کا انتظام تو میں کر چکا ہوں۔ اور دوسرے شخص سے فرمائے گا اے فلاں بن فلاں! تو عرض کرے گا، حاضر میرے رب میں قربان! رب تعالیٰ فرمائے گا، کیا میں نے تجھ پر مال و اولاد کی کثرت نہ فرمائی؟ عرض کرے گا بے شک میرے رب۔ فرمائے گا، تو نے میرے عطا کردہ (مال و اولاد) سے کیسا

Marfat.com

صَنَعْتَ فِيمَا آتَيْتُكَ؟ فَقَالَ: أَنْفَقْتُ فِي طَاعَتِكَ، وَوَثِقْتُ لِوَلَدِي مِنْ بَعْدِي بِحُسْنِ طَوْلِكَ. قَالَ: أَمَا إِنَّكَ لَوْ تَعْلَمُ الْعِلْمَ لَضَحِكْتَ كَثِيراً، وَلَبَكَيْتَ قَلِيلاً، أَمَا إِنَّ الَّذِي قَدْ وَثِقْتَ بِهِ أَنْزَلْتَ بِهِمْ"۔[1]

معاملہ کیا؟ عرض کرے گا میں نے (اس مال کو) تیری اطاعت وفرمانبرداری میں خرچ کیا اور اپنے بعد اپنی اولاد کے لئے تیری پیاری قدرت پر بھروسہ کیا۔ رب تعالیٰ فرمائے گا، سنو! اگر حقیقت جان لوتو زیادہ ہنسو گے رونا کم کردو گے۔ سنو! جن کے حق میں تو نے مجھ پر بھروسہ کیا میں نے ان کی حاجت روائی فرمائی۔

معلوم ہوا کہ بخیل بظاہر تو مال جمع کرتا ہے مگر حقیقت میں اپنا ہی نقصان کرتا ہے نیز اس مال کے سبب جن نعمتوں کا حصول اُسے ممکن ہوسکتا ہے اپنی کنجوسی کی وجہ سے اُن آسائشوں سے بھی محروم رہتا ہے، چنانچہ:

کہا جاتا ہے کہ مروان بن ابی حفصہ بخل کی وجہ سے گوشت نہیں کھاتا تھا اور جب اس کا جی چاہتا تو وہ غلام کو بھیج کر بازار سے سری منگوالیتا اور اسے کھاتا اس سے کہا گیا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ گرمیوں سردیوں میں سریاں ہی کھاتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا یہ ٹھیک ہے لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے اس کے نرخ کا علم ہے لہٰذا میں غلام کی خیانت سے محفوظ رہتا ہوں اور وہ مجھے دھوکہ نہیں دے سکتا اور یہ ایسا گوشت ہے کہ غلام اسے پکاتے وقت اس میں سے کھا نہیں سکتا اگر وہ اس کی آنکھ،

---

[1] العيلة: بفتح العين المهملة، وسكون الياء: هو الفقر.
(المعجم الأوسط للطبراني، المجلد الرابع، ص ۳۴۲، الحديث: ۴۳۸۳)

Marfat.com

کان یا چہرے سے کھاتا ہے تو مجھے پتہ چل جاتا ہے پھر یہ کہ اس میں سے مجھے مختلف ذائقے حاصل ہوتے ہیں آنکھ کا ذائقہ الگ ہے، کان کا ذائقہ جدا ہے، زبان کا ذائقہ مختلف ہے اور اس کی گدی اور دماغ کے ذائقے بھی منفرد ہیں اور اس کے پکانے کی مشقت سے بھی محفوظ رہتا ہوں تو اس میں میرے لئے کئی آسانیاں جمع ہوتی ہیں۔

یہی شخص خلیفہ مہدی کے پاس جانے لگا تو اس کے گھر والوں میں سے ایک عورت نے کہا اگر خلیفہ نے تجھے انعام دیا تو اس میں میرا حصہ کتنا ہوگا؟ اس نے کہا اگر مجھے ایک لاکھ ملے تو تجھے ایک درہم دوں گا چنانچہ اسے ساٹھ ہزار درہم ملے تو اس نے اسے چار دانق دیئے (ایک دانق درہم کا چھٹا حصہ ہوتا ہے اس طرح چار دانق درہم کا دو تہائی حصہ ہوا)۔

ایک مرتبہ اس نے ایک درہم کا گوشت خریدا ادھر اس کے دوست نے اسے دعوت دی تو اس نے گوشت قصاب کو واپس کر دیا اور ایک دانق کا نقصان اٹھایا اور کہنے لگا مجھے فضول خرچی پسند نہیں ہے۔[1]

سرکار ﷺ کے صحابہ ؓ، ایثار و محبت اور راہِ خدا ﷻ میں خرچ کرنے کے نیک جذبہ سے سرشار تھے، چنانچہ:

عَنْ مَالِكٍ الدَّارِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ؓ أَخَذَ أَرْبَعَ مِائَةِ دِينَارٍ فَجَعَلَهَا فِي صُرَّةٍ، فَقَالَ لِغُلَامٍ:	حضرت مالک دار سے مروی ہے کہ عمر بن خطاب ؓ نے چار سو دینار لئے اور تھیلی میں ڈال کر اپنے ایک غلام سے فرمایا،

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، حكايات البخلاء، ص ۳۴۳)

Marfat.com

اذْهَبْ بِهَا إِلٰى أَبِي عُبَيْدَةَ، ثُمَّ تَلَهُّ فِي الْبَيْتِ سَاعَةً حَتّٰى تَنْظُرَ مَا يَصْنَعُ، قَالَ: فَذَهَبَ بِهَا الْغُلَامُ، فَقَالَ: يَقُوْلُ لَكَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ خُذْ هٰذِهِ، فَقَالَ: وَصَلَهُ اللّٰهُ وَرَحِمَهُ، ثُمَّ قَالَ: تَعَالِي يَا جَارِيَةُ اذْهَبِي بِهٰذِهِ السَّبْعَةِ إِلٰى فُلَانٍ، وَبِهٰذِهِ الْخَمْسَةِ إِلٰى فُلَانٍ، حَتّٰى أَنْفَذَهَا، فَرَجَعَ الْغُلَامُ إِلٰى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَوَجَدَهُ قَدْ أَعَدَّ مِثْلَهَا لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، فَأَرْسَلَهُ بِهَا إِلَيْهِ، فَقَالَ مُعَاذٌ: وَصَلَهُ اللّٰهُ، يَا جَارِيَةُ اذْهَبِي إِلٰى بَيْتِ فُلَانٍ بِكَذَا، وَلِبَيْتِ فُلَانٍ بِكَذَا، فَاطَّلَعَتِ امْرَأَةُ مُعَاذٍ وَقَالَتْ: نَحْنُ وَاللّٰهِ مَسَاكِيْنُ فَأَعْطِنَا فَلَمْ يَبْقَ فِي الْخِرْقَةِ إِلَّا دِيْنَارَانِ

یہ ابوعبیدہ کے پاس لے جاؤ پھر کچھ دیر گھر میں ہی مشغول رہنا یہاں تک کہ دیکھو کہ وہ ان کا کیا کرتے ہیں، تو غلام وہ دینار لے کر چلا اور عرض کی، امیر المومنین نے آپ کے لئے کہا ہے کہ یہ (دینار) لے لیجئے، تو انہوں نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ان سے اچھا برتاؤ اور ان پر اپنی رحمت فرمائے۔ پھر (ابوعبیدہ) نے فرمایا اے باندی یہاں آؤ، یہ لو اور فلاں کو سات دینار دے آؤ، اور یہ پانچ فلاں کو، یہاں تک کہ سب دیدیئے، پھر غلام حضرت عمر کے پاس واپس لوٹ آیا اور تمام معاملہ بیان کیا، تو ان کے پاس اسی طرح چار سو دینار حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے لئے پائے۔ اور اسی طرح حضرت معاذ کے پاس بھیجا، (پھر وہ غلام اُن دیناروں کو لے چلا اور حضرت معاذ کی خدمت میں پیش کئے) تو حضرت معاذ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ نرم رویہ سے پیش آئے، اے باندی! جاؤ اتنے دینار فلاں کے گھر دے آؤ اتنے فلاں کے گھر، تو حضرت معاذ کی زوجہ محترمہ نے بتایا اور کہا کہ خدا کی قسم ہم خود بھی مسکین ہیں تو ہمیں بھی دیجئے تو جب اس تھیلی میں دو دینار کے سوا کچھ نہ بچا

Marfat.com

فَدَخَى بِهِمَا إِلَيْهَا، وَرَجَعَ الْغُلَامُ فَأَخْبَرَ بِذٰلِكَ، وَقَالَ: إِنَّهُمْ إِخْوَةٌ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ.[1]

تو انہوں نے وہ دو دینار زوجہ محترمہ کی طرف پھینکے اور غلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر مدعا بیان کیا، تو آپ نے فرمایا، بے شک یہ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

ظلم قیامت کے اندھیرے کا موجب ہے، جبکہ بخل ناحق خونریزی کا باعث، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اتَّقُوا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ؛ فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ: حَمَلَهُمْ عَلٰى أَنْ سَفَكُوْا دِمَاءَهُمْ، وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ".[2]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیریاں ہوگا اور کنجوسی سے بچو کیونکہ کنجوسی نے تم سے پہلے والوں کو ہلاک کردیا کنجوسی نے انہیں رغبت دی کہ انہوں نے خون ریزی کی حرمت کو حلال جانا۔

''ظلم کے لغوی معنی ہیں کسی چیز کو بے موقعہ استعمال کرنا اور کسی کا حق مارنا، اسکی بہت قسمیں ہیں گناہ کرنا اپنی جان پر ظلم ہے، قرابت داروں یا قرض خواہوں کا حق

---

[1] تلة: هو بفتح التاء المثناة فوق واللام أيضاً وتشديد الهاء: أي تشاغل.
فدحى بهما: بالحاء المهملة: أي رمى بهما.
(سير أعلام النبلاء، المجلد الأول، ص ۴۵۶)

[2] (صحيح مسلم، كتاب (۴۵) البر والصلة والآداب، باب (۱۵) تحريم الظلم، ص ۱۰۰۰، الحديث: ۵۶_(۲۵۷۸))
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (۵) الإنفاق وكراهية الإمساك، ص ۳۵۴، الحديث: ۱۸۶۵)

Marfat.com

نہ دینا ان پر ظلم، کسی کو ستانا ایذاء دینا اس پر ظلم، یہ حدیث سب کو شامل ہے اور حدیث اپنے ظاہری معنی پر ہے یعنی ظالم پل صراط پر اندھیریوں میں گھبرایا ہوگا، یہ ظلم اندھیری بن کر اس کے سامنے ہوگا، جیسے کہ مومن کا ایمان اور اس کے نیک اعمال روشنی بن کر اس کے آگے چلیں گے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ﴾ (الحدید:۵۷/۱۲) ترجمہ: (دیکھو گے کہ) ان کا نور ان کے آگے (دوڑتا ہے) (کنز الایمان) چونکہ ظالم دنیا میں حق ناحق میں فرق نہ کرسکا اس لئے اندھیرے میں

"عربی میں شُحّ بخل سے بدتر ہے، بخل اپنا مال کسی کو نہ دینا ہے اور شح اپنا مال نہ دینا اور دوسرے کے مال پر ناجائز قبضہ کرنا ہے غرض کہ شح بخل حرص اور ظلم کا مجموعہ ہے، اسی لئے یہ فتنوں فسادخوں ریزی وقطع رحمی کی جڑ ہے، جب کوئی دوسروں کا حق ادا نہ کرے بلکہ انکے حق اور چھیننا چاہے تو خواہ مخواہ فساد ہوگا"۔[1]

ایک زمانہ ایسا ہوگا کہ جب صدقہ لینے والا کوئی نہ ہوگا، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ حَارِثِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "تَصَدَّقُوْا فَإِنَّهُ يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا، يَقُوْلُ الرَّجُلُ: لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْأَمْسِ لَقَبِلْتُهَا،

حضرت حارث بن وہب سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، صدقہ کرو کیونکہ تم پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کوئی شخص اپنا صدقہ لے کر چلے گا تو کوئی اس کا قبول کرنے والا نہ ملے گا آدمی کہیں گے کہ اگر تم کل لاتے تو میں لے لیتا

[1] (مرآۃ المناجیح، ج۳، ص۷۲)

Marfat.com

فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِيْ بِهَا"[1] آج مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

''مراد ساری امّت رسول اللہ ﷺ ہے نہ کہ صحابہ کیونکہ مال کی فراوانی قریب قیامت حضرت امام مہدی کے زمانہ میں ہوگی، اور ہوسکتا ہے کہ صحابہ ہی سے خطاب ہو، اور سیّدنا خضر علیہ السلام اس میں داخل ہوں کہ وہ بھی حضور انور ﷺ کے صحابی ہیں اور وہ یہ زمانہ پائیں گے کہ ان کی وفات بالکل قیامت سے متصل ہوگی''۔

''ظاہر یہ ہے کہ یہ قبول نہ کرنا غِنٰی کی وجہ سے ہوگا کہ سارے لوگ اتنے مالدار ہوجائیں گے کہ آسانی سے کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ ملے گا اس حدیث کی روش سے معلوم ہورہا ہے کہ اس وقت بھی فقیر ملیں گے تو مگر بہت تلاش اور دشواری سے ورنہ مالداروں پر زکوٰۃ فرض نہ رہتی، جیسے جس کے اعضائے وضو ایسے زخمی ہوں جن پر نہ پانی پہنچ سکے نہ تیمّم کا ہاتھ پھر سکے، تو اس پر وضو اور تیمّم دونوں معاف ہوجاتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقراء کا ہونا بھی اللہ کی رحمت ہے کہ ان کے ذریعہ ہم بہت سے فرائض سے سبکدوش ہوتے ہیں: یہاں مرقات نے فرمایا کہ اس زمانہ کے لوگ زاہد، صابر اور تارک الدنیا ہوجائیں گے جو زکوٰۃ لینا پسند کریں گے ہی نہیں''۔[2]

---

[1] (صحيح البخاري، كتاب (٢٤) الزكاة، باب (٩) فضل الصدقة من كسب، باب (١٠) الصدقة قبل الرد، ص٣٤٦، الحديث: ١٤١١)
(صحيح مسلم، كتاب (١٢) الزكاة، باب (١٨) الترغيب في الصدقة إلخ، ص٣٦٣، الحديث: ٥٨_(١٠١١))
(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (٢٣) الزكاة، باب (٦٤) التحريض على الصدقه، ص ٨١، الحديث: ٢٥٥٤)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٥) الإنفاق وكراهية الإمساك، الفصل الأول، ص٣٥٤، الحديث: ١٨٦٦)

[2] (مرآۃ المناجیح، ج۳، ص۷۲_۷۳)

Marfat.com

سخی اللہ، جنت اور لوگوں سے قریب اور جہنم سے دور ہوتا ہے، جبکہ بخیل اس کے برعکس، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "السَّخِيُّ قَرِيْبٌ مِّنَ اللّٰهِ، قَرِيْبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ، قَرِيْبٌ مِّنَ النَّاسِ، بَعِيْدٌ مِّنَ النَّارِ، وَالْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ مِنَ اللّٰهِ، بَعِيْدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ، بَعِيْدٌ مِّنَ النَّاسِ، قَرِيْبٌ مِّنَ النَّارِ. وَلَجَاهِلٌ سَخِيٌّ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيْلٍ".[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سخی اللہ کے قریب ہے، جنت کے قریب ہے، لوگوں کے قریب ہے، آگ سے دور ہے، اور کنجوس اللہ سے دور ہے، جنت سے دور ہے لوگوں سے دور ہے آگ کے قریب ہے اور یقیناً جاہل سخی کنجوس عابد سے افضل ہے۔

''یہاں مرقات نے فرمایا کہ حقیقی سخی وہ ہے جو غنی پر رب تعالیٰ کی رضا کو ترجیح دے، اس کے تین قرب بیان ہوئے اور ایک دوری، اللہ تعالیٰ تو ہر ایک سے قریب ہے لیکن اس سے قریب کوئی کوئی ہے، شعر:

یار نزدیک تر از من بمعنی است ❁ ویں عجب بیں کہ من از وے دُورم

اس حدیث سے اشارۃً فرمایا گیا کہ سخاوت مال حسن مآل یعنی انجام بخیر کا ذریعہ ہے، سخی سے مخلوق خود بخود راضی رہتی ہے۔

---

[1] (سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (٢٨) البر والصلة، باب (٤٠) ما جاء في السخاء، ص٩٢، الحديث: ١٩٦١)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٥) الإنفاق وكراهية الإمساك، الفصل الثاني، ص٣٥٥، الحديث: ١٨٦٩)

Marfat.com

حکایت: کسی عالم سے پوچھا گیا کہ سخاوت بہتر ہے یا شجاعت، فرمایا خدا تعالیٰ جسے سخاوت دے، اُسے شجاعت کی ضرورت ہی نہیں، لوگ خود بخود اُس کے سامنے چت ہو جائیں گے، چونکہ صدقہ غضب کی آگ بجھاتا ہے اس لئے سخی دوزخ سے دور ہے"۔

"یہاں عابد سے مراد عالم عابد ہے جیسا کہ جاہل کے مقابلے سے معلوم ہو رہا ہے، یعنی جو شخص عالم بھی ہو عابد بھی، مگر کنجوس کہ نہ زکوٰۃ دے نہ صدقات واجبہ ادا کرے وہ یقیناً سخی جاہل سے بدتر ہوگا کیونکہ وہ عالم حقیقتاً بے عمل ہے بخل بہت سے فسق پیدا کر دیتا ہے اور سخاوت بہت خوبیوں کا تخم ہے، بلکہ وہ عابد بھی کامل نہیں، کیونکہ عبادت مالی یعنی زکوٰۃ وغیرہ ادا نہیں کرتا، صرف جسمانی عبادت ذکر و فکر پر قناعت کرتا ہے جس میں کچھ خرچ نہ ہو"۔[1]

مومن میں بداخلاقی اور کنجوسی کی خصلتیں ایک ساتھ نہیں پائی جاتیں:

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِيْ مُؤْمِنٍ: اَلْبُخْلُ، وَسُوْءُ الْخُلُقِ".[2]

حضرت ابوسعید سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مومن میں دو خصلتیں کبھی جمع نہیں ہوتیں کنجوسی اور بد خُلقی۔

"یعنی ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی کامل مومن بھی ہو اور ہمیشہ کا بخیل اور بدخُلق

---

[1] (مرآۃ المناجیح، ج ۳، ص ۷۴۔۷۵)

[2] (سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (۲۸) البر والصلة، باب (۴۱) ما جاء في البخيل، ص۹۳، الحديث: ۱۹۶۲)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (۵) الإنفاق وكراهية الإمساك، الفصل الثاني، ص۳۵۵، الحديث: ۱۸۷۲)

Marfat.com

بھی، اگر اتفاقاً کبھی اس سے بخل یا بدخلقی صادر ہوجائے تو فوراً وہ پشیمان بھی ہوجاتا ہے اس کے ایک معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ مومن نہ بخیل ہوتا ہے نہ بدخُلق، جس دل میں ایمان کامل جاگزیں ہوتو اس دل سے یہ دونوں عیب نکل جاتے ہیں (لمعات) خیال رہے کہ بدخُلقی اور ہے غصہ کچھ اور، اللہ تعالیٰ کے لئے غصہ کرنا عبادت ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ ([الفتح:۴۸/۲۹] ترجمہ: کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل (کنزالایمان)) ہماری اس شرح سے حدیث پر نہ یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ بعض مومن بخیل بھی ہوتے ہیں اور بدخلق بھی، کیونکہ وہ یا تو مومن کامل نہیں ہوتے یا اُن کے یہ عیب عارضی ہوتے ہیں، اور نہ یہ اعتراض رہا کہ یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے''۔[1]

جنت میں فریبی، کنجوس اور احسان جتانے والوں کا داخلہ ممنوع ہے، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خِبٌّ وَّلَا بَخِيْلٌ وَّلَا مَنَّانٌ"[2]

حضرت ابوبکر صدیق ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جنت میں نہ تو فریبی آدمی جائے گا نہ کنجوس نہ احسان جتانے والا۔

''یعنی جوان عیبوں پر مرجائے وہ جنتی نہیں کیونکہ وہ منافق ہے، مومن میں

---

[1] (مرآۃ المناجیح، ج۳، ص۷۵-۷۶)

[2] (سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (۲۸) البر والصلة، باب (۴۱) ما جاء في البخيل، ص۹۴، الحديث: ۱۹۶۴)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (۵) الإنفاق وكراهية الإمساك، الفصل الثاني، ص۳۵۵، الحديث: ۱۸۷۳)

Marfat.com

اوّلاً تو یہ عیب ہوتے نہیں، اور اگر ہوں تو رب تعالیٰ مرنے سے پہلے توبہ نصیب کر دیتا ہے یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ ایسا آدمی جنت میں پہلے نہ جائیگا، احسان جتانے سے طعنہ دینا مراد ہے ورنہ بعض صورتوں میں احسان جتانا عبادت ہے جبکہ اس سے سامنے والے کی اصلاح مقصود ہو، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ﴾ (الحجرات: ۲۶/۱۷) ترجمہ: بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت کی (کنز الایمان)۔[1]

حضرت اعمش کا ایک پڑوسی تھا جو ان کو مسلسل اپنے گھر آنے کی دعوت دیتا اور کہتا اگر آپ آئیں تو میں آپ کو روٹی کا ایک ٹکڑا اور نمک پیش کروں گا اعمش انکار کرتے اس نے ایک دن آپ کو پھر پیشکش کی اتفاق سے اس وقت آپ کو بھوک بھی لگی ہوئی تھی فرمایا اچھا ہمیں لے چلئے آپ اس کے گھر میں داخل ہوئے تو اس نے روٹی کا ایک ٹکڑا اور نمک پیش کیا اتنے میں ایک سائل آیا تو گھر کے مالک نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے، اس نے پھر سوال کیا تو اس نے وہی جواب دیا جب تیسری مرتبہ سوال کیا تو اس نے کہا جاتے ہو یا ڈنڈا لے کر آؤں، حضرت اعمش نے سائل کو آواز دی بھائی چلے جاؤ میں نے اس شخص سے زیادہ سچا کسی کو نہیں دیکھا یہ وعدے کا پابند ہے یہ ایک مدت سے مجھے روٹی کے ٹکڑے اور نمک کی دعوت دیتا رہا خدا کی قسم! اس نے اس میں کچھ بھی اضافہ نہیں کیا۔[2]

---

[1] (مرآۃ المناجیح، ج ۳، ص ۷۶۔۷۷)

[2] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، حكايات البخلاء، ص ۳۴۳)

Marfat.com

بخل کا علاج:

امام ابوحامد غزالی فرماتے ہیں، جان لے کہ بخل کا سبب مال کی محبت ہے، اور مال کی محبت کے دو سبب ہیں:

ایک ایسی خواہشات کی محبت جن کا حصول بغیر مال اور لمبی زندگی کے ممکن نہیں، اگر انسان کو علم ہو جائے کہ ایک دن بعد مر جائے گا تو بسا اوقات وہ بخل نہیں کرے گا۔ کیونکہ ایک دن، ایک مہینہ یا ایک سال کے لئے جس مقدار کی اس کو ضرورت ہوگی، وہ قریب ہے۔ لیکن اگر زندگی کی امید تو کم ہو مگر اس کی اولاد ہو تو زندگی کی امید کی جگہ اولاد لے لیگی کیونکہ وہ اولاد کی بقاء کو اپنی بقاء جانتا ہے لہٰذا ان کے لئے مال جمع کرتا پھرتا ہے، اسی لئے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اولاد بخل، بزدلی اور جہالت کا سبب ہوتی ہے۔ (امام غزالی مزید فرماتے ہیں) پھر جب اسے فقر کا خوف لاحق ہو اور مزید رزق کی امید بھی کم ہو تو لامحالہ بخل بڑھے گا۔

مال کی محبت کا دوسرا سبب محض مال کی محبت ہے، کیونکہ بخیل کا حال یہ ہے کہ مال بقدرِ حاجت بقیہ عمر کے لئے کفایت کر سکتا ہے، اگر وہ اپنی عادت کے مطابق خرچ کرتا رہے تو بھی ہزاروں بچ جائیں، ساتھ ہی ساتھ وہ بوڑھا بھی ہوتا ہے نیز اولاد بھی نہیں ہوتی۔ مال کی بے پناہ فروانی کے باوجود زکوٰۃ ادا نہیں کرتا آخر کار بیمار ہو جاتا ہے پھر بھی علاج نہیں کرواتا بلکہ (اپنی جان کی بنسبت) دیناروں سے محبت کرتا ہے۔

یہ مال کی محبت کے اسباب ہیں اور ہر بیماری کا علاج اس کی ضد سے ہوتا ہے، زیادہ مال کی محبت کا علاج تھوڑے مال پر قناعت اور صبر کے ذریعے ممکن ہے، لمبی

Marfat.com

عمر کی امید کا علاج تذکرۂ موت سے ہے، ساتھ ہی ساتھ ہم زمانہ لوگوں کی موت سے بھی درسِ عبرت حاصل کیا جائے۔

اولاد کے لئے جو مال جمع کرتا ہے اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ انہیں اچھے حال میں چھوڑ مرے، لیکن بسا اوقات اولاد برائی کی طرف گامزن ہوجاتی ہے۔ اگر اولاد نیک ہو تو اللہ تعالیٰ کفایت فرماتا ہے اور فاسق ہو تو اس (جمع شدہ) مال کے ذریعہ گناہ پر مدد ہی ملے گی اور اس کا وبال جمع کر کے چھوڑ جانے والے پر ہی ہوگا۔

دل کے علاج کا طریقہ یہ ہے کہ جو احادیث بُخل کی مذمت اور سخاوت کی مدحت میں وارد ہیں ان میں غور کرے اور کنجوسی کرنے پر جس عذاب سے ڈرایا گیا ہے اسے بھی یاد رکھے۔ (ملخصا)[1]۔

---

[1] (احیاء علوم الدین، المجلد الثالث، کتاب ذم البخل وذم حب المال، بیان علاج البخل، ص۳۴۹۔۳۵۱)

Marfat.com

فضائلِ صدقات

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں اپنی راہ میں صدقہ وخیرات کرنے والوں کو ہدایت یافتہ ہونے کا مژدہ سُنایا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فِیْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۙ (البقرۃ: ۲/ ۱۔۳)

ترجمہ: اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اُٹھائیں۔ (کنزالایمان)

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ میں مِمَّا، مِنْ اور مَا سے ملکر بنا ہے جس کے معنی ہیں ''میں سے'' مراد یہ ہے کہ ہماری دی ہوئی روزی میں سے جو کہ حلال ہے، اسی سے خرچ کرتے ہیں۔ یعنی حرام مال سے صدقہ خیرات کرنے والے اس سے خارج ہیں۔

ساتھ ہی ان اوصاف محمودہ کے حامل مومنوں کے لئے ایک اور بشارت عطا فرمائی:

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (البقرۃ: ۲/ ۵)

ترجمہ: وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے۔ (کنزالایمان)

''راہِ خدا میں خرچ کرنے سے یا زکوٰۃ مراد ہے، جیسا دوسری جگہ فرمایا:

Marfat.com

یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ یا مطلق اِنفاق خواہ فرض وواجب ہو جیسے زکوٰۃ نذر اپنا اور اپنے اہل کا نفقہ وغیرہ خواہ مستحب جیسے صدقات نافلہ اور اموات کا ایصالِ ثواب، مسئلہ: گیارہویں، فاتحہ، تیجہ، چالیسواں بھی اس میں داخل ہیں کہ وہ سب صدقات نافلہ ہیں اور قرآن پاک وکلمہ شریف کا پڑھنا نیکی کیساتھ اور نیکی ملا کر اجر وثواب بڑھاتا ہے، مسئلہ: مِمَّا میں من تبعیضیہ اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ انفاق میں اسراف ممنوع ہے یعنی انفاق خواہ اپنے نفس پر ہو یا اپنے اہل پر یا کسی اور پر اعتدال کے ساتھ اسراف نہ ہونے پائے رَزَقْنٰھُمْ کی تقدیم اور رزق کو اپنی طرف نسبت فرما کر ظاہر فرمایا کہ مال تمہارا پیدا کیا ہوا نہیں ہمارا عطا فرمایا ہوا ہے اسکو اگر ہمارے حکم سے ہماری راہ میں خرچ نہ کرو تو تم نہایت ہی بخیل ہو اور یہ بخل نہایت قبیح"۔[1]

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے صدقات کی مدّ میں اپنا عزیز مال خرچ کرنے کو بھلائی فرمایا:

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَ الْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ۚ وَ اٰتَی الْمَالَ عَلٰی

ترجمہ: کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو ہاں اصل نیکی یہ ہے کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے

---

[1] (خزائن العرفان، بحوالہ تفسیر نسفی، وکبیر وغیرہا)

Marfat.com

حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ ۙ وَ السَّآىٕلِیْنَ وَ فِی الرِّقَابِ ۚ الآیة (البقرة: ۲/۱۷۷)

رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھڑانے میں۔ (کنزالایمان)

راہِ خدا عزوجل میں خرچ نہ کرنے کو قرآن مجید نے ہلاکت کا سبب فرمایا:

وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛۚ وَ اَحْسِنُوْا ۛۚ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝۱۹۵ (البقرة: ۲/۱۹۵)

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی والے ہو جاؤ بیشک بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں (کنزالایمان)

''راہِ خدا میں انفاق کا ترک بھی سببِ ہلاک ہے اور اسراف بیجا بھی اور اس طرح اور چیز بھی جو خطرہ و ہلاک کا باعث ہو ان سب سے باز رہنے کا حکم ہے''۔[1]

اسی طرح راہِ خدا عزوجل میں صدقہ کرنے والوں کی ایک اور انداز میں تعریف فرمائی گئی:

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَ اللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ الآیة (البقرة: ۲/۲۶۱)

ترجمہ: ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے اوگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے۔ (کنزالایمان)

---

[1] (خزائن العرفان)

Marfat.com

''خواہ خرچ کرنا واجب ہو یا نفل تمام ابواب خیر کو عام ہے خواہ کسی طالب علم کو کتاب خرید کر دی جائے یا کوئی شفاخانہ بنا دیا جائے یا اموات کے ایصال ثواب کے لئے تیجہ دسویں بیسویں چالیسویں کے طریقہ پر مساکین کو کھانا کھلایا جائے''۔[1]

''اگانے والا حقیقت میں اللہ ہی ہے دانہ کی طرف اس کی نسبت مجازی ہے **مسئلہ:** اس سے معلوم ہوا اسناد مجازی جائز ہے جبکہ اسناد کرنے والا غیر خدا کو مستقل فی التصرف اعتقاد نہ کرتا ہو اسی لئے یہ کہنا جائز ہے کہ یہ دوا نافع ہے، یہ مضر ہے، یہ درد کی دافع ہے، ماں باپ نے پالا عالم نے گمراہی سے بچایا بزرگوں نے حاجت روائی کی وغیرہ سب میں اسناد مجازی ہے اور مسلمانوں کے اعتقاد میں فاعل حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے باقی سب سائل''۔[2]

اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خیرات کرنے والوں کا مرتبہ قرآن مجید یوں بیان فرماتا ہے:

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ الآية (البقرة: ۲۶۵/۲)

ترجمہ: اور ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی رضا چاہنے میں خرچ کرتے ہیں اور اپنے دل جمانے کو اس باغ کی سی ہے جو بھوڑ پر ہو اس پر زور کا پانی پڑا تو دُونے میوے لایا پھر اگر زور کا مینہ اسے نہ پہنچے تو اوس کافی ہے۔ (کنز الایمان)

---

[1] (خزائن العرفان)
[2] (خزائن العرفان)

Marfat.com

''یہ مومن مخلص کے اعمال کی ایک مثال ہے کہ جس طرح بلند خطہ کی بہتر زمین کا باغ ہر حال میں خوب پھلتا ہے خواہ بارش کم ہو یا زیادہ ایسے ہی با اخلاص مومن کا صدقہ اور اِنفاق خواہ کم ہو یا زیادہ ہو اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا ہے''۔[1]

اور فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَاۤ اَذًى ۙ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۝

(البقرۃ: ۲/۲۶۲)

ترجمہ: وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دیئے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا نیگ ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم۔ (کنزالایمان)

''شانِ نزول: یہ آیت حضرت عثمان غنی و حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر لشکر اسلام کے لئے ایک ہزار اُونٹ مع سامان پیش کئے اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم صدقہ کے بارگاہ رسالت میں حاضر کئے اور عرض کیا کہ میرے پاس کُل آٹھ ہزار درہم تھے نصف میں نے اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے رکھ لئے اور نصف راہِ خدا میں حاضر ہیں سید عالم ﷺ نے فرمایا جو تم نے دیئے اور جو تم نے رکھے اللہ تعالیٰ دونوں میں برکت فرمائے''۔[2]

---

[1] (خزائن العرفان)
[2] (خزائن العرفان)

Marfat.com

''احسان رکھنا تو یہ کہ دینے کے بعد دُوسروں کے سامنے اظہار کریں کہ ہم نے تیرے ساتھ ایسے ایسے سلوک کئے اوران کو مکدّر (یعنی شرمندہ) کریں اور تکلیف دینا یہ کہ اسکو عار دلائیں کہ تو نادار تھا مفلِس تھا مجبور تھا نکمّا تھا ہم نے تیری خبر گیری کی یا اور طرح دباؤ دیں یہ ممنوع فرمایا گیا''۔[1]

ایک اور مقام پر فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (البقرۃ: ۲/۲۷۴)

ترجمہ: وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں راتِ میں اور دن میں چھپے اور ظاہر ان کے لئے ان کا نیگ ہے ان کے رب کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔ (کنزالایمان)

''یعنی راہِ خدا میں خرچ کرنے کا نہایت شوق رکھتے ہیں اور ہر حال میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ شانِ نزول: یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے حق میں نازل ہوئی جب کہ آپ نے راہ خدا میں چالیس ہزار دینار خرچ کئے تھے دس ہزار رات میں اور دس ہزار دن میں اور دس ہزار پوشیدہ اور دس ہزار ظاہر ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے حق میں نازل ہوئی جب کہ آپ کے پاس فقط چار درہم تھے اور کچھ نہ تھا اور آپ نے ان چاروں کو خیرات کر دیا۔ ایک رات میں ایک دِن میں ایک کو پوشیدہ ایک کو ظاہر، **فائدہ:** آیت کریمہ میں نفقہ

---

[1] (خزائن العرفان)

Marfat.com

لیل (رات) کونفقۂ نہار (دن) پر اور نفقۂ سرّ (پوشیدہ) کونفقۂ علانیہ (ظاہر) پر مقدم فرمایا گیا اس میں اشارہ ہے کہ چھپا کر دینا ظاہر کر کے دینے سے افضل ہے''۔[1]

یوں ہی خیرات کرنے والے کے اجر وثواب میں برکت کی بھی بشارت فرمائی گئی ہے:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ الآية (البقرة:۲/۲۷۶)

ترجمہ: اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو۔ (کنزالایمان)

بڑھاتا ہے خیرات کو، یعنی ''اس کو زیادہ کرتا ہے اور اس میں برکت فرماتا ہے دنیا میں اور آخرت میں اس کا اجر وثواب بڑھاتا ہے''۔[2]

نیز اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کی راہ میں صدقہ کرنے والوں کے لئے اجر وثواب کا مژدہ ہے:

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ (الأنفال:۸/۶۰)

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں جو خرچ کرو گے تمہیں پورا دیا جائے گا اور کسی طرح گھاٹے میں نہ رہو گے۔ (کنزالایمان)

یعنی، ''اس کی جزا وافر ملے گی''۔[3]

اسی طرح رب تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ظاہر و باطن اپنی راہ میں خرچ کرنے

---

[1] (خزائن العرفان)
[2] (خزائن العرفان)
[3] (خزائن العرفان)

Marfat.com

کے لئے فرمایا ہے:

قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ یُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾

(ابراھیم: ۱۴/۳۱)

ترجمہ: میرے ان بندوں سے فرماؤ جو ایمان لائے کہ نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر خرچ کریں اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ سوداگری ہوگی نہ یارانہ۔ (کنزالایمان)

اور خیرات کرنے والوں کو خوشخبری ہے:

وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ ﴿۳۴﴾ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ الصّٰبِرِیْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ وَ الْمُقِیْمِی الصَّلٰوةِ ۙ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾

(الحج: ۲۲/۳۴_۳۵)

ترجمہ: اور اے محبوب خوشی سنا دو ان تواضع والوں کو کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں اور جو افتاد پڑے اس کے سہنے والے اور نماز برپا رکھنے والے اور ہمارے دیئے سے خرچ کرتے ہیں۔ (کنزالایمان)

یعنی، ''صدقہ دیتے ہیں''۔[1]

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَ الَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿۶۰﴾

ترجمہ: اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیں اور ان کے دل ڈر رہے ہیں یوں کہ ان کو اپنے رب کی طرف پھرنا ہے

[1] (خزائن العرفان)

Marfat.com

اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿۶۱﴾

(المؤمنون:۲۳/۶۰۔۶۱)

یہ لوگ بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں اور یہی سب سے پہلے انہیں پہنچے۔ (کنزالایمان)

جو کچھ دیں، یعنی ''زکوٰۃ وصدقات یا یہ معنی ہیں کہ اعمالِ صالحہ بجالاتے ہیں''۔

''ترمذی کی حدیث میں ہے کہ حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے دریافت کیا کہ کیا اس آیت میں ان لوگوں کا بیان ہے جو شرابیں پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں فرمایا اے صدیق کی نوردیدہ ایسا نہیں یہ اُن لوگوں کا بیان ہے جو روزے رکھتے ہیں صدقے دیتے ہیں اور ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں یہ اعمال نامقبول نہ ہو جائیں''۔

بھلائیوں پر جلدی کرتے ہیں یعنی، ''نیکیوں میں اور اُنھوں پر سبقت کرتے ہیں''۔[1]

اور فرمایا:

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۳۹﴾

(سبا:۳۴/۳۹)

ترجمہ: تم فرماؤ بیشک میرا رب رزق وسیع فرماتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لئے چاہے اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ (کنزالایمان)

---

[1] (خزائن العرفان)

Marfat.com

اور دے گا یعنی، ''دنیا میں اور آخرت میں بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خرچ کرو تم پر خرچ کیا جائے گا۔ دُوسری حدیث میں ہے صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا۔ معاف کرنے سے عزّت بڑھتی ہے تواضع سے مرتبے بلند ہوتے ہیں''۔[1]

ایک اور مقام پر ظاہر و مخفی اخلاص کے ساتھ خرچ کرنے والوں کی مدحت فرمائی گئی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِیُوَفِّیَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَ یَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾

(فاطر:۳۵،۲۹_۳۰)

ترجمہ: بیشک وہ جو اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں ہرگز ٹوٹا نہیں تاکہ ان کے ثواب انہیں بھرپور دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرے بیشک وہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے۔ (کنزالایمان)

نیز خیرات کرنے والوں کے لئے بڑا اجر ہے:

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْهِ ؕ فَالَّذِیْنَ

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی راہ میں کچھ خرچ کرو جس میں تمہیں اوروں کا جانشین کیا تو جو تم میں

[1] (خزائن العرفان)

Marfat.com

اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

(الحدید:۵۷/۷)

ایمان لائے اور اس کی راہ میں خرچ کیا اور ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

(کنزالایمان)

یعنی، ''جو تم سے پہلے تھے اور تمہارا جانشین کرے گا تمہارے بعد والوں کو معنی یہ ہیں جو مال تمہارے قبضے میں ہیں سب اللہ تعالیٰ کے ہیں اس نے تمہیں نفع اُٹھانے کے لئے دے دیئے ہیں تم حقیقۃً ان کے مالک نہیں ہو بمنزلۂ نائب و وکیل کے ہو، انہیں راہِ خدا میں خرچ کرو اور جس طرح نائب اور وکیل کو مالک کے حکم سے خرچ کرنے میں کوئی تامل نہیں ہوتا تو تمہیں بھی کوئی تامل و تردّد نہ ہو''۔[1]

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ تنبیہ فرماتا ہے:

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

الآیۃ (الحدید:۵۷/۱۰)

ترجمہ: اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو حالانکہ آسمانوں اور زمین میں سب کا وارث اللہ ہی ہے۔

(کنزالایمان)

''تم ہلاک ہو جاؤ گے اور مال اسی کی مِلک میں رہ جائیں گے اور تمہیں خرچ کرنے کا ثواب بھی نہ ملے گا اور اگر تم خدا کی راہ میں خرچ کرو تو ثواب بھی پاؤ''۔[2]

اور راہِ خدا میں خیرات کرنے والوں کو قرضِ حسن دینے والا فرمایا اور انہیں

معزز ثواب کی خبر سے نوازا:

---

[1] (خزائن العرفان)

[2] (خزائن العرفان)

Marfat.com

اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعَفُ لَهُمْ وَ لَهُمْ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ﴿۱۸﴾
(الحدید:۵۷/۱۸)

ترجمہ: بیشک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ان کے دونے ہیں اور ان کے لئے عزت کا ثواب ہے۔ (کنزالایمان)

''یعنی خوشدلی اور نیت صالحہ کے ساتھ مستحقین کو صدقہ دیا اور راہِ خدا میں خرچ کیا''۔[1]

ان کے لئے عزت کا ثواب ہے،'' اور وہ جنت ہے''۔[2]

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَیْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا ؕ
الآیة (المزمل:۷۳/۲۰)

ترجمہ: اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو اچھا قرض دو اور اپنے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس بہتر اور بڑے ثواب کی پاؤ گے۔ (کنزالایمان)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس قرض سے مراد زکوٰۃ کے سوا راہِ خدا میں خرچ کرنا اور صلۂ رحمی میں اور مہمانداری میں اور یہ بھی کہا گیا کہ اس سے تمام صدقات مراد ہیں جنہیں اچھی طرح مال حلال سے خوشدلی کے ساتھ راہ خدا

---

[1] (خزائن العرفان)
[2] (خزائن العرفان)

Marfat.com

میں خرچ کیا جائے''۔[1]

خیرات کرتے وقت رضائے الٰہی مقصود ہو نہ کہ دنیوی دِکھاوا، مخلص متصدِق جو فقط اللہ کی خوشنودی کی غرض سے خیرات کرے اس کے لئے بڑا اجر ہے:

لَا خَیْرَ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَیْنَ النَّاسِ ؕ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا۝ (النساء: ۴/۱۱۴)

ترجمہ: ان کے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں مگر جو حکم دے خیرات یا اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرنے کا اور جو اللہ کی رضا چاہنے کو ایسا کرے اسے عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔ (کنزالایمان)

اسی طرح فضائل صدقات میں اللہ کے محبوب دانائے غیوب ﷺ کے مبارک فرمودات بھی بے شمار وارد ہیں، چنانچہ صدقہ کرنے والے کی روحانی طاقت کا کیا خوب بیان فرمایا:

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْاَرْضَ جَعَلَتْ تَمِیْدُ وَتَكْفَؤُ فَاَرْسَاهَا بِالْجِبَالِ فَاسْتَقَرَّتْ فَعَجِبَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ شِدَّةِ الْجِبَالِ، فَقَالَتْ: یَا رَبَّنَا! هَلْ خَلَقْتَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو زمین ہلنے لگی تو پہاڑوں کو پیدا فرمایا اور انہیں زمین میں گاڑ دیا تو زمین ٹھہر گئی، فرشتوں نے پہاڑوں کی مضبوطی پر تعجب کیا بولے، الٰہی

---

[1] (خزائن العرفان)

Marfat.com

خَلْقاً أَشَدَّ مِنَ الْجِبَالِ؟ قَالَ: نَعَمْ الْحَدِيْدَ، قَالُوْا: فَهَلْ خَلَقْتَ خَلْقاً أَشَدَّ مِنَ الْحَدِيْدِ؟، قَالَ: النَّارَ. قَالُوْا: فَهَلْ خَلَقْتَ خَلْقاً أَشَدَّ مِنَ النَّارِ؟، قَالَ: الْمَاءَ. قَالُوْا: فَهَلْ خَلَقْتَ خَلْقاً أَشَدَّ مِنَ الْمَاءِ؟، قَالَ: الرِّيْحَ، قَالُوْا: فَهَلْ خَلَقْتَ خَلْقاً أَشَدَّ مِنَ الرِّيْحِ؟ قَالَ: ابْنَ آدَمَ إِذَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ بِيَمِيْنِهِ فَأَخْفَاهَا مِنْ شِمَالِهِ"۔[1]

کیا تیری مخلوق میں کوئی چیز پہاڑوں سے بھی زیادہ پختہ ہے، فرمایا ہاں لوہا ہے، عرض کی الٰہی کیا تیری مخلوق میں کوئی چیز لوہے سے بھی زیادہ مضبوط ہے، فرمایا ہاں آگ ہے، عرض کیا مولیٰ کیا تیری مخلوق میں کوئی چیز آگ سے بھی زیادہ قوی ہے؟ فرمایا، ہاں پانی ہے، بولے، اے رب کیا تیری مخلوق میں کوئی چیز پانی سے بھی زیادہ طاقتور ہے؟ فرمایا، ہاں ہوا ہے، عرض کی، اے پروردگار کیا تیری مخلوق میں کوئی چیز ہوا سے بھی زیادہ سخت ہے؟ فرمایا، ہاں وہ انسان جو داہنے ہاتھ سے خیرات کرے جسے بائیں ہاتھ سے چھپالے۔

"جیسے ہلکی کشتی و جہاز پانی پر ہلتا ہے اسی طرح زمین ہلتی تھی فرشتوں نے گمان کیا کہ اس سے لوگ نفع نہ اُٹھا سکیں گے"۔[2]

"مرقات نے فرمایا کہ پہلے بوقبیس پہاڑ پیدا ہوا پھر دوسرے پہاڑ، ان پہاڑوں سے زمین ایسی ٹھہر گئی جیسے جہاز میں وزن لاد دینے سے دریا پر ٹھہر جاتا ہے

---

[1] (سنن الترمذي، المجلد الرابع كتاب (٤٨) تفسير القرآن، باب (٩٥)، ص ٢٩٤، الحديث: ٣٣٦٩)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٦) فضل الصدقة، ص ٣٦٥، الحديث: ١٩٢٣)
[2] (مرآة المناجيح شرح مشكاة المصابيح، ج ٣، ص ١١٣ ـ ١١٤)

Marfat.com

جنبش نہیں کرتا، پہاڑ زمین میں ایسے گڑھے ہیں جیسے زمین میں مضبوط درخت، کہ پہاڑوں کی جڑیں دور تک پھیلی ہوتی ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَ اَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ﴾" ([النحل:۱۶/۱۵] ترجمہ: اور اس نے زمین میں لنگر ڈالے کہ کہیں تمہیں لے کر نہ کانپے (کنزالایمان)) (ملخص)

"فرشتوں کو حیرت یہ ہوئی کہ پہاڑوں نے اتنی بڑی زمین کو اس طرح دبوچ لیا کہ اسے ہلنے نہیں دیتے، تو ان سے سخت تر مخلوق کون سی ہوگی، خیال رہے کہ پہاڑ زمین سے زیادہ وزنی نہیں، مگر جیسے جہاز کا سامان جہاز کے وزن سے کہیں ہلکا ہوتا ہے مگر جہاز کو ہلنے نہیں دیتا، اسی طرح پہاڑ کا معاملہ ہے"۔

لوہا پہاڑ سے زیادہ مضبوط اس لئے فرمایا، "کیونکہ لوہا پہاڑ کو توڑ دیتا ہے، پہاڑ لوہے کو نہیں توڑتا"۔

اور "آگ لوہے کو پگھلا دیتی ہے، بلکہ زیادہ تیز ہو تو لوہے کو گلا کر پانی بنا دیتی ہے"۔

اور "پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، اگرچہ آگ پانی کو گرم بھی کر دیتی ہے اور جلا بھی دیتی ہے مگر کسی برتن کی مدد سے جبکہ پانی اس میں بند ہو، اگر آڑ ہٹا دی جائے تو پانی ہی آگ کو بجھاتا ہے، لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں پانی قید میں رہ کر جلتا ہے"۔

نیز "ہوا پانی سے لدے بادلوں کو اُڑائے پھرتی ہے اور سمندر میں طلاطم پیدا کر دیتی ہے جس سے وہاں طوفان برپا ہو جاتا ہے"۔[1]

اور سخی شخص کو ان سب سے سخت اس لئے فرمایا، "کیونکہ ایسا سخی اس سرکش

---

[1] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۳، ص ۱۱۳۔۱۱۴)

Marfat.com

نفس کو تابعدار کر لیتا ہے جو پہاڑ سے زیادہ سخت سمندر و ہوا سے زیادہ طوفانی ہے، نفس اولاً تو بخل سکھاتا ہے جب سخاوت کی جائے تو دکھلاوے کو پسند کرتا ہے، یہ خفیہ سخاوت کرنے والا نفس کی دونوں خواہشوں کو کچل دیتا ہے اور نفس کی آگ کو بجھا دیتا ہے لہٰذا بڑا بہادر ہے، نیز خفیہ صدقہ سے غضبِ الٰہی کی آگ بجھتی ہے، رضائے الٰہی حاصل ہوتی ہے، یہ نعمتیں پہاڑ، لوہے، آگ، پانی، ہوا سے حاصل نہیں ہو سکتیں، لہٰذا یہ صدقہ اُن سب سے بہتر صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ سخاوتِ مال سے سخاوتِ حال افضل ہے، اور سخاوتِ حال سے سخاوتِ کمال بہتر، کہ سخاوتِ مال میں فقیر کی اسی زندگی کے دو ایک دن سنبھل جاتے ہیں، مگر حال و کمال کی سخاوت سے ہم جیسے مسکینوں کے دونوں جہان درست ہو جاتے ہیں، حضور انور ﷺ نے تا قیامت لوگوں کے دین و دنیا سنبھال دیئے، حضور انور ﷺ بڑے داتا ہیں، جیسے زمین پہاڑوں سے ٹھہری، ایسے ہی ہمارے دل کسی کی نگاہِ کرم سے ٹھہر سکتے ہیں ورنہ دل کا کوئی ٹھکانہ نہیں"۔[1]

جو مال صدقہ کر دیا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بقاء پا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی محافظت میں داخل ہو جاتا ہے اور ان شاء اللہ بروزِ قیامت وہ اجر و ثواب کی صورت میں انسان کو نفع پہنچائے گا، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهُمْ ذَبَحُوْا شَاةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "مَا بَقِيَ مِنْهَا"؟ قَالَتْ: مَا بَقِيَ مِنْهَا إِلَّا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے (فرماتی ہیں) کہ اہل بیت نے بکری ذبح کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس میں

---

[1] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۳، ص ۱۱۳۔۱۱۴)

Marfat.com

كَتِفُهَا. قَالَ: "بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا".[1]

سے کیا بچا؟ آپ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ کندھے کے سوا کچھ نہیں بچا، آپ ﷺ نے فرمایا: کندھے کے سوا سب بچ گیا۔

"یعنی سارا گوشت خیرات کر دیا گیا صرف شانہ بچا ہے غالباً یہ گھر کے خرچ کے لئے رکھا گیا ہوگا اور یہ بکری صدقہ کے لئے ذبح نہ کی گئی ہوگی، کہ صدقہ کا گوشت گھر کے خرچ کے لئے نہیں رکھا جاتا"۔[2]

ملا علی قاری فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جو تمہارے پاس باقی ہے وہ بقاء میں نہیں اس فرمان میں قرآن پاک کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے: ﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ﴾ [النحل:۱۶/۹۶]

ترجمہ: جو تمہارے پاس ہے ہو چکے گا اور جو اللہ کے پاس ہے ہمیشہ رہنے والا ہے۔ (کنز الایمان)[3]

ایک حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "مَا

حضرت عدی ابن حاتم ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

---

[1] (سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (٣٨) صفة القيامة والدقائق والورع، باب (٣٣)، ص٣٦٨، الحديث: ٢٤٧٠)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٦) فضل الصدقة، الفصل الثاني، ص٣٦٤، الحديث: ١٩١٩)

[2] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج۳، ص۱۱۰)

[3] (مرقاة المفاتيح، تحت الحديث: ١٩١٩)

Marfat.com

مِنكُمْ مِّنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ اللّٰهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى إِلَّا مَا قَدَّمَ، فَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى إِلَّا مَا قَدَّمَ، فَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرٰى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ، فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ"۔[1]

تم میں سے ہر ایک سے اللہ تعالیٰ کلام فرمائے گا جبکہ اس کے اور اس کے رب کے درمیان نہ کوئی ترجمان ہوگا اور نہ کوئی پردہ، جو اس کے لئے رُکاوٹ کا سبب بنے، جب اپنے دائیں دیکھے گا تو صرف ان (اعمال) کو دیکھے گا جو آگے بھیجے، اور جب بائیں دیکھے گا تو صرف وہ (اعمال) دیکھے گا جو آگے بھیجے اور اپنے سامنے آگ کے سوا کچھ نہ دیکھے گا، تو آگ سے بچو! اگرچہ کھجور کی قاش ہی سے۔

''اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ قیامت میں ہر ایک کو ربّ کا دیدار بھی ہوگا اور ہر ایک رب کا کلام بھی سنے گا مگر صالحین کو رحمت کا دیدار و کلام ہوگا بدکاروں سے غضب قہر کا قرآن مجید میں جو ارشاد باری ہے کہ ہم سے کلام نہ کریں گے ہم ان کو دیکھیں گے نہیں، وہاں رحمت و کرم کا دیدار و کلام مراد ہے''۔[2]

---

[1] (صحيح البخاري، المجلد الرابع، كتاب (٨١) الرقاق، باب (٤٨) القصاص يوم القيامة، ص٢١٨، الحديث:٦٥٣٩)
صحيح مسلم، كتاب (١٢) الزكاة، باب (٢٠) الحث على الصدقة إلخ، ص٣١٤، الحديث:٦٧_(١٠١٦))
(سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (٣٨) صفة القيامة، ص٤٣٠، الحديث:٢٤١٥)
(سنن ابن ماجة، المجلد الأول، المقدمة، ص١١٦، الحديث:١٨٥)
(سنن النسائي، الجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (٢٣) الزكاة، باب (٦٣) القليل في الصدقة، ص٧٨، الحديث:٢٥٥٢)
(مشكاة المصابيح، المجلد الثاني، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، باب (٣) الحساب والقصاص والميزان، الحديث:٥٥٥٠)

[2] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج۷، ص۳۸۳)

Marfat.com

''ہر چہار طرف اعمال ہوں گے بیچ میں عامل ہوگا اپنے ہر عمل کا نظارہ کرے گا''، ''یعنی حساب یہاں ہو رہا ہوگا اور دوزخ کی آگ سامنے سے نظر آ رہی ہوگی کیسا بھیانک نظارہ ہوگا خدا کی پناہ''۔

''دوزخ سے بچنے کا اعلیٰ ذریعہ صدقہ وخیرات ہے صدقہ اگرچہ معمولی ہو اخلاص سے وہ بھی آگ سے بچالے گا وہاں صدقہ کی مقدار نہیں دیکھی جاتی وہاں صدقہ والے کی نیت پر نظر ہوتی ہے کھجور کی قاش کی ہی خیرات کر دو شاید وہ ہی دوزخ سے بچالے یا یہ مطلب ہے کہ کسی کا معمولی حق بھی نہ مارو کہ وہ بھی دوزخ میں بھیج دے گا کسی کی کھجور کی قاش اس کی بغیر اجازت نہ لو''۔[1]

علامہ بدرالدین عینی اور ملا علی قاری نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا کہ انسان جب پریشان ہوجاتا ہے تو دائیں بائیں نظریں دوڑاتا ہے تاکہ مدد حاصل کرسکے۔ اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا، اس کا دائیں بائیں پھرنا اس لئے بھی ہوسکتا ہے کہ آگ سے بچنے کی کوئی صورت پالے مگر وہ ہر طرف آگ کے سواء کچھ نہیں پاتا۔

آگ سے بچو اگرچہ کھجور کی قاش کے ذریعہ، یعنی جب تم بندے کی بروزِ قیامت اس حالت کو جان چکے تو اس سے بچنے کی سبیل کرو اور کسی پر ظلم نہ کرو اور صدقہ دیا کرو چاہے کھجور کی قاش کے ذریعہ ہو، آدھی کھجور کے ذریعہ یا تھوڑی ہی پر اکتفاء کرو، معنی یہ ہیں کہ جو بھی چیز (اگرچہ خفیف ہو) میسر آجائے اسی سے صدقہ کرو کیونکہ

---

[1] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۷، ص ۳۸۳)

Marfat.com

یہ تمہارے اور آگ کے درمیان حائل ہونے والا پردہ ہوگی، (جامع صغیر کی حدیث شریف ہے) بے شک صدقہ جنت ہے اور جنت کی طرف وسیلہ ہے۔[1]

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "يَا عَائِشَةُ اسْتَتِرِي مِنَ النَّارِ، وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنَّهَا تَسُدُّ مِنَ الْجَائِعِ مَسَدَّهَا مِنَ الشَّبْعَانِ".[2]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عائشہ آگ سے بچو اگرچہ کھجور کی ایک قاش کے ذریعہ، بے شک وہ کھجور بھوکے کے اس کی شکم سیری کی رکاوٹ کا خاتمہ کرتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک باندی خریدی تو جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے، عرض کی اے محمد ﷺ اس باندی کو اپنے گھر سے نکال دیجئے یہ جہنمی ہے، تو سیدہ عائشہ نے اسے کھجور دے کر گھر سے روانہ کر دیا اس نے رستے میں آدھی کھجور کھالی اور آدھی صدقہ کر دی تو جبریل علیہ السلام پھر حاضر ہوئے اور عرض کی، اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم فرماتا ہے کہ اس باندی کو واپس اپنے گھر لوٹا لیجئے، بے شک اللہ تعالیٰ نے اُسے جہنم سے آزاد کر دیا ہے کیونکہ اس نے آدھی کھجور خیرات کی ہے۔[3]

---

[1] (مرقاة المفاتيح، تحت الحديث: ۵۵۵۰)
(عمدة القاري شرح صحيح البخاري تحت الحديث: ۲۵۳۹)

[2] (المسند للإمام أحمد بن حنبل، المجلد الثامن، عائشة رضي الله عنها، ص۱۲۰، الحديث: ۲۵۰۰۶)

[3] (نزهة المجالس، المجلد(۲)، باب في فضل الصدقة، ص۳)

Marfat.com

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "يَا كَعْبُ بْنَ عُجْرَةَ: الصَّلَاةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِيُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِيُ الْمَاءُ النَّارَ" (الحديث)[1]

حضرت کعب بن عُجرہ ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نماز (ایمان کی) دلیل ہے، اور روزہ (گناہوں سے) ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو یوں مٹا دیتا ہے جیسے آگ کو پانی۔

ایک اور حدیث میں فرمایا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِيُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ".[2]

حضرت انس ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے۔

''یعنی خیرات کرنے والے سخی کی زندگی بھی اچھی ہوتی ہے کہ اوّلاً تو اس پر دنیوی مصیبتیں آتی نہیں، اور اگر امتحاناً آ بھی جائیں، تو رب تعالیٰ کی طرف سے اسے

---

[1] (سنن الترمذي، المجلد الأول، أبواب السفر، باب (۴۳۳) ما ذُكِر في فضل الصلاة، ص۴۴۷، الحديث: ۴۱۶)

[2] (سنن الترمذي، المجلد الأول، كتاب (۵) الزكاة، باب (۲۸) ما جاء في فضل الصدقة، ص۴۷۸، الحديث: ۶۶۴)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة، الفصل الثاني، الحديث: ۱۹۰۹)

Marfat.com

سکون قلبی نصیب ہوتا ہے جس سے وہ صبر کرکے ثواب کما لیتا ہے غرض کہ اس کے لئے مصیبت معصیت لے کر نہیں آتی مغفرت لے کر آتی ہے، معصیت والی مصیبت خدا تعالیٰ کا غضب ہے اور مغفرت والی مصیبت اللہ کی رحمت لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ سخیوں پر مصیبتیں آجاتی ہیں، عثمان غنی جیسے سخی بڑی بے دردی سے شہید کئے گئے"۔

"بُری موت سے مراد خرابیٔ خاتمہ ہے یا غفلت کی اچانک موت یا موت کے وقت ایسی علامت کا ظہور ہے جو بعد موت بدنامی کا باعث ہو، اور ایسی سخت بیماری ہے جو میت کے دل میں گھبراہٹ پیدا کرکے ذکر اللہ سے غافل کردے، غرض کہ سخی بندہ ان تمام برائیوں سے محفوظ رہے گا، میرے پاک نبی سچے، اُن کا رب سچا، اللہ تعالیٰ اُنکے طفیل ہم سب کو سخاوت کی توفیق دے اور یہ نعمتیں عطا فرمائے"۔[1]

عَنْ أَبِيْ كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ ﷺ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "ثَلَاثٌ أُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ، وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثاً فَاحْفَظُوْهُ"، قَالَ: "مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِّنْ صَدَقَةٍ، وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلَمَةً صَبَرَ عَلَيْهَا إِلَّا

حضرت ابو کبشہ انماری ﷺ سے مروی ہے، کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا، کہ تین باتیں ایسی ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں اور ایک بات کی تمہیں خبر دیتا ہوں، اسے یاد رکھو وہ تین باتیں جن پر میں قسم فرماتا ہوں وہ یہ ہیں کہ کسی بندے کا مال صدقہ کرنے سے کم نہیں ہوتا، اور ہر وہ ظلم جو اس پر کیا جائے

---

[1] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۳، ص ۱۰۳)

Marfat.com

زَادَ اللّٰهُ عِزّاً، وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ، أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثاً فَاحْفَظُوْهُ". قَالَ: "إِنَّمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ: عَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالاً وَعِلْماً فَهُوَ يَتَّقِي فِيْهِ رَبَّهُ، وَيَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهُ، وَيَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيْهِ حَقّاً فَهٰذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ عِلْماً وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالاً فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُوْلُ: لَوْ أَنَّ لِيْ مَالاً لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ، وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالاً وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْماً يَخْبِطُ فِيْ مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ، وَلَا يَتَّقِي فِيْهِ رَبَّهُ، وَلَا يَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهُ، وَلَا يَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيْهِ حَقّاً فَهٰذَا

اللہ تعالیٰ اس ظلم کی وجہ سے اس کی عزت بڑھاتا ہے، اور جو کوئی (اپنے لئے) مانگنے کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا در کھول دیتا ہے۔ اور تمہیں ایک اور بات بتا رہا ہوں اُسے یاد رکھو، فرمایا، دنیا چار قسم کے بندوں کی ہے، ایک وہ بندہ جسے اللہ نے مال اور علم دیئے تو وہ اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، رشتہ داروں سے حسن سلوک سے پیش آتا ہے، اور اس مال میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ان کے حق کے مطابق عمل کرتا ہے، تو یہ بہترین درجوں میں ہے، اور ایک وہ بندہ جسے اللہ نے علم دیا مال نہ دیا، لیکن وہ سچی نیت والا ہے، کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں کے لئے کام کرتا، ان دونوں کا ثواب برابر ہے، اور ایک وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور علم نہ دیا، تو وہ اپنے مال میں بغیر علم کے خلط ملط ہی کرتا ہے، اس میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا، اپنے رشتہ داروں سے سلوک نہیں کرتا اور نہ اس میں حق کے مطابق عمل کرتا ہے، تو یہ

Marfat.com

بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٌ لَمْ يَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَا عِلْماً فَهُوَ يَقُوْلُ: لَوْ أَنَّ لِيْ مَالًا لَعَمِلْتُ فِيْهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ، فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ".[1]

خبیث ترین درجہ والا ہے، اور ایک وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے نہ مال دیا اور نہ علم، تو وہ کہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں اس میں فلاں کی طرح کام کرتا تو وہ اپنی نیت پر ہے، اور ان دونوں کا گناہ برابر ہے۔

''یعنی تین خبریں قسم سے بیان کرتا ہوں اور ایک خبر بغیر قسم کے خیال رہے کہ حضور انور کی خبر خواہ قسم سے ہو یا بغیر قسم بالکل حق اور درست ہے حضور کی خبر کا درست ہونا ایسا ہی لازم وضروری ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی خبر کا حق ہونا لازم ہے کہ رب تعالیٰ کا جھوٹ بھی ناممکن ہے اور نبی کا جھوٹ بھی ناممکن اگرچہ وہ بالذات ہے۔ یہ محال یا بغیر جیسے رب تعالیٰ کی قسمیں تاکید کے لئے ہوتی ہیں ایسے ہی حضور انور کی قسمیں تاکید کلام کے لئے ہیں''۔[2]

''یہاں صرف أُقْسِمُ فرما کر قسم کھائی گئی وَاللّٰهِ یا اللہ نہیں فرمایا یہ بھی قسم کا ایک طریقہ ہے۔ صدقہ سے مراد ہر خیرات ہے فرضی ہو یا نفلی تجربہ شاہد ہے کہ خیرات سے مال بڑھتا ہے گھٹتا نہیں آزما کر دیکھ لو میرا رب سچا اور اس کے رسول سچے ﷺ صدقہ سے دنیا میں برکت آخرت میں ثواب ہے (حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی

---

[1] (سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (٣٧) الزهد، باب (١٧) ما جاء مثل الدنيا إلخ، ص٢٩٥، الحديث: ٢٣٢٥)
(سنن ابن ماجة، المجلد الرابع، كتاب (٣٧) الزهد، باب (٢٦) النية، ص٥٢٣، الحديث: ٤٢٢٨)
(مشكاة المصابيح، المجلد الثاني، كتاب الرقاق، باب (٣) استحباب المال والعمر للطاعة، الحديث: ٥٢٨٧)

[2] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج۷، ص۹۹ تا ۱۰۱)

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) فقیر کا تجربہ تو یہ ہے کہ صدقہ والے مال کو عموماً حاکم، حکیم، وکیل، چور، نہیں کھاتے دنیاوی نقصانات بھی بہت کم ہوتے ہیں۔

''یہاں صبر سے مراد اخلاقی صبر ہے نہ کہ مجبوری کا صبر، صبر معانی، تحمل کی جوابات منسوخ ہیں ان میں مجبوری کا صبر ہی مراد ہے رب فرماتا ہے: ﴿فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ﴾ [البقرۃ: ۲/۱۰۹] ترجمہ: تو تم چھوڑو اور درگذر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے (کنزالایمان)) چنانچہ یوسف علیہ السلام نے اپنے دربار میں آئے ہوئے اپنے بھائیوں کو معافی دی۔ حضور انور ﷺ نے فتح مکہ کے موقعہ پر تمام اہل مکہ کو معافی دے دی جن سے عمر بھر ظلم وستم دیکھے تھے دیکھ لو آج تک ان حضرات کی واہ واہ ہو رہی ہے۔ یہ ہے عزت بڑھنا،

صدقہ اس انعام کے قربان اس احسان کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ''

''تجربہ شاہد ہے کہ پیشہ ور بھکاریوں کے پاس اوّلاً تو مال جمع ہوتا ہی نہیں اگر ہو جاوے تو وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے جمع کر کے چھوڑ جاتے ہیں ان کے مال میں برکت نہیں ہوتی۔ مرقات میں ان کی مثال اس کتے سے دی ہے جو منہ میں ٹکڑا لئے شفاف وصاف نہر پر گزرے اس میں اپنے عکس کو دیکھ کر سمجھے کہ یہ دوسرا کتا ہے اس سے ٹکڑا چھین لینے کے لئے اس پر منہ پھاڑ کر حملہ کرے اپنا ٹکڑا بھی کھو بیٹھے''۔

حدیث شریف میں ''علم سے مراد علم دین ہے معلوم ہوا علم دین بھی اللہ تعالیٰ کی دنیاوی نعمتوں سے ایک اعلیٰ نعمت ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ مال سانپ ہے علم دین تریاق۔ ہمیشہ تریاق کے ساتھ زہر مفید ہوتا ہے بغیر تریاق ہلاک کر دیتا ہے۔''

Marfat.com

اورحدیث شریف میں بِحَقِّهٖ "ان کے حق کے مطابق عمل کرتا ہے" کے بارے میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، "اگرچہ بِحَقِّهٖ میں سارے سلوکِ صدقات داخل ہیں مگر چونکہ عزیزوں قرابت داروں کے حقوق ادا کرنا بہترین عبادت ہے، اورتمام صدقات میں اعلیٰ وافضل اس لئے اس کا ذکر علیحدہ فرمایا گیا"۔

پہلے شخص کے متعلق حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ وہ بہترین درجوں میں ہے تو وہ "اس لئے کہ یہ شخص دین ودنیا دونوں جگہ سرخروشاد آباد رہے گا کیوں کہ وہ مال کمائے گا حکم الٰہی کے مطابق خرچ کرے گا اسی کے مطابق جمع کرے گا۔ اسی فرمان کے ماتحت مال کی آمد۔ جمع خرچ سب شریعت کے مطابق چاہئے"۔

اور بغیر علم کے خلط ملط کرنے سے مراد، "یعنی حرام وحلال طریقے سے مال کماتا ہے اور ہر حلال حرام جگہ خرچ کرتا رہتا ہے نہ خود عالم ہے نہ علماء کی بات مانتا ہے جیسا کہ آج کل عام امیروں کا حال ہے"۔

اپنے رشتہ داروں سے حسن سلوک نہیں کرتا کہ "ایسے لوگ اگر کبھی اچھی جگہ خرچ بھی کرتے ہیں تو اپنی ناموری کے لئے خرچ کرتے ہیں مگر بے فائدہ بلکہ مضر"۔

اور رشتہ داروں پر خرچ نہ کرنے والے کو خبیث ترین درجہ والا فرمایا، "کیونکہ اس کا مال اس کے لئے وبال ہے مال کی وجہ سے اس پر گناہوں کے دروازے بہت کھل جاتے ہیں وہ مال کے نشہ میں نہ کرنے والے کام کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ عثمانی مال دے ابوجہلی مال سے بچائے"۔ (آمین)

تیسرے اور چوتھے شخص کے بارے میں فرمایا کہ، ان دونوں کا گناہ برابر ہے کیونکہ چوتھا، "بدنصیب بغیر کچھ کئے سب کچھ کررہا ہے کرنے والوں کے ساتھ

Marfat.com

دوزخ میں جارہا ہے"۔[1]

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ مِسْكِيناً سَأَلَهَا وَهِيَ صَائِمَةٌ، وَلَيْسَ فِي بَيْتِهَا إِلَّا رَغِيفٌ، فَقَالَتْ لِمَوْلَاةٍ لَّهَا: أَعْطِيهَا إِيَّاهُ، فَقَالَتْ: لَيْسَ لَكِ مَا تُفْطِرِيْنَ عَلَيْهِ، فَقَالَتْ: أَعْطِيْهَا إِيَّاهُ. قَالَتْ: فَفَعَلْتُ، فَلَمَّا أَمْسَيْنَا أُهْدِيَ لَهَا أَهْلُ بَيْتٍ، أَوْ إِنْسَانٌ مَا كَانَ يَهْدِيْ لَهَا شَاةً وَكَفَنَهَا فَدَعَتْهَا عَائِشَةُ، فَقَالَتْ: كُلِيْ مِنْ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ قُرْصِكِ.[2]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مسکین نے آپ سے سوال کیا جبکہ آپ رضی اللہ عنہا روزے سے تھیں اور گھر میں سوائے ایک روٹی کے کچھ نہ تھا تو آپ نے اپنی باندی سے فرمایا اسے وہ روٹی دے دو، تو باندی نے کہا آپ کے لئے کیا بچے گا کہ افطار فرما سکیں؟ مگر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دوبارہ فرمایا، اسے وہ روٹی دے دو، باندی نے کہا تو پھر میں نے ایسا ہی کیا، جب شام ہوئی تو گھر والوں میں سے یا کسی اور نے آپ کے لئے ایک بکری تحفۃً بھیجی تو آپ نے وہ مجھے دی اور فرمایا کھاؤ یہ تمہارے اس روٹی کے ٹکڑے سے بہتر ہے۔

یہ اللہ والوں کی شان ہے کہ سائل کو تہی دست نہیں لوٹاتے اگرچہ دینے کے بعد کچھ بھی نہ بچے اسی کو جُود کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے توکل کے سبب اللہ تعالیٰ انہیں بہتر سے بہتر عطا کرتا ہے۔

---

[1] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج۷، ص۹۹ تا ۱۰۱)

[2] (شُعَبُ الإيمان، المجلد الثالث، باب (۱۲) في الزكاة، فصل فيما جاء في الإيثار، ص۲۶۰، الحديث: ۳۴۸۲)

Marfat.com

حضرت یافعی کسی کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ اس نے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ سائل کو دے تو اس عورت نے سائل کو چار انڈے دے دیئے۔ جب وہ واپس لوٹا تو انڈوں کا ٹوکرا لیتا آیا، اس نے اپنی بیوی سے کہا، تو نے کتنے انڈے صدقہ کیے تو اس نے کہا چار پھر شوہر نے پوچھا تیرے پاس کتنے آئے کہنے لگی تیس، تو اس شخص کو حیرت ہوئی کہا، تو نے چار صدقہ کیے اور ہمارے پاس تیس آئے حساب نہیں مل پا رہا؟ کیونکہ ہر بھلائی کا بدلہ دس گنا ہوتا ہے، تو بیوی نے کہا، اس میں دس ٹوٹے ہوئے بھی تو ہیں کیونکہ میں نے جو چار انڈے صدقہ کیے تھے ان میں ایک انڈہ ٹوٹا ہوا تھا۔[1]

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "كُلُّ امْرِئٍ فِيْ ظِلِّ صَدَقَتِهِ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ". قَالَ يَزِيْدُ: فَكَانَ أَبُو الْخَيْرِ مَرْثَدٌ لَا يُخْطِئُهُ يَوْمٌ إِلَّا تَصَدَّقَ فِيْهِ بِشَيْءٍ، وَلَوْ بِكَعْكَةٍ أَوْ بَصَلَةٍ.[2]

حضرت عقبہ بن عامر سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا، ہر شخص اپنے صدقہ کے سائے میں ہوتا ہے یہاں تک کہ لوگوں میں فیصلہ فرمادیا جائے، یزید نے کہا: ابوالخیر مرثد کا معمول تھا کہ روزانہ بلاناغہ کچھ نہ کچھ صدقہ فرماتے اگرچہ راستہ کی رُکاوٹ ہٹا کر یا پیاز صدقہ کر کے۔

---

[1] (نزهة المجالس، المجلد الثاني، باب في فضل الصدقة، ص ۱۱)

[2] (المسند للإمام أحمد بن حنبل، المجلد الخامس، مسند عقبة بن عامر، ص۸۹۵، الحديث: ۱۷۴۶۶)
(السنن الكبرى للبيهقي، المجلد الرابع، كتاب الزكاة، جماع أبواب صدقة التطوع، باب (۱۲۰) التحريض على الصدقة وإن قلت، ص۲۹۷، الحديث: ۷۷۵۱)
(شُعَبُ الإيمان، المجلد الثالث، باب (۲۲) في الزكاة، التحريض على صدقة التطوع، ص ۲۱۲، الحديث: ۳۳۴۸)

Marfat.com

حضرت مرثد بن ابی عبداللہ یزنی سے مروی ہے کہ وہ پہلے مصری تھے جو مسجد میں جایا کرتے تھے راوی فرماتے ہیں کہ میں آپ کو جب بھی مسجد جاتے دیکھتا، یا تو آپ کی آستین میں صدقہ ہوتا یا پیسے یا روٹی یا گیہوں ہوتا۔ راوی فرماتے ہیں، تو آپ فرماتے اے ام حبیب کے بیٹے میں اپنے گھر میں اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں پاتا کہ جو صدقہ کروں بے شک مجھے ایک صحابی رسول ﷺ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر شخص اپنے صدقہ کے سائے میں ہے۔[1]

صدقہ دینے والوں کے لئے قبر و حشر میں آگ سے حفاظت کی خوشخبری سُنائی گئی ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِيْ عَنْ أَهْلِهَا حَرَّ الْقُبُوْرِ، وَإِنَّمَا يَسْتَظِلُّ الْمُؤْمِنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ ظِلِّ صَدَقَتِهِ".[2]

حضرت عقبہ بن عامر ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک صدقہ کرنے والوں کو صدقہ قبر کی گرمی سے بچاتا ہے، اور بلاشبہ ہر مسلمان قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سائے میں ہوگا۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

رُوِيَ عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ سَعْدٍ أَنَّهَا

حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے

---

[1] (الترغيب والترهيب، الملجلد الثاني، كتاب الصدقات، الترغيب في الصدقة والحث عليها إلخ، ص ۱۱، الحديث:۲۸)

[2] (شُعَبُ الإيمان، المجلد الثالث، باب (۴۲) الزكاة، التحريض على صدقة التطوع، ص ۲۱۲، الحديث: ۳۳۴۷)

Marfat.com

قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفْتِنَا عَنِ الصَّدَقَةِ؟ فَقَالَ: "إِنَّهَا حِجَابٌ مِنَ النَّارِ لِمَنِ احْتَسَبَهَا يَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ".[1]

مروی ہے فرماتی ہیں، کہ آپ نے عرض کی یا رسول اللہ صدقہ کے بارے میں ہماری راہ نمائی فرمایئے!، فرمایا، جوکوئی اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر صدقہ کرے تو وہ (صدقہ) اس کے اور آگ کے درمیان پردہ بن جاتا ہے۔

ایک شخص خراساں سے بصرہ کو گیا تو اس نے حبیب عجمی کے پاس دس ہزار درہم بطور امانت رکھے اور کہا کہ جب میں مکہ سے واپس آؤں تو ان دراہم سے بصرہ میں ایک گھر لے لینا اسی دوران لوگوں کو آٹے کی مہنگائی کا سامنا کرنا پڑا تو حبیب عجمی نے اُن پیسوں سے آٹا خرید کر صدقہ کر دیا، اُن سے پوچھا گیا کہ اُس نے تو آپ سے گھر خریدنے کے لئے کہا تھا؟ تو جواب دیا کہ میں نے اُس کے لئے جنت میں گھر لے لیا ہے! اگر وہ اس پر راضی ہوگا تو ٹھیک ورنہ میں اُسے دس ہزار درہم واپس دے دوں گا۔ پھر جب وہ لوٹا تو پوچھا، اے ابو محمد کیا آپ نے گھر خریدا؟ جواب دیا ہاں، محلات، نہروں اور درختوں کے ساتھ تو وہ شخص بہت خوش ہوا پھر حبیب نے پوچھا، اُس میں رہنا چاہتے ہو؟ میں نے تو وہ گھر اللہ تعالیٰ سے جنت میں خریدا ہے! تو اُس شخص کی خوشی مزید بڑھ گئی، اس کی بیوی بولی، اس سے ضمانت لکھوالو (کہ جنت میں گھر پکا ہے) تو حبیب عجمی نے لکھا، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ جو گھر حبیب عجمی نے دس ہزار درہم میں اللہ تعالیٰ سے فلاں بن فلاں کے لئے جنت میں خریدا ہے اس کی ادائیگی

---

[1] (مجمع الزوائد، باب فضل الصدقة، ۳/۱۱۱)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے۔ کچھ عرصہ بعد وہ شخص فوت ہوگیا اور وصیت کر گیا تھا کہ میرے کفن میں یہ رقعہ ڈال دینا (تدفین کے بعد) جب صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ اس شخص کی قبر پر ایک رقعہ ہے جس پر حبیب عجمی کے لئے جنت میں خریدے ہوئے گھر سے برأت نامہ ہے تو اس مکتوب کو حبیب عجمی نے لیا اور بہت روئے اور فرمایا، یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے میرے لئے خلاصی نامہ ہے۔[1]

اسی طرح راہِ خدا عزوجل میں خیرات کرنے والے شیطان کے شر سے بھی محفوظ رہتے ہیں:

وَعَنْ بُرَيْدَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا يُخْرِجُ رَجُلٌ شَيْئاً مِنَ الصَّدَقَةِ حَتّٰى يَفُكَّ عَنْهَا لَحْيَيْ سَبْعِيْنَ شَيْطَاناً".[2]

حضرت بریدہ ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص کوئی چیز صدقہ کرتا ہے تو اس صدقہ کی برکت سے اس سے ستر شیاطین کے جبڑے (یعنی حربے) روک دیئے جاتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک شخص کپڑے دھوتا تھا، اور لوگوں کے کپڑے آپس میں تبدیل کر دیتا، لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کے متعلق بتایا، تو آپ نے دعا کی اے اللہ اسے ہلاک فرمادے، ایک روز وہ شخص اپنے معمول

---

[1] (نزهة المجالس، المجلد الثاني، باب في فضل الصدقة، ص٦)

[2] (مسند الروياني، المجلد الأول، ص٦٨، الحديث: ١٨)
(السنن الكبرى للبيهقي، المجلد الرابع، كتاب الزكاة، باب (١٣٢) كراهية البخل والشح والاقتار، ص٣١٤_٣١٥، الحديث: ٧٨١٩)
(المعجم الأوسط للطبراني، المجلد الأول، ص٣٠٨، الحديث: ١٠٣٤)

Marfat.com

کے مطابق نکلا جبکہ اس کے پاس تین روٹیاں تھیں ایک سائل آیا تو اس نے ایک روٹی اُسے دے دی، تو اس سائل نے دعا دی، اللہ تعالیٰ تجھ سے مصائب سماویہ کا شر دور فرمائے، دھوبی اس دعا سے حیران ہوا تو ایک اور روٹی دے دی، اس پر سائل نے دعا دی اللہ تعالیٰ تجھے آفتوں سے بچائے تو اُس نے تیسری روٹی بھی دے دی، اس پر دعا دی، اللہ تعالیٰ تجھے اچھی توبہ کی نصیحت فرمائے۔

پھر ایک دفعہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کے سبب) ایک سانپ اسے مارنے کے لئے اس کے کپڑوں میں داخل ہوگیا، اچانک ایک فرشتے نے آکر لوہے کی چابک سے سانپ کو نکال پھینکا تو دھوبی دوبارہ درست ہوگیا۔ پھر لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جا کر ماجرا بیان کیا تو آپ علیہ السلام نے اسے بلایا اور فرمایا، تو نے کونسی بھلائی کی ہے؟ تو اُس نے عرض کی میں نے تین روٹیاں صدقہ کی ہیں پھر آپ علیہ السلام نے سانپ سے پوچھا تو نے اِسے قتل کیوں نہ کیا؟ سانپ نے عرض کی، اے اللہ کے نبی اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی اور مجھے اسے مار ڈالنے کا حکم فرمادیا مگر جب اس نے سائل پر صدقہ کیا تو میرے پاس ایک فرشتے نے آکر اس چابک سے نکال پھینکا لوگ اس بات سے بہت متعجب ہوئے اور دھوبی نے توبہ کرلی۔[1]

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں،

---

۱ (نزهة المجالس، المجلد الثاني، باب في فضل الصدقة، ص۸)

Marfat.com

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ فِيْ الصَّلَاةِ، قَالَ: "تَمَامُ الْعَمَلِ". قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، تَرَكْتُ أَفْضَلَ عَمَلٍ فِيْ نَفْسِيْ أَوْ خَيْرَهُ؟ قَالَ: "مَا هُوَ"؟، قُلْتُ: الصَّوْمُ. قَالَ: "خَيْرٌ وَلَيْسَ هُنَاكَ". قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَأَيُّ الصَّدَقَةِ وَذَكَرَ كَلِمَةً. قُلْتُ: فَإِنْ لَّمْ أُقْدِرْ؟ قَالَ: "بِفَضْلِ طَعَامِكَ". قُلْتُ: فَإِنْ لَّمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ: "بِشَقِّ تَمْرَةٍ". قُلْتُ: فَإِنْ لَّمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ: "بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ". قُلْتُ: فَإِنْ لَّمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ: "دَعِ النَّاسِ مِنَ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلٰى نَفْسِكَ". قُلْتُ: فَإِنْ لَّمْ أَفْعَلْ؟

میں نے عرض کی، یا رسول اللہ نماز کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟، جواب ارشاد فرمایا، تمام عمل ہے، میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے اپنے نفس میں افضل یا بہتر عمل کو چھوڑ دیا ہے، فرمایا، وہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی روزہ، فرمایا، بہتر ہے اور وہاں نہیں، میں نے عرض کی یا رسول اللہ کون سا صدقہ اور ایک کلمہ ذکر کیا میں نے عرض کی اگر میں اس کی طاقت نہ رکھتا ہوں تو؟ فرمایا، اپنا بچا ہوا کھانا صدقہ کرو، میں نے عرض کی اگر یہ بھی نہ کروں تو؟ فرمایا، کھجور کی ایک قاش صدقہ کر، عرض کی کہ اگر ایسا بھی نہ کروں تو؟ فرمایا اچھی بات کہہ (کہ یہ بھی صدقہ ہے)، عرض کی اگر یہ بھی نہ کروں تو؟ فرمایا، لوگوں کو شر سے بچا کیونکہ یہ بھی صدقہ ہے جو تو اپنے اوپر کرے گا، عرض کی کہ اگر یہ بھی نہ کروں تو؟

Marfat.com

قَالَ: "تُرِيْدُ أَنْ لَّا تَدَعَ فِيْكَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا"۔[1]

فرمایا، تو چاہتا ہے کہ خود میں کوئی بھلائی نہ چھوڑے۔

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ آٹھ درہم لے کر قمیص خریدنے کے لئے بازار تشریف لے گئے، راستہ میں آپ نے ایک کنیز کو روتے دیکھا تو اس سے وجہ دریافت فرمائی، عرض کی میں اپنے گھر والوں کے کام سے دو درہم لے آئی تھی وہ مجھ سے کھو گئے ہیں تو آپ ﷺ نے اُسے دو درہم عنایت فرمادیئے۔ پھر دوبارہ بازار کی طرف تشریف لے چلے وہاں سے چار درہم کی قمیص خرید فرمائی جاتے ہوئے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو صدا دے رہا تھا کہ جو مجھے کپڑے پہنائے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت کا لباس عطا فرمائے گا، تو آپ ﷺ نے اُسے وہ قمیص عنایت فرمادی، پھر دوبارہ بازار لوٹے دو درہم کی قمیص خریدی پھر لوٹے تو رستہ میں ایک اور کنیز کو روتے دیکھا، غمزدوں کے غم گسار آقا ﷺ نے اُس کی مزاج پُرسی فرمائی، عرض کی مجھے دیر تک گھر سے غائب رہنے کی وجہ سے اہلِ خانہ سے سزا کا خوف ہے، تو رحیم آقا ﷺ نے فرمایا، میں تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آتا ہوں، آپ اس کے (مالک کے) گھر تک گئے جب دروازے پر پہنچے تو دستک دی اور سلام کیا، تو کسی نے سلام کا جواب نہ دیا، دوبارہ سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا تیسری بار سلام کیا تو جواب دیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، آپ لوگوں نے سلام کا جواب کیوں نہ دیا تھا، عرض کرنے لگے ہم تو آپ کی آواز سے

---

[1] (مسند البزار، المجلد التاسع، الحسن عن أبي ذر، ص ۴۶۲، الحديث: ۴۰۷۸)
(الترغيب والترهيب، الملجلد الثاني، كتاب الصدقات، الترغيب في الصدقة والحث عليها إلخ، ص ۱۲، الحديث: ۳۴)
(مجمع الزوائد، المجلد الثالث، باب فضل الصدقة، ص ۱۰۹)

Marfat.com

برکت حاصل کرنا چاہتے تھے پھر آپ ﷺ نے اس باندی کے لئے معافی چاہی، انہوں نے عرض کی یارسول اللہ یہ آپ کے نام پر آزاد ہے پھر نبی کریم ﷺ یہ فرماتے ہوئے لَوٹے، اس سے زیادہ شرف والے آٹھ درہم میں نے نہ دیکھے تھے، ایک باندی کو امن مل گیا، دوسری کو ہم نے اس سے آزاد کرادیا اور ایک ننگے کو ہم نے اس سے کپڑے پہنادیئے۔ اس حکایت کو کتاب ''شرف المصطفیٰ'' میں نقل کیا گیا ہے۔[1]

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "الصَّدَقَةُ تَسُدُّ سَبْعِيْنَ بَاباً مِنَ السُّوْءِ".[2]

حضرت رافع بن خدیج ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، صدقہ برائی کے ستر دروازے بند کرتا ہے۔

حضرت منصور بن عمار ﷺ ایک روز وعظ فرمارہے تھے کہ ایک شخص کھڑا ہوکر چار درہم مانگنے لگا تو منصور بن عمار نے فرمایا، اسے جو چار درہم دے گا میں اس کے لئے چار دُعائیں کروں گا تو ایک یہودی کا (مسلمان) غلام کھڑا ہوا اور اسے چار درہم دے دیئے پھر کہا اب اللہ تعالیٰ سے میرے لئے (چار) دعائیں فرمائیں، ایک میری آزادی کے لئے، دوسری یہ کہ میں فقیر ہوں لہٰذا غنی ہوجاؤں، تیسری یہ کہ میں گنہگار ہوں تو اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمادے اور چوتھی دعا یہ فرمائیں کہ میرا آقا (جو کہ یہودی ہے) وہ مسلمان ہوجائے۔ تو حضرت منصور بن عمار ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی، جب وہ غلام واپس لَوٹا تو اس کے آقا نے کہا، دیر کیوں لگادی؟ کہنے لگا میں

---

[1] (نزهة المجالس، المجلد الثاني، باب في فضل الصدقة إلخ، ص۴)
[2] (المعجم الكبير للطبراني، المجلد الثالث، ص۱۰۹، الحديث: ۲۰۴۳)

Marfat.com

منصور بن عمار کی مجلس میں گیا تھا اور میں نے وہاں چار درہم صدقہ کئے اور انہوں نے مجھے چار دُعائیں دی ہیں، میری آزادی کی دعا، تو آقا بولا (ٹھیک ہے) تم آزاد ہو، کہا، اور یہ دعا بھی کی کہ اللہ تعالیٰ میرے نفقہ کی محتاجی دور فرمادے، تو اُس نے کہا، میں تجھے چار ہزار درہم دے دیتا ہوں، پھر غلام کہنے لگا تیسری دُعا آپ کے اسلام لانے کے لئے کی، تو آقا نے کہا، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ [ﷺ] اور چوتھی دُعا میں نے اپنی اور آپکی مغفرت کے لئے کروائی ہے تو آقا کہنے لگا یہ میری دسترس میں نہیں تو اس (آقا) نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ تو نے وہ سب کیا جو تیری قُدرت میں تھا اور میں وہ کرتا ہوں جو میری قُدرت میں ہے۔ میں نے تجھے، تیرے غلام اُس واعظ (منصور بن عمار) اور تمام حاضرینِ مجلس کو بخش دیا ہے۔[1]

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "بَاكِرُوْا بِالصَّدَقَةِ، فَإِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّى الصَّدَقَةَ".[2]

حضرت انس بن مالک ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، صدقہ کرنے میں چستی کیا کرو، بے شک صدقہ کو مصیبتیں ضرر نہیں پہنچا سکتیں (یعنی صدقہ بلاؤں سے انسان کے لئے ڈھال ہے)۔

---

[1] (نزهة المجالس، المجلد الثاني، باب في فضل الصدقة، ص۵)

[2] (شُعَبُ الإيمان، المجلد الثالث، باب (۲۲) في الزكاة، التحريض على صدقة التطوع، ص۲۱۴، الحديث: ۳۳۵۳)

Marfat.com

ایک شخص حضرت ابو ہریرہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر کہنے لگا کہ میرا بیٹا سمندری سفر پر گیا ہے آپ اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے دعا فرمائیں تو حضرت ابو ہریرہ ﷺ نے اس سے کہا اس کی طرف سے صدقہ دو۔ اس وقت سمندر میں موجیں اُٹھ رہی تھیں اور جہاز ڈوبنے کے قریب تھا پھر جب اس نے صدقہ دیا تو ایک کہنے والے کو کہتے سُنا، اے سوارو! تم پر سلامتی ہو بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک (صدقہ کا) مال قبول کرلیا، پھر جب بیٹا سفر سے لوٹا تو والد صاحب کو تمام قصہ بیان کیا۔[1]

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "تَصَدَّقُوْا، فَإِنَّ الصَّدَقَةَ فِكَاكُكُمْ مِنَ النَّارِ".[2]

حضرت انس بن مالک ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، صدقہ دیا کرو بے شک صدقہ تمہارے لئے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنِ الْحَارِثِ الْأَشْعَرِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ يَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا عَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ

حضرت حارث اشعری ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ نے (اپنے نبی) حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما الصلوٰۃ والسلام کی جانب پانچ باتیں وحی فرمائیں،

---

[1] (نزهة المجالس، المجلد الثاني، باب في فضل الصدقة، ص۱۴)

[2] (شُعَبُ الإيمان، المجلد الثالث، باب (۲۲) في الزكاة، التحريض على صدقة التطوع، ص۲۱۴، الحديث: ۳۳۵۵)

Marfat.com

أَنْ يَّعْمَلَ بِهَا، وَيَأْمُرَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَنْ يَّعْمَلُوْا بِهَا"، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ إِلٰى أَنْ قَالَ فِيْهِ: "وَآمُرُكُمْ بِالصَّدَقَةِ، وَإِنَّ مَثَلَ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَسَرَهُ الْعَدُوُّ، فَأَوْثَقُوْا يَدَهُ إِلٰى عُنُقِهِ، وَقَدَّمُوْهُ لِيَضْرِبُوْا عُنُقَهُ فَقَالَ: أَنَا أُفْدِيْهِ مِنْكُمْ بِالْقَلِيْلِ وَالْكَثِيْرِ فَفَدٰى نَفْسَهُ مِنْهُمْ". (الحديث)[1]

کہ ان پر وہ خود بھی عمل کریں، اور بنی اسرائیل کو بھی عمل پیرا ہونے کا حکم صادر فرمائیں، پھر حدیث بیان فرمائی اور یہاں تک فرمایا، اور میں تمہیں صدقہ کرنے کا حکم دیتا ہوں بے شک اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جسے دشمن نے قید کرلیا، پھر اس کے ہاتھ گردن کی طرف باندھ دیئے اور اُسے گردن مارنے کے لئے آگے کیا تو اس نے کہا، میں تمہیں اپنا قلیل وکثیر سب فدیہ کے طور پر دیتا ہوں (کہ تم مجھے چھوڑ دو) پھر اس نے اپنی جان کا فدیہ دیا (اور آزادی حاصل کی)۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح والے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زرہ چار سو دراہم میں بیچی جارہی تھی تو حضرت عثمان نے فرمایا، یہ فارسِ اسلام کی زرہ ہے آئندہ کبھی نہیں بیچی جائے گی پھر انہوں نے غلام کو چار سو درہم دیئے اور اس سے قسم لی کہ ان کو ہرگز نہ بتانا اور زرہ بھی لوٹا دی جب صبح ہوئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں ایک تھیلا دیکھا جس میں چار سو تھیلیاں تھیں اور ہر ہر تھیلی میں چار چار سو درہم تھے اور ہر درہم پر لکھا تھا کہ رحمٰن کا دیا عثمان بن عفان

---

[1] (سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (٤٥) الأمثال، باب (٣) ما جاء في مثل الصلاة والصيام والصدقة، ص ٥٧٢، الحديث: ٢٨٦٣).

Marfat.com

کو تو جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کر دیا تو آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا، مبارک ہو عثمان۔[1]

حدیث شریف میں ہے:

وَعَنْ رَافِعِ بْنِ مَكِيثٍ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ الْحُدَيْبِيَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "حُسْنُ الْمَلَكَةِ نَمَاءٌ، وَسُوْءُ الْخُلُقِ شُؤْمٌ وَالْبِرُّ زِيَادَةٌ فِي الْعُمُرِ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِيُ الْخَطِيْئَةَ، وَتَقِي مِيْتَةَ السُّوْءِ". اللفظ للمشكاة[2]

حضرت رافع بن مکیث جو حدیبیہ میں حاضر تھے، سے مروی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خوش خُلقی برکت ہے، اور بد خُلقی نحوست، اور نیکی عمر بڑھاتی ہے، اور صدقہ گناہوں کو مٹاتا ہے اور بُری موت سے بچاتا ہے۔

"اس کا تجربہ بارہا ہوا کہ خوش خُلقی کی دنیا دوست ہوتی ہے بد خُلق کے سب دشمن، گھر والے بھی اور باہر والے بھی، خوش خُلق کی گھر و باہر والے سب تعظیم اور خدمت کرتے ہیں، بد خُلق ہر جگہ سزا ہی پاتا ہے یہاں برکت و نحوست سے یہ ہی مراد ہے"۔[3]

بُری موت سے بچاتا ہے سے مراد، "یعنی سخی آدمی اچانک اور غفلت کی موت سے یوں ہی بے صبری و فسق و فجور و ظلم کی موت سے محفوظ رہتا ہے ان شاء اللہ اس کی موت ذکر و فکر نیک اعمال کی حالت میں آتی ہے بعد موت لوگ اُسے اچھائی

---

[1] (نزهة المجالس، المجلد الثاني، باب في فضل الصدقة، ص۱۳)

[2] (سنن أبي داود، المجلد الخامس، كتاب (۳۵) الأدب، باب (۱۳۳) في حق المملوك، ص۲۲۷، الحديث:۵۱۶۲)
(مشكاة المصابيح، كتاب النكاح، باب (۱۷) النفقات وحق المملوك، الفصل الثاني، الحديث: ۳۳۵۹)

[3] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج۵، ص۱۶۷)

Marfat.com

سے یاد کرتے ہیں، یوں ہی نیکیاں عمر بڑھاتی ہیں اس طرح کہ حکم الٰہی یوں ہے کہ فلاں بندہ اگر گناہ و بدکاری کرتا رہے تو اس کی عمر پچاس سال ہے اور اگر نیکیاں کرے تو اس کی عمر سو سال، یہ زیادتی عمر ایسی ہی ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ دوا مرض دفع کرتی ہے، لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ خدا کا حکم کوئی ٹال سکتا اور موت آگے پیچھے نہیں ہوسکتی"۔[1]

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنَّ صَدَقَةَ الْمُسْلِمِ تَزِيْدُ فِي الْعُمْرِ، وَتَمْنَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ، وَيُذْهِبُ اللّٰهُ الْكِبْرَ وَالْفَخْرَ"۔[2]

حضرت عمرو بن عوف ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک مسلمان کا صدقہ عمر بڑھاتا ہے اور بُری موت کو روکتا ہے، اور اللہ تعالیٰ تکبّر اور بڑائی کو مٹاتا ہے۔

ایک اور حدیث شریف میں بیان فرمایا:

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَبِيَدِهِ عَصاً، وَقَدْ عَلَّقَ رَجُلٌ قِنْوَ حَشَفٍ، فَجَعَلَ

حضرت عوف بن مالک ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ دستِ اقدس میں لاٹھی لئے تشریف لائے جبکہ ایک شخص نے خشک کھجور کا گچھا لٹکایا

---

[1] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج۵، ص۱۶۷)

[2] (المعجم الكبير للطبراني، المجلد السابع عشر، ص ۲۲، الحديث: ۳۱)

Marfat.com

يَطْعَنُ فِيْ ذٰلِكَ الْقُنْوِ، فَقَالَ: "لَوْ شَاءَ رَبُّ هٰذِهِ الصَّدَقَةِ تَصَدَّقَ بِأَطْيَبَ مِنْ هٰذَا، إِنَّ رَبَّ هٰذِهِ الصَّدَقَةِ يَأْكُلُ حَشَفاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ"۔[1]

ہوا تھا، تو آپ نے اس گچھے کو لاٹھی سے مارنا شروع کیا اور فرمایا، اگر یہ شخص چاہتا تو اس سے بہتر صدقہ کرسکتا تھا بے شک اس کا صدقہ کرنے والا بروزِ قیامت خشک کھجوریں کھائے گا۔

بنی اسرائیل میں ایک شخص اور اس کے گھر والے تین روز تک بھوکے رہے تو اس کی بیوی نے اسے ایک درہم دیا کہ اس سے کھانا لے آئے تو رستہ میں اس شخص نے ایک شخص کو دوسرے سے ایک درہم مانگتے دیکھا تو اس نے وہ درہم اس منگتے کو دے دیا اور آکر اپنی بیوی کو بتایا تو اس نے کہا آپ نے اچھا کیا پھر اس نے اپنے شوہر کو اُدن کاتنے کا تکلہ دیا تو اسے شوہر نے بیچا اور اس سے ایک مچھلی خریدی جس سے ایک موتی نکلا اس نے وہ موتی کثیر مال کے بدلے بیچا پھر ایک روز اس کے پاس ایک سائل آیا تو اس شخص نے کہا یہ لو میرا آدھا مال لے لو تو اس سائل نے کہا مبارکباد ہو تمہیں اپنا مال اپنے پاس رکھو میں تو ایک فرشتہ ہوں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے اُس ایک درہم کی ایک قیراط کے بدلے سو قیراطیں مقرر فرمائیں ہیں اور (یہ تمہاری دنیاوی دولت) اسی کی عطا کردہ ایک ہی قیراط ہے جو تمہیں دنیا میں ملی ہے (باقی آخرت میں)۔[2]

---

[1] (سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (٣) الزكاة، باب (١٦) ما لا يجوز من الثمرة في الصدقة، ص١٧٨، الحديث: ١٦٠٨)
(سنن ابن ماجة، المجلد الثاني، كتاب (٨) الزكاة، باب (١٩) النهي أن يخرج في الصدقة شرّ ماله، ص٤٠٠، الحديث: ١٨٢١)
(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (٢٣) الزكاة، باب (٢٧) قوله ﷻ: ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ﴾، ص٣٦، الحديث: ٢٤٩٢)

[2] (نزهة المجالس، المجلد الثاني، باب في فضل الصدقة، ص١٥)

Marfat.com

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "تَعَبَّدَ عَابِدٌ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ، فَعَبَدَ اللّٰهَ فِيْ صَوْمَعَةٍ سِتِّيْنَ عَاماً، فَأُمْطِرَتِ الْأَرْضُ فَاخْضَرَّتْ، فَأَشْرَفَ الرَّاهِبُ مِنْ صَوْمَعَتِهِ، فَقَالَ: لَوْ نَزَلْتُ فَذَكَرْتُ اللّٰهَ، فَازْدَدْتُ خَيْراً، فَنَزَلَ وَمَعَهُ رَغِيْفٌ، أَوْ رَغِيْفَانِ فَبَيْنَمَا هُوَ فِي الْأَرْضِ لَقِيَتْهُ امْرَأَةٌ فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُهَا وَتُكَلِّمُهُ حَتّٰى غَشِيَهَا، ثُمَّ أُغْمِيَ عَلَيْهِ، فَنَزَلَ الْغَدِيْرَ يَسْتَحِمُّ، فَجَاءَهُ سَائِلٌ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنْ يَأْخُذَ الرَّغِيْفَيْنِ، ثُمَّ مَاتَ فَوُزِنَتْ عِبَادَةُ سِتِّيْنَ سَنَةً بِتِلْكَ الزَّنْيَةِ فَرَجَحَتِ الزَّنْيَةُ بِحَسَنَاتِهِ،

حضرت ابو ذر ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک راہب نے اپنی کٹی میں ساٹھ برس اللہ تعالیٰ کی عبادت کی (ایک روز) برسات ہوئی اور زمین سرسبز ہوگئی، راہب نے اپنی عبادت گاہ سے جھانکا تو اس نے سوچا اگر میں اپنی کٹی سے اُتروں تو اللہ کا ذکر کروں گا اور میں زیادہ بھلائی پاؤں گا۔ وہ نیچے اُترا اور اپنے ساتھ ایک یا دو روٹیاں لے آیا، جب وہ زمین پر آیا تو اُسے ایک عورت ملی اور دونوں نے باتیں شروع کردیں یہاں تک کہ اس عورت سے زنا کا ارتکاب کرلیا۔ پھر اُس پر غنودگی طاری ہوگئی پھر غسل کرنے کے لئے تالاب میں اُترا تو ایک سائل آیا تو اس نے اشارہ کیا کہ وہ دونوں روٹیاں لے جائے، پھر مرگیا، (حساب کے وقت) جب اس کی ساٹھ سالہ عبادت کے اعمال تولے گئے تو اس کا وہ زنا اس کی نیکیوں پر غالب ہوگیا

Marfat.com

ثُمَّ وُضِعَ الرَّغِيْفُ أَوِ الرَّغِيْفَانِ مَعَ حَسَنَاتِهِ، فَرَجَحَتْ حَسَنَاتُهُ فَغُفِرَ لَهُ"۔[1]

پھر جب وہ ایک یا دو روٹیاں (جو اس نے سائل کو صدقہ کی تھیں، ترازو میں) رکھی گئیں تو اس کی نیکیاں غالب آگئیں اور (بفضل اللہ) اس کی مغفرت فرمادی گئی۔

صدقہ دینے میں بہتر یہ ہے کہ نیک پرہیزگار فقراء سے کسی کو دے، چنانچہ امام جوالی نقل کرتے ہیں کہ ایک عالم کا معمول تھا کہ وہ صدقہ دینے میں صوفیاء اور فقراء کو ترجیح دیتے۔ ان سے عرض کی گئی کہ کیا آپ اگر عام فقراء کو صدقہ دیں تو کیا وہ افضل نہیں؟ جواب دیا، یہ نیک لوگ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر میں رہتے ہیں اگر ان پر فاقہ یا کوئی مصیبت آئے تو یہ ان کے مشاغل میں خلل آئے گا لہٰذا میرے نزدیک دنیا کے ہزار طلبگاروں کو دینے سے بہتر ہے کہ ایک سچے دیندار کو دوں۔

جب حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ بات بتائی گئی تو آپ نے اسے پسند فرمایا اور فرمایا کہ یہ شخص اللہ کے ولیوں میں سے ہے، میں نے آج تک اتنی اچھی بات نہ سُنی تھی۔

پھر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی گئی کہ فلاں دکاندار کنگال ہوگیا ہے اور دُکان چھوڑنے کا ارادہ رکھتا ہے تو حضرت جنید بغدادی نے انہیں کچھ مال بھیجا اور کہلوایا کہ یہ مال استعمال کریں اور دُکان بند نہ کریں کیوں کہ تجارت آپ جیسے

---

[1] (صحیح ابن حبان، المجلد الثاني، ذكر الخبر الدال على أن الحسنة الواحدة قد ترجى إلخ، ص۱۰۲، الحديث: ۳۴۸)
(موارد الظمآن، المجلد الأول، باب ما جاء في الصدقة، ص ۲۰۹، الحديث: ۸۲۰)
(لسان الميزان، المجلد الرابع، ص۳۱۶، الحديث: ۱۲۷۲)

Marfat.com

لوگوں کے لیئے نقصان دہ نہیں۔ دراصل وہ شخص سبزی بیچتا تھا اور صوفیاء فقراء سے ان کے خریدے ہوئے مال کی قیمت نہ لیتا۔[1]

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خاص شاگرد اور فقہ حنفی کے ائمہ سے ہیں) اہلِ علم لوگوں کے ساتھ خاص طور پر بھلائی کرتے، ان سے عرض کی گئی، آپ سب کے ساتھ ایک سا معاملہ کیوں نہیں رکھتے؟ فرمایا میں انبیاء کے بعد (عام لوگوں سے نہ کہ صحابہ سے بڑھ کر) علماء کے سوا کسی کے مقام کو بلند نہیں جانتا، ایک بھی عالم کا دھیان اپنی حاجات کی وجہ سے بٹے گا تو وہ صحیح طور پر خدمتِ دین نہ کر سکے گا اور دینی تعلیم پر اس کی درست توجہ نہ ہو سکے گی۔ لہٰذا انہیں علمی خدمت کے لئے فارغ کرنا افضل ہے۔[2]

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، دینے والے کی غرض فقط ان باتوں کے سوا نہیں ہونی چاہیئے؛ کہ یا تو دینے سے وہ فقیر کا دل خوش کرنا چاہتا ہو اور اس کی محبت حاصل کرنا، مقصدِ ہدیہ ہو ایسی صورت میں یہ دینا ہدیہ ہوگا، اور اگر دینے والا کا مقصد ثواب ہوگا تو دینا صدقہ یا زکوٰۃ کی صورت میں ہوگا یا پھر تیسری صورت میں اس کا مقصد شہرت اور ریاکاری ہوگی، اس صورت میں یا تو صرف یہی (ریا و دکھاوا) مقصود ہوگا یا پھر اس میں دوسری (مذکورہ بالا) اغراض بھی شامل ہوں گی۔

جہاں تک پہلی بات یعنی ہدیہ کا تعلق ہے تو اسے لینے میں کوئی حرج نہیں کیوں کہ ہدیہ قبول کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ ہے لیکن دینے والے کا مقصد

---

[1] (مکاشفۃ القلوب، ص ۴۱۶۔۴۱۷)
[2] (مکاشفۃ القلوب، ص ۴۱۷)

Marfat.com

احسان جتانا نہ ہو کیونکہ اگر احسان کے طور پر دیا تو (لینے والے کے لئے) ایسی چیز لینے سے چھوڑ دینا بہتر ہے اور اگر معلوم ہو کہ اس میں سے بعض مال پر احسان جتایا جارہا ہے بعض پر نہیں تو اُن بعض کو لوٹا دے جو بطور احسان دیئے جارہے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں گھی، پنیر اور مینڈھا ہدیۃً پیش کئے گئے تو آپ نے گھی اور پنیر قبول فرمالیں اور مینڈھا لوٹا دیا۔[1]

امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ متوفی ۱۳۴۰ھ فضائلِ صدقات کا پچیس نکات میں اس طرح احاطہ فرماتے ہیں:

''ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ جو مسلمان اس عمل میں نیک نیت پاک مال سے شریک ہوں گے انہیں کرمِ الٰہی و انعام حضرت رسالت پناہی تعالیٰ ربہٗ وتکرّم وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ۲۵ فائدے ملنے کی اُمید ہے:

(۱) باذنہٖ تعالیٰ بُری موت سے بچیں گے، ستر دروازے بُری موت کے بند ہوں گے۔

(۲) عُمریں دراز ہوں گی۔

(۳) ان کی گنتی بڑھے گی۔

(۴) رزق کی وسعت مال کی کثرت ہوگی، اس کی عادت سے کبھی محتاج نہ ہوں گے۔

(۵) خیر و برکت پائیں گے۔

(۶) آفتیں بلائیں دور ہوں گی۔

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الرابع، كتاب الفقر والزهد، بيان آداب الفقير في قبول العطاء إذا جاءه بغير سؤال، ص۲۷۶)

Marfat.com

(۷) ان کے شہر آباد ہوں گے۔

(۸) شکستہ حالی دور ہوگی۔

(۹) خوف اندیشہ زائل اور اطمینان خاطرہ حاصل ہوگا۔

(۱۰) مدد الٰہی شامل ہوگی۔

(۱۱) رحمتِ الٰہی شامل ہوگی۔

(۱۲) ملائکہ اُن پر درود بھیجیں گے۔

(۱۳) رضائے الٰہی کے کام کریں گے۔

(۱۴) غضب الٰہی ان پر زائل ہوگا۔

(۱۵) ان کے گناہ بخشے جائیں گے، مغفرت ان کے لئے واجب ہوگی، اُن کے گناہوں کی آگ بجھ جائے گی۔

(۱۶) خدمتِ اہل دین میں خدمت سے بڑھ کر ثواب پائیں گے۔

(۱۷) غلام آزاد کرنے سے زیادہ اجر لیں گے۔

(۱۸) ان کے ٹیڑھے کام درست ہوں گے۔

(۱۹) آپس میں محبتیں بڑھیں گی جو ہر خیر و خوبی کو متبع ہیں۔

(۲۰) تھوڑے صرف میں بہت کا پیٹ بھرے گا کہ تنہا کھاتے تو دونا اُٹھتا۔

(۲۱) اللہ ﷻ کے حضور درجے بلند ہوں گے۔

(۲۲) مولیٰ تبارک وتعالیٰ ملائکہ سے ان کے ساتھ مباہات فرمائیگا۔

(۲۳) روزِ قیامت دوزخ سے امان میں رہیں گے۔

(۲۴) آخرت میں احسانِ الٰہی سے بہرہ مند ہوں گے کہ نہایت مقاصد و غایت

Marfat.com

مرادات ہے۔

(۲۵) خدا نے چاہا تو اس مبارک گروہ میں ہوں گے جو حضور پُر نور سید عالم سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعل اقدس کے تصدق میں سب سے پہلے داخل جنت ہوگا"۔ (ملخصاً)[1]

[1] (فضائل صدقہ وخیرات، مصنفہ امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن)

Marfat.com

راہِ خدا عزوجل میں مال خرچ کرنا

اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں خرچ کرنے کا حکم یوں فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ الآية (البقرة: ۲/۲۵۴)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کی راہ میں ہمارے دیئے میں سے خرچ کرو وہ دن آنے سے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہے نہ کافروں کے لئے دوستی اور نہ شفاعت۔ (کنزالایمان)

راہِ خدا عزوجل میں کیسے اور کیا خرچ کریں؟، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ؕ الآية (البقرة: ۲/۲۱۵)

ترجمہ: تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لئے ہے۔ (کنزلایمان)

''شانِ نزول: یہ آیت عمرو بن جموح کے جواب میں نازل ہوئی جو بوڑھے شخص تھے اور بڑے مالدار تھے انہوں نے حضور سید عالم ﷺ سے سوال کیا تھا کہ کیا خرچ کریں اور کس پر خرچ کریں اس آیت میں انہیں بتادیا گیا کہ جس قسم کا اور جس

Marfat.com

قدر مال قلیل یا کثیر خرچ کرو اس میں ثواب ہے اور مصارف اس کے یہ ہیں، مسئلہ: آیت میں صدقہ نافلہ کا بیان ہے ماں باپ کو زکوٰۃ اور صدقات واجبہ دینا جائز نہیں (جمل وغیرہ)''۔[1]

اور راہِ خدا عزوجل میں اخلاص کے ساتھ خرچ کرنے والے کے لئے بشارت ہے کہ اس کا مال ضائع نہیں ہوتا، اور اس ضمانت کو یوں بیان فرمایا کہ خرچ کئے ہوئے مال کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتِ ستودہ صفات کی جانب قرضِ حسن سے موسوم فرمایا:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً ؕ وَ اللّٰهُ یَقْبِضُ وَ یَبْصُۜطُ ۪ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۝

(البقرۃ: ۲/۲۴۵)

ترجمہ: ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسن دے تو اللہ اس کے لئے بہت گنا بڑھا دے اور اللہ تنگی اور کشائش کرتا ہے۔ اور تمہیں اسی کی طرف پھر جانا (کنزالایمان)

''یعنی راہِ خدا میں اخلاص کے ساتھ خرچ کرے راہِ خدا میں خرچ کرنے کو قرض سے تعبیر فرمایا یہ کمال لطف وکرم ہے بندہ اسکا بنایا ہوا اور بندے کا مال اس کا عطا فرمایا ہوا حقیقی مالک وہ اور بندہ اس کی عطا سے مجازی مِلک رکھتا ہے مگر قرض سے تعبیر فرمانے میں یہ دل نشین کرنا منظور ہے کہ جس طرح قرض دینے والا اطمینان رکھتا ہے کہ اس کا مال ضائع نہیں ہوا وہ اس کی واپسی کا مستحق ہے ایسا ہی راہِ خدا میں خرچ کرنے والے کو اطمینان چاہئے کہ وہ اس اِنفاق کی جزا بالیقین پائے گا اور بہت زیادہ پائے گا''۔[2]

---

[1] (خزائن العرفان)
[2] (خزائن العرفان)

Marfat.com

ایک اور مقام پر فرمایا:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ﴿۱۱﴾ (الحدید:۵۷/۱۱)

ترجمہ: کون ہے جو اللہ کو قرض دے اچھا قرض تو وہ اس کے لئے دونے کرے اور اس کو عزت کا ثواب ہے۔ (کنزالایمان)

''یعنی خوشدلی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے اس اِنفاق کو اس مناسبت سے قرض فرمایا گیا کہ اس پر جنت کا وعدہ فرمایا گیا ہے''۔[1]

اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں مسلمانوں سے اپنا محبوب ترین مال خرچ کرنے کے متعلق ارشاد فرمایا، چنانچہ فرمان ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۹۲﴾ (ال عمران:۳/۹۲)

ترجمہ: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے۔ (کنزالایمان)

''بر سے تقویٰ و طاعت مراد ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہاں خرچ کرنا عام ہے تمام صدقات کا یعنی واجب ہوں یا نافلہ سب اس میں داخل ہیں حسن کا قول ہے کہ جو مال مسلمانوں کو محبوب ہو اور اُسے رضائے الٰہی کے لئے خرچ کرے وہ اس آیت میں داخل ہے خواہ ایک کھجور ہی ہو (خازن) عمر بن عبدالعزیز شکر کی بوریاں خرید کر صدقہ کرتے تھے اُن سے کہا گیا اس کی قیمت ہی کیوں نہیں

---

[1] (خزائن العرفان)

Marfat.com

صدقہ کردیتے فرمایا شکر مجھے محبوب و مرغوب ہے یہ چاہتا ہوں کہ راہِ خدا میں پیاری چیز خرچ کروں (مدارک)"۔[1]

اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۚ

(ال عمران: ۳/۱۳۴)

ترجمہ: وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگذر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کو محبوب ہیں۔ (کنزالایمان)

"یعنی ہر حال میں خرچ کرتے ہیں بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سیدِ عالم ﷺ نے فرمایا خرچ کرو تم پر خرچ کیا جائیگا یعنی خدا کی راہ میں دو تمہیں اللہ کی رحمت سے ملیگا"۔[2]

ایک نوجوان حضرت داؤد علیہ السلام کی صحبت میں تھا کہ مَلَکُ الموت علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام کو خبر دی کہ یہ شخص تین روز بعد مرجائے گا تو اس بات نے حضرت داؤد علیہ السلام کو غمگین کیا، پھر آپ علیہ السلام نے اس شخص کو تین روز بعد صحیح سلامت پایا، اس کے بعد ایک ماہ تک ٹھیک ٹھاک رہا، حضرت داؤد علیہ السلام کو اس بات سے بہت تعجب ہوا، پھر آپ کے پاس مَلَکُ الموت علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی میں اُس شخص کے پاس

---

[1] (خزائن العرفان)
[2] (خزائن العرفان)

Marfat.com

روح قبض کرنے گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر تجلّی فرمائی اور فرمایا، یہ شخص اپنی عمر پوری کرنے سے ایک روز قبل باہر نکلا اور ایک مسکین کو پایا اس نے اس مسکین کو بیس درہم دیئے تو اُس مسکین نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تیری عمر میں برکت فرمائے پس اُس کی دعا قبول کرلی گئی اور میں نے اُسے ہر درہم کے بدلے ایک ایک سال عطا فرمادیا۔[1]

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْداً بِعَفْوٍ إِلَّا عِزّاً، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ".[2]

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا، اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے کی وجہ سے بندے کی عزّت ہی بڑھاتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر انکساری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے بلندی عطا فرماتا ہے۔

"زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ ہر سال بڑھتی ہی رہتی ہے تجربہ ہے جو کسان

---

[1] (نزهة المجالس، باب في فضل الصدقة، ص۷)

[2] (صحيح مسلم، كتاب (۴۵) البر والصلة والآداب، باب (۱۹) استحباب العفو والتواضع، ص۱۰۰۲، الحديث: ۶۹_(۲۵۸۸)
(سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (۲۸) البر والصلة، باب (۸۲) ما جاء في التواضع، ص۱۲۵_۱۲۶، الحديث: ۲۰۲۹)
(سنن الدارمي، كتاب (۳) الزكاة، باب (۳۵) في فضل الصدقة، ص۴۹۲، الحديث: ۱۶۷۶)
(الموطا للإمام مالك، كتاب (۵۸) الصدقة، باب (۲) ما جاء في التعفف عن المسألة، ص۵۸۸، الحديث: (۱۸۸۵)_۱۲)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (۶) فضل الصدقة، الفصل الأول، ص۳۵۹، الحديث: ۱۸۸۹)

Marfat.com

کھیت میں بیج پھینک آتا ہے وہ بظاہر بوریاں خالی کرلیتا ہے لیکن حقیقت میں مع اضافہ کے بھر لیتا ہے، گھر کی بوریاں چوہے، سُسری وغیرہ کی آفات سے ہلاک ہوجاتی ہیں یا یہ مطلب ہے کہ جس مال میں سے صدقہ نکلتا رہے اس میں سے خرچ کرتے رہو، ان شاء اللہ بڑھتا ہی رہے گا، کنوئیں کا پانی بھرے جاؤ، تو بڑھے ہی جائے گا"۔[1]

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، عزت بڑھانے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اس کا مقام بلند کردے گا۔[2]

اور علامہ زرقانی نے فرمایا، عزت بڑھانے سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں جو کوئی اسے جانتا ہوگا خندہ پیشانی سے ملے گا اور ملنے والوں کے دلوں میں اس کی عزت بھی ہوگی نیز آخرت میں عزت افزائی سے مراد زیادتی ثواب ہے۔

اور حدیث شریف میں فرمایا کہ جو بندہ اللہ کی رضا کی خاطر انکساری اختیار کرتا ہے یعنی غلام کی طرح اس کی بندگی کرتا ہے، اس کے احکام کی بجا آوری کو معمول بنالیتا ہے اور ممنوعات سے اجتناب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ لوگوں میں اس کی تعظیم وتوقیر بڑھاتا ہے۔ (حدیث شریف میں) لفظِ عَبْد (یعنی بندہ) فرمانے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آگے اس کی شان غلام ہی کی سی ہے۔ تو جو اللہ کی رضا کی خاطر انکساری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت ہی بڑھاتا ہے یعنی دنیا میں اس طرح عزت افزائی ہوتی ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اس کے لئے محبت پیدا فرمادی

---

[1] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۳، ص ۹۳)
[2] (تنویر الحوالک شرح علی الموطا للإمام مالک، تحت الحدیث المذکور، ص ۲۲۷)

Marfat.com

جاتی ہے اور دنیا میں تواضع کے باعث آخرت میں بھی اس کے لئے بلندیٔ مرتبت کا مژدہ ہے۔ علامہ قرطبی نے فرمایا کہ تواضع اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ کی رضا کی خاطر یا حاکم عادل یا عالم صالح کے لئے ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں بلندیٔ درجات عطا فرمائے گا اور اگر دیگر لوگوں کے ساتھ انکساری سے پیش آئے گا اور اگر اس صورت میں اللہ کی رضا مقصود ہوگی تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اس کی قدر بڑھائے گا اور ان کی زبانوں کو اس کی تعریف سے سرشار کردے گا اور آخرت میں بھی اس کو فراز حاصل ہوگا۔ اور جو فقط دنیا دکھاوے اور ریاکاری کی غرض سے تواضع اختیار کرے گا تو دنیا و آخرت میں اس کے لئے کوئی اعزاز نہیں۔[1] (ملخصا)

''انکساری جو خودداری کے ساتھ ہو وہ بڑی بہتر ہے اس کا انجام بلندیٔ درجات ہے مگر بے عزتی کی انکساری، انکساری نہیں بلکہ احساس پستی ہے، جہاد میں کفر کے مقابل فخر کرنا عبادت ہے، مسلمان بھائی کے سامنے جھکنا ثواب: ﴿اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾[2] (الفتح:۴۸/۲۹) ترجمہ: کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل (کنز الایمان)۔

''جو بدلہ پر قادر ہو، پھر مجرم کو معافی دیدے تو اس سے مجرم کے دل میں اس کی اطاعت اور محبت پیدا ہو جاتی ہے اور اگر بدلہ لیا جائے تو اُسکے دل میں بھی انتقام کی آگ بھڑک جاتی ہے فتح مکہ کے دن کی عام معافی سے سارے کفار مسلمان ہو کر حضور انور ﷺ کے مطیع فرمان ہو گئے معافی سے دلوں پر قبضے ہو جاتے ہیں مگر معافی اپنے

---

[1] (شرح الزرقاني على الموطا، المجلد الرابع، تحت الحديث المذكور، ص ۵۰۰)
[2] (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳، ص ۹۳)

Marfat.com

حقوق میں چاہئے نہ کہ شرعی حقوق میں، قومی، ملکی دینی مجرموں کو کبھی معاف نہ کرو، اپنے مجرم کو معاف کردو"۔[1]

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ازار مبارک بیچنے نکلے تاکہ اس کی قیمت سے کچھ کھانا لیا جاسکے تو اسے چھ درہم میں بیچا رستہ میں آپ سے ایک سائل نے مانگا تو آپ نے اسے وہ چھ درہم دے دیئے۔ آپ کے پاس جبریل علیہ السلام اعرابی کی صورت میں آئے ان کے پاس ایک اونٹنی بھی تھی کہا، اے ابوالحسن کیا یہ اُونٹنی خریدو گے؟ آپ نے کہا، میرے پاس قیمت نہیں تو جبریل علیہ السلام نے کہا، اُدھار لے لیجئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے سو درہم میں خرید لیا۔ پھر رستہ میں میکائیل علیہ السلام (انسانی صورت میں) ملے اور کہا، یہ اُونٹنی بیچو گے، کہا ہاں میں نے سو میں لی ہے، میکائیل علیہ السلام نے کہا، میں آپ کو ساٹھ درہم نفع دوں گا! اور وہ اونٹنی خرید لی پھر دوبارہ جبریل آملے اور پوچھا، اُونٹنی بیچ دی؟ فرمایا، ہاں تو کہا پھر میرے سو درہم دے دیجئے تو آپ نے انہیں سو درہم ادا کر دیئے۔ پھر آپ ساٹھ درہم لئے گھر لوٹے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا، آپ کے پاس یہ کہاں سے آئے؟ فرمایا، میں نے اللہ تعالیٰ سے تجارت کی اس کی راہ میں چھ درہم خرچ کئے تو اس نے ساٹھ درہموں کی سبیل پیدا فرمادی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ماجرا بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، بیچنے والے جبریل تھے، خریدنے والے میکائیل اور اُونٹنی وہی اُونٹنی تھی جس پر فاطمہ بروزِ قیامت سوار ہوں گی۔[2]

---

[1] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۳، ص ۹۳)

[2] (نزهة المجالس، المجلد الثاني، باب في فضل الصدقة، ص ۱۳)

Marfat.com

حدیث شریف میں ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَرْفَعُهُ قَالَ: "مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ، وَمَا مَدَّ عَبْدٌ يَدَهُ بِصَدَقَةٍ إِلَّا أُلْقِيَتْ فِيْ يَدِ اللّٰهِ قَبْلَ أَنْ تَقَعَ فِيْ يَدِ السَّائِلِ، وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ لَّهُ عَنْهَا غِنًى إِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ لَهُ بَابَ فَقْرٍ"۔[1]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا اور سائل کے ہاتھ میں مالِ صدقہ پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے دستِ کرم تک پہنچ جاتا ہے اور جو شخص خود پر مانگنے کی عادت ڈال دے تو اس پر اللہ تعالیٰ فقیری کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

ایک شخص نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے کچھ مانگا تو آپ نے فرمایا اے بندے! تمہارے مانگنے کا مجھ پر بڑا حق ہے اور میرے لئے اس بات کا فیصلہ مشکل ہے کہ میں تمہیں کیا دوں؟ تم جس چیز کے قابل ہو میں اس کے دینے سے عاجز ہوں اللہ تعالیٰ کے ہاں تو زیادہ عطا بھی تھوڑی ہے، میں تمہارا مکمل طور پر تو شکریہ ادا نہیں کر سکتا (ہاں مگر) جو موجود ہے اگر وہی لے لو اور مجھ پر زیادہ بوجھ نہ ڈالو کہ میں تمہارے ادائیگی حق سے قاصر رہوں۔ اس نے عرض کی، اے رسول ﷺ کے نواسے! میں آپ کے اس عطیہ کو بھی قبول کرتا ہوں اور شکریہ کو بھی۔ اور نہ دینے پر آپ کا عذر بھی سر آنکھوں پر۔ آپ نے اپنے وکیل کو بلا کر حکم دیا کہ وہ حساب کتاب کرے، پھر فرمایا تین لاکھ درہم سے جو زیادہ ہو لے آؤ، اس نے پچاس ہزار درہم لا کر آپ کی خدمت میں پیش کیے تو

[1] (مجمع الزوائد، باب فضل الصدقة، ۳/۱۱۰)

Marfat.com

آپ نے فرمایا پانچ سو دینار اور بھی تھے وہ کہاں ہیں؟ اس نے عرض کیا وہ میرے پاس ہیں آپ نے فرمایا وہ بھی لاؤ لہٰذا وہ لے آیا تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے وہ تمام درہم و دینار اس سائل کو دے دیئے اور فرمایا کسی مزدور کو لے آؤ تو وہ دو مزدور لے آیا تو آپ نے اپنی چادر مزدوروں کی اجرت کے لئے دے دی، آپ کے غلاموں نے عرض کی، اللہ کی قسم! ہمارے پاس تو ایک درہم بھی باقی نہیں بچا تو آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے لئے بڑے اجر کی امید ہے۔[1]

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "يَقُوْلُ الْعَبْدُ مَالِيْ مَالِيْ، وَإِنَّمَا لَهُ مِنْ مَّالِهِ ثَلَاثٌ: مَا أَكَلَ فَأَفْنٰى، أَوْ لَبِسَ فَأَبْلٰى، أَوْ أَعْطٰى فَاقْتَنٰى مَا سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ".[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، بندہ کہتا ہے، میرا مال میرا مال حالانکہ اُس کے مال صرف تین ہیں، جو کھا کر ختم کر دے، یا پہن کر گلا دے، یا دے کر جمع کر دے جو اُن کے علاوہ ہے وہ تو جانے والا ہے، اور وہ اُسے لوگوں کے لئے چھوڑتا ہے۔

''یعنی فخر و تکبر کے انداز میں کہتا رہتا ہے کہ یہ میرا مکان ہے، یہ میری جائیداد ہے یہ میرا کنواں ہے یہ میرا فلاں مال ہے یہ برا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ یقین

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، حكايات الأسخياء، ص ۳۳۲)

[2] (صحيح مسلم، كتاب (۵۳) الزهد والرقاق، ص ۱۱۳۳، الحديث: ۴_(۲۹۵۹))
(سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (۳۷) الزهد، باب (۳۱)، ص ۳۰۳، الحديث: ۲۳۴۲)
(مشكاة المصابيح، المجلد الثاني، كتاب الرقاق، الفصل الأول، ۵۱۶۲)

Marfat.com

رکھے کہ میں اور میرا مال سب اللہ تعالیٰ کی مِلک ہے میرے پاس چند روزہ ہے عارضی ہے خیال رہے کہ جسے انسان اپنا مال کہے اس کا مال یعنی انجام نر اوبال ہے اور جو مال ذریعہ عبادت ہے وہ ذریعہ آمال ہے جس سے بہت امیدیں وابستہ ہیں"۔

حدیث شریف میں "اُس کے مال صرف تین ہیں" سے مراد: "یعنی جو مال انسان کے کام آویں (آئیں) وہ صرف تین ہیں ان کے علاوہ سب دوسروں کے کام آتے ہیں خیال رہے کہ أَنَّ مَالَهُ میں ما موصولہ ہے اور لَهُ اس کا صلہ اور من ماله میں مِنْ بعضیت کا ہے یعنی اس کے مال میں سے وہ جو اسے مفید ہو، صرف تین ہیں"۔[1]

بصرہ کے قراء حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے ان دنوں آپ بصرہ کے حاکم تھے انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے پڑوس میں ایک شخص رہتا ہے جو روزہ دار اور رات کو نماز پڑھنے والا ہے اور ہم میں سے ہر ایک اس کی مثل ہونا چاہتا ہے اس نے اپنی بیٹی کا رشتہ اپنے بھتیجے کو دیا ہے اور وہ ایک فقیر آدمی ہے اس کے پاس بیٹی کو جہیز دینے کے لئے کچھ نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں گھر کے اندر لے گئے ایک صندوق کھولا اور اس سے چھ تھالیاں نکالیں اور فرمایا ان کو اٹھالو، انہوں نے وہ تھالیاں اٹھائیں تو آپ نے فرمایا ہم نے انصاف نہیں کیا ہم نے اسے جو کچھ دیا ہے وہ اسے رات کے قیام اور روزے سے دور کرے گا ہمارے ساتھ چلو ہم اس لڑکی کے جہیز کے سلسلے میں اس شخص کے مددگار بنیں دنیا کی اتنی حیثیت نہیں کہ وہ کسی مومن کو عبادت خداوندی سے روک دے اور ہم میں بھی اتنا تکبر

---

[1] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۷، ص ۱۰)

Marfat.com

نہیں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی مدد نہ کریں چنانچہ آپ نے ان سب کے ساتھ مل کر جہیز تیار کر کے دیا۔[1]

حدیث شریف میں ہے:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَّالِهِ"؟، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ. قَالَ: "فَإِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ، وَمَالَ وَارِثِهِ مَا أَخَّرَ".[2]

حضرت عبد اللہ بن مسعود ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہے؟، صحابہ ﷺ نے عرض کی، یارسول اللہ ہم میں سے ہر ایک کو اپنے وارث کی بنسبت اپنا مال زیادہ عزیز ہے!، تو آپ ﷺ نے فرمایا، تو اُس کا مال وہ ہے جو آگے بھیج دے، اور اُس کے وارث کا مال وہ ہے جو چھوڑ جائے۔

''یعنی کون چاہتا ہے کہ میرے پاس مال نہ ہو میرے عزیزوں کے پاس مال ہو وہ سب امیر ہوں میں فقیر کنگال ہوں اس فرمان کا یہ مقصد ہے (اشعہ) لہٰذا اس فرمان عالی پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض لوگوں کو دوسروں کا مال بڑا پسند ہوتا ہے یا یہ مقصد ہے کہ ایسا کون ہے جو دوسروں کا مال ان کے لئے سنبھال کر رکھے اپنا مال برباد کردے یا برباد ہونے دے''

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الرابع، كتاب ذم البخل وذم حب المال، حكايات الأسخياء، ص۳۳۳)

[2] (صحيح البخاري، المجلد الرابع، كتاب (۸۱) الرقاق، باب (۱۲) ما قدّم من ماله فهو له، ص۱۹۵، الحديث: ۶۴۴۲)
(مشكاة المصابيح، المجلد الثاني، كتاب الرقاق، الفصل الأول، ص۲۴۴، الحديث:۵۱۶۸)

Marfat.com

''خلاصہ یہ ہے کہ مال دوسروں کا ہے اعمال اپنے ہیں جو مال خیرات کر دیا جائے وہ اعمال بن گیا اور جو جمع کر کے چھوڑ گیا وہ نرا مال رہا۔ اور جس مال کی زکوٰۃ نہ دی وہ اپنے لئے وبال، وارثوں کے لئے مال ہوا، خیال رہے کہ مال سے صدقات و خیرات کرتے رہنا پھر اللہ و رسول کی رضا کے لئے وارثوں کو غنی کرنے کے لئے مال چھوڑنا یہ بھی عبادت ہے۔''[1]

حضرت ابوالحسن مدائنی فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم حج کے لئے تشریف لے گئے راستے میں اپنے سامان سے بچھڑ گئے تو بھوک اور پیاس محسوس ہوئی اس دوران ایک بوڑھی عورت کے پاس سے گزرے جو اپنے خیمہ میں تھی فرمایا کیا پینے کے لئے کچھ ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں، وہ سواریوں سے اترے تو اس کے پاس خیمہ کے کنارے میں صرف ایک چھوٹی سی بکری تھی۔ اس خاتون نے کہا اس کو دوھ کر اس کا دودھ نوش فرمائیں۔ چنانچہ ان تینوں حضرات نے اسی طرح کیا پھر اس عورت سے فرمایا کچھ کھانے کو ہے؟ اس نے کہا اس بکری کے سوا کچھ نہیں آپ میں سے کوئی ایک اسے ذبح کر دے تاکہ میں آپ کے کھانے کے لئے اسے تیار کروں تینوں حضرات میں سے ایک کھڑے ہوئے اور اسے ذبح کر کے اس کی کھال اتاری پھر اس نے ان کے لئے کھانا تیار کیا تینوں حضرات نے کھایا اور دھوپ کی شدت کم ہونے تک ٹھہرے رہے جب جانے لگے تو فرمایا ہم قریش کے لوگ ہیں حج کے لئے جا رہے ہیں اگر صحیح سلامت واپس آ گئے تو ہمارے پاس آنا ہم تم سے اچھا سلوک کریں گے۔ پھر چلے گئے اس عورت کا خاوند آیا تو

[1] (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۷، ص ۱۱۔ ۱۲)

Marfat.com

اس نے ان حضرات اور بکری کا معاملہ ذکر کیا اس شخص کو غصہ آیا اس نے کہا تیرے لئے ہلاکت ہو تو نے ان لوگوں کے لئے بکری ذبح کر ڈالی جن کے بارے میں تجھے کوئی علم نہیں کہ کون ہیں پھر تو کہتی ہے کہ وہ قریش کے کچھ لوگ تھے۔

راوی کہتے ہیں پھر کچھ مدت کے بعد ان دونوں میاں بیوی کو مدینہ طیبہ جانے کی ضرورت پڑی وہ وہاں پہنچے اور اونٹوں کی مینگنیاں بیچ کر گزارہ کرنے لگے۔ وہ خاتون مدینہ طیبہ کی ایک گلی سے گزر رہی تھی تو دیکھا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے گھر کے دروازے میں بیٹھے ہوئے ہیں آپ نے اس عورت کو پہچان لیا لیکن وہ آپ کو پہچان نہ سکی آپ نے غلام کو بھیج کر خاتون کو بلایا اور فرمایا اے اللہ کی بندی! مجھے پہچانتی ہو؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا میں فلاں فلاں دن تمہارے پاس مہمان تھا بوڑھی عورت نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ وہی ہیں؟ فرمایا ہاں، پھر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تو صدقہ کی بکریوں میں سے ایک ہزار بکریاں خرید کر اور ان کے ہاتھ ایک ہزار دینار اسے دیئے اور اپنے غلام کے ہمراہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا انہوں نے پوچھا میرے بھائی نے تمہیں کیا دیا؟ اس نے عرض کیا ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار دینار۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قدر مال دینے کا حکم دیا پھر اسے اپنے غلام کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اسے دو ہزار بکریاں اور دو ہزار دینار دیئے اور فرمایا اگر تم پہلے میرے پاس آتیں تو میں تمہیں اتنا دیتا کہ ان دونوں کے لئے مشکل ہو جاتا۔ وہ خاتون چار ہزار بکریاں اور

Marfat.com

چار ہزار دینار لے کر اپنے خاوند کی طرف واپس آئیں۔[1]

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ، عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ، قَدِ اضْطَرَّتْ أَيْدِيْهِمَا إِلٰى ثُدَيِّهِمَا وَتَرَاقِيْهِمَا، فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتّٰى تَغْشٰى أَنَامِلَهُ، وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ، وَجَعَلَ الْبَخِيْلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ، وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا".[2]

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کنجوس اور سخی کی مثال ان دو شخصوں جیسی ہے جن پر لوہے کی دو زرہ ہوں جنہوں نے ان کے ہاتھ ان کے سینوں اور گلے سے باندھ دیئے ہوں سخی جب خیرات کرنے لگے تو زرہ پھیل جائے اور کنجوس جب خیرات کا ارادہ بھی کرے تو زرہ اور تنگ ہو جائے اور ہر کڑی اپنی جگہ چمٹ جائے۔

"یہ تشبیہ مرکب ہے جس میں دو شخصوں کی پوری حالتوں کو دوسرے دو

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الرابع، كتاب ذم البخل وذم حب المال، حكايات الأسخياء، ص ۳۳۳)

[2] (صحيح البخاري، كتاب (۳۵۴) الزكاة، باب (۳۰) مثل المتصدق والبخيل، ص ۳۵۳_۳۵۴، الحديث: ۱۴۴۳)
(صحيح مسلم، كتاب (۱۲) الزكاة، باب (۲۳) مثل المنفق والبخيل، ص ۳۶۶، الحديث: ۷۵_(۱۰۲۱))
(مشكاة المصابيح، المجلد الثاني، كتاب الزكاة، باب (۵) الإنفاق وكراهية الإمساك، ص ۳۵۴، الحديث: ۱۸۶۴)

Marfat.com

شخصوں کے پورے حال سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی کنجوس اور سخی کی حالتیں ان دو شخصوں کی سی ہیں جن کے جسم پر لوہے کی زرہیں ہیں، انسان کی خلقی اور پیدائشی محبتِ مال اور خرچ کرنے کو دل نہ چاہنے کو زرہوں سے تشبیہ دی گئی کہ جیسے زرہ جسم کو گھیرے اور چمٹی ہوتی ہے ایسی محبتِ مال انسان کے دل کو چمٹی ہوتی ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ "۔ [الحشر: ۹/۵۹] ترجمہ: اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں (کنزالایمان)۔

"تراقی، ترقوت کی جمع ہے، ترقوت وہ ہڈی ہے جو سینہ سے اوپر اور گردن کے نیچے ہے، چونکہ یہ ہڈیاں گردن کے دو طرفہ ہوتی ہیں اس لئے دو آدمیوں کی چار ہڈیاں ہوں گی، اس لحاظ سے تراقی جمع ارشاد ہوا، اضطُرّتْ مجہول فرما کر اشارۃً یہ بتایا کہ انسان کا یہ بخل قدرتی ہے اختیاری نہیں"۔

حدیث شریف میں فرمایا، زرہ مزید تنگ ہو جاتی ہے اور ہر کڑی اپنی جگہ چمٹ جاتی ہے، "سبحان اللہ کیا نفیس تشبیہ ہے یعنی بخیل بھی کبھی خیرات کرنے کا ارادہ کرتا ہے مگر اُس کے دل کی ہچکچاہٹ اس کے ارادہ پر غالب آجاتی ہے اور وہ خیرات نہیں کرتا، اور سخی کو بھی خیرات کرتے وقت ہچکچاہٹ ہوتی ہے مگر اس کا ارادہ اس پر غالب آجاتا ہے، اسی غلبہ پر سخی ثواب پاتا ہے، پھر سخاوت کرتے کرتے نفس امارہ اتنا دب جاتا ہے کہ اس کو کبھی خیرات پر ہچکچاہٹ پیدا ہی نہیں ہوتی، یہ بہت بلند مقام ہے جہاں پہنچ کر انسان کھلے دل سے صدقہ کرنے لگتا ہے، ہر عبادت کا یہی حال ہے کہ پہلے نفس امارہ روکا کرتا ہے مگر جب اس کی نہ مانی جائے تو روکنا چھوڑ دیتا ہے، نفس کی

Marfat.com

مثال شیر خوار بچے کی سی ہے جو دودھ چھوڑتے وقت ماں کو بہت پریشان کرتا ہے، مگر جب ماں اس کی ضد کی پرواہ نہیں کرتی تو وہ پھر دودھ نہیں مانگتا"۔[1]

حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز مسجد سے اکیلے گھر جانے کے لئے نکلے تو قبیلہ ثقیف سے ایک لڑکا آپ کے پیچھے ہو گیا اور آپ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا حضرت عبداللہ نے فرمایا اے لڑکے تمہیں کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو فلاح و درستگی عطا فرمائے مجھے کوئی کام نہیں میں نے آپ کو اکیلے چلتا دیکھا تو میں نے سوچا آپ کی حفاظت کروں اور میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ آپ کو کوئی مکروہ بات پہنچے۔

حضرت عبداللہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے ساتھ گھر لے گئے پھر ایک ہزار دینار منگوا کر اس لڑکے کو دیئے اور فرمایا یہ خرچ کرو تمہارے گھر والوں نے تمہاری بہت اچھی تربیت کی ہے۔[2]

قریش میں سے ایک شخص سفر سے واپس آیا تو راستے میں ایک دیہاتی کو دیکھا جو مفلس اور بیمار تھا اس نے کہا ہمارے ان حالات کے پیش نظر ہماری مدد کرو اس آدمی نے اپنے غلام سے کہا جو کچھ ہمارے پاس خرچ سے بچا ہو وہ اس شخص کو دے دو تو غلام نے اس آدمی کی گود میں چار ہزار درہم انڈیل دیئے۔ وہ اُٹھنے لگا تو کمزوری کی وجہ سے اٹھ نہ سکا اور رو پڑا۔ اس شخص نے پوچھا تم کیوں روتے ہو؟ شاید ہمارے عطیہ کو تم نے کم سمجھا ہے اس نے کہا یہ بات نہیں بلکہ یہ بات یاد کر کے رو رہا ہوں کہ

---

[1] (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳، ص ۷۱، ۷۲)

[2] (إحياء علوم الدين، المجلد الرابع، كتاب ذم البخل وذم حب المال، حكايات الأسخياء، ص ۳۳۳)

Marfat.com

شاید زمین تیرے کرم کو بھی کھا جائے گی۔[1]

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "قَالَ رَجُلٌ: لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ سَارِقٍ فَأَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى سَارِقٍ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ زَانِيَةٍ فَأَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى زَانِيَةٍ. قَالَ: اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ، لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ غَنِيٍّ فَأَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک شخص نے کہا میں خیرات کروں گا، وہ اپنا صدقہ لیکر نکلا تو کسی چور کے ہاتھ میں دے دیا، لوگ صبح کو چرچا کرنے لگے کہ آج رات چور کو خیرات دی گئی وہ بولا الٰہی تیرا شکر ہے چور پر صدقہ۔ اب پھر صدقہ کروں گا اپنا صدقہ لے کر نکلا تو ایک زانیہ کے ہاتھ میں دے دیا، لوگ صبح کو چرچا کرنے لگے کہ آج رات زانیہ کو صدقہ دیا گیا وہ بولا الٰہی زانیہ کو خیرات کرنے میں تیرا شکر ہے، پھر وہ اپنا صدقہ لے کر چلا تو کسی مالدار کے ہاتھ میں دے دیا، لوگ چرچا کرنے لگے کہ آج

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الرابع، كتاب ذم البخل وذم حب المال، حكايات الأسخياء، ص ۳۳۴)

Marfat.com

اللَّيْلَةَ عَلى غَنِيٍّ. قَالَ: اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلى سَارِقٍ وَزَانِيَةٍ وَغَنِيٍّ فَأُتِيَ فَقِيْلَ لَهُ: أَمَّا صَدَقَتُكَ عَلى سَارِقٍ: فَلَعَلَّهُ أَنْ يَّسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهِ، وَأَمَّا الزَّانِيَةُ: فَلَعَلَّهَا أَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا، وَأَمَّا الْغَنِيُّ: فَلَعَلَّهُ أَنْ يَّعْتَبِرَ فَيُنْفِقُ مِمَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ"۔[1]

رات غنی کو صدقہ دیا گیا وہ بولا الٰہی چور، زانیہ اور غنی پر خیرات کرنے پر تیرا شکر ہے۔ اُسے جواب میں کہا گیا کہ تیری خیرات چور پر ہوئی تو شاید کہ وہ چوری سے باز رہے، اور زانیہ پر تیرا خیرات کرنا شاید اس بات کا موجب ہو کہ وہ زنا سے باز رہے اور جبکہ غنی پر خیرات، تو امید ہے کہ وہ اس سے عبرت حاصل کرے اور اللہ کے دیئے ہوئے سے کچھ خیرات کرے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ امام احمد نے اپنی مسند میں زیادتی فرمائی کہ وہ شخص بنی اسرائیل سے تھا (اور اس کا شکر ادا کرنا کہ) اے اللہ چور پر صدقہ کرنے پر تیرا شکر ہے یعنی جو میں نے اس پر صدقہ کر دیا اس پر بھی تجھی کو خوبیاں ہیں۔[2]

اور علامہ نور الدین سندھی نے فرمایا کہ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی

---

[1] (صحيح البخاري، المجلد الأول، كتاب (٢٤) الزكاة، باب (١٦) إذا تصدق على غنيّ وهو لا يعلم، ص٣٤٨، الحديث: ١٤٢١)
(صحيح مسلم، كتاب (١٢) الزكاة، باب (٢٣) المنفق والبخيل، ص٣٦٦، الحديث: ٧٨-(١٠٢٢))
(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (٢٣) الزكاة، باب (٤٧) إذا أعطاها غنياً إلخ، ص٥٩، الحديث: ٢٥٢٢)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٥) الإنفاق وكراهية الإمساك، الفصل الثالث، ص٣٥٦، الحديث: ١٨٧٦)

[2] (حاشية العلامة السيوطي على سنن النسائي، تحت الحديث المذكور)

Marfat.com

ہے کہ سابقہ شریعتوں میں جو حکم مشروع ہوں جب تک منسوخ نہ ہوئے، ہمارے لئے بھی مشروع ہی رہے کیونکہ وہ شخص بنی اسرائیل سے تھا جیسا کہ امام احمد نے اپنی مسند میں فرمایا اور اس شخص کا حمد بیان کرنا تعجب کے لئے بھی ہوسکتا ہے (یعنی اس نے متعجب ہوکر اللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کہا) جیسا کہ تعجب کے وقت سُبْحَانَ اللہ کہا جاتا ہے۔[1]

اور حکیم الأمت مفتی محمد احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں، ''یعنی تم سے پہلے ایک بنی اسرائیلی نے اپنے دل میں کہا یا اپنے دوستوں یا گھر والوں پر اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا یا رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ آج میں خیرات دوں گا، ظاہر یہ ہے کہ خیرات سے نفلی صدقہ مراد ہے ممکن ہے اُس نے کوئی نذر مانی ہو جس کے پورا کرنے کا ارادہ کیا''۔

اور ''رات کے اندھیرے میں اکیلے میں ایک شخص کو فقیر جان کر وہ خیرات دے دی، اُس نے لوگوں میں پھیلا دیا کہ مجھے ایک آدمی خیرات دے گیا، جیسا کہ آوارہ لوگوں کا طریقہ ہے کہ دھوکا دینے پر فخر کرتے ہیں اور دھوکا کھانے والے کا مذاق اُڑاتے ہیں، اس کا لوگوں میں چرچہ ہوگیا، مرقات نے فرمایا ممکن ہے کہ لوگوں کو یہ خبر الہامِ الٰہی سے معلوم ہوئی ہو، اور ہوسکتا ہے کہ کوئی فرشتہ شکل انسانی میں آکر لوگوں سے یہ کہہ گیا ہو، غرض کہ اس کا چرچہ ہوگیا''۔

اور چور پر صدقہ کرنے کے باوجود حمد کرنا، ''یہ کلمہ تعجب کا ہے یعنی وہ شخص صدقہ ضائع ہونے پر دل تنگ نہیں بلکہ خدا کا شکر ہی کیا، اور تعجب کے طور پر یہ کہا، اللہ کے مقبول بندے مصیبت پر بھی شکر ہی کرتے ہیں''۔

---

[1] (حاشية العلامة السندي على سنن النسائي، تحت الحديث المذكور)

Marfat.com

اور وہ کہنا کہ اب پھر صدقہ کروں گا، ''یعنی میرا وہ صدقہ تو بیکار گیا کیونکہ صحیح مَصرف پر نہ پہنچا جیسے کھاری زمین میں دانہ۔ اسکی جگہ اور صدقہ دوں گا، اس سے معلوم ہوا کہ اگر صدقہ صحیح جگہ نہ پہنچے، تو واپس نہ لے بلکہ اسکی بجائے اور صدقہ دے، چونکہ آج بھی صدقہ چھپانے کیلئے اندھیری رات ہی میں نکلا تھا، اس لئے ایک فاسقہ زانیہ عورت کو مسکین جان کر خیرات دے دی اور دھوکا کھا گیا''۔

مالدار کو'' فقیر سمجھ کر یا یہ مالدار کوئی کنجوس تھا جو پھٹے پرانے کپڑے پہنے تھا اور حریص بھی کہ جانتے ہوئے خیرات لے لی، جیسا کہ آج کل بھی کنجوسوں کو دیکھا جاتا ہے، لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ دینے والے نے دھوکا کیسے کھایا اور لینے والے نے غنی ہونے کے باوجود خیرات لے کیوں لی، موجودہ زمانہ کے حالات دیکھتے ہوئے ان اعتراضوں کی گنجائش ہی نہیں''۔

'' ظاہر یہ ہے کہ غنی نے خود کسی سے نہ کہا ہوگا کہ کنجوس حریص ان باتوں کا چرچا نہیں کرتے بلکہ چھپانے کی کوشش کرتے ہیں''۔

اور بندے کو جواب دیئے جانے کا'' خلاصہ یہ ہے کہ تیرے یہ تینوں صدقے کارآمد ہیں کوئی بیکار نہ گیا، چور اور زانیہ کے لئے تو گناہوں سے بچنے کا ذریعہ بنے گا اور غنی کے لئے سخاوت کی تبلیغ ہوگا، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر غلطی سے زکوٰۃ غیر مَصرف پر خرچ کر دی مثلاً کسی کو فقیر سمجھ کر زکوٰۃ دی، پھر پتہ لگا وہ غنی ہے، تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ اس کا اعادہ واجب نہیں، طرفین (یعنی امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد علیہما الرحمہ) کا یہی قول ہے، ان کی دلیل یہ حدیث بھی نہیں کیونکہ یہاں اسے چوتھی بار صدقہ دینے کا حکم نہیں دیا گیا مگر تمام ائمہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں صدقہ

Marfat.com

واپس نہ لے ہاں اس میں اختلاف ہے کہ خود لینے والے کو یہ مال حلال ہے یا نہیں قوی یہ ہے کہ اگر اس نے غلطی سے لے لیا ہے تو حلال ہے، دانستہ لیا ہے تو حرام، اسکی دلیل حضرت معن ابن یزید کی وہ حدیث ہے جو بخاری نے روایت کی کہ فرماتے ہیں میرے والد نے صدقہ کے کچھ دینار مسجد میں رکھے میں نے اُٹھا لئے، پھر یہ واقعہ بارگاہ نبوی میں پیش ہوا، تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے یزید تمہارے لئے تمہاری نیت اور اے معن جو تم نے لیا وہ تمہارا ہے (فتح القدیر و مرقات)''۔[1]

ہارون الرشید نے حضرت مالک بن انس ؒ کی خدمت میں پانچ سو دینار بھیجے حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے آپ کی خدمت میں ایک ہزار دینار بھیج دیئے۔ ہارون الرشید کو غصہ آیا اس نے حضرت لیث سے کہا میں نے پانچ سو دینار دیئے اور آپ نے ایک ہزار دینار دیئے حالانکہ آپ میری رعایا میں شامل ہیں انہوں نے فرمایا اے امیر المومنین! مجھے ہر روز ایک ہزار دینار کی آمدنی ہوتی ہے تو میں نے شرم محسوس کیا کہ ایک دن کی آمدنی سے کم دوں۔

منقول ہے کہ حضرت لیث بن سعد پر زکوٰۃ کبھی واجب نہیں ہوئی حالانکہ ان کی یومیہ آمدنی ایک ہزار دینار تھی (کیوں کہ وہ خرچ کر دیتے تھے اور نصاب پر سال گزرتا ہی نہ تھا)۔

منقول ہے کہ ایک عورت نے حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ شہد مانگا تو انہوں نے ایک مَشک شہد دینے کا حکم دیا کہا گیا کہ اس کا کام اس سے کم کے ساتھ بھی چل سکتا تھا آپ نے فرمایا اس نے اپنی ضرورت کے مطابق مانگا ہے اور ہم پر جس

---

[1] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۳، ص ۷۸ تا ۸۰)

Marfat.com

قدر نعمت خداوندی ہے ہم نے اس حساب سے دیا ہے۔

حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ روزانہ جب تک تین سو ساٹھ مسکینوں کو صدقہ نہ دے دیتے اس وقت تک کلام نہ کرتے۔[1]

اور حدیث قدسی ہے:

عَنِ الْحَسَنِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهِ ﷻ أَنَّهُ يَقُوْلُ: "يَا ابْنَ آدَمَ أَوْدِعْ مِنْ كَنْزِكَ عِنْدِيْ وَلَا حَرَقَ، وَلَا غَرَقَ، وَلَا سَرَقَ أُوَفِّيْكَهُ أَحْوَجَ مَا تَكُوْنُ إِلَيْهِ". هذا مرسل، وقد روينا عن ابن عمر عن النبي ﷺ أنه قال: "إِنَّ اللّٰهَ إِذَا اسْتَوْدَعَ شَيْئاً حَفِظَهُ"۔[2]

حضرت حسن ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے حدیث قدسی بیان فرمائی، رب تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابنِ آدم! اپنے خزانے مجھے امانۃً دیدے نہ جلے گا نہ ڈوبے گا اور نہ چوری ہوگا تیری تمام حاجتوں کا پورا کرنا میرے ذمہ کرم پر ہے، یہ حدیث مرسل ہے اور ہم نے اسے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے بیان کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی سے کوئی چیز ودیعت (امانتاً) لے تو اس کی حفاظت فرماتا ہے۔

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان فضيلة السخاء، حكايات الأسخياء، ص ۳۳۴)

[2] (الترغيب والترهيب، الملجلد الثاني، كتاب الصدقات، الترغيب في الصدقة والحث عليها إلخ، ص ۱۱، الحديث: ۳)

Marfat.com

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میری ایک بکری بیمار ہوگئی تو حضرت خیثمہ بن عبدالرحمٰن صبح وشام اس کی عیادت کے لئے آتے اور مجھ سے پوچھتے کیا وہ گھاس اچھی طرح کھاتی ہے اور بچے اس کے دودھ کے بغیر کس طرح گزارہ کرتے ہوں گے؟ میں ایک گدے پر بیٹھا کرتا تھا جب وہ جاتے تو فرماتے گدے کے نیچے جو کچھ ہے لے لو (یعنی وہ اس کے نیچے کچھ رقم رکھ دیتے تھے) حتی کہ بکری کی بیماری کے دوران مجھے تین سو دینار دے گئے۔ اور میں نے تمنا کی کہ کاش بکری تندرست نہ ہوتی۔[1]

حضرت ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (کی سواری) کی رکاب پکڑی تو آپ نے فرمایا اے ربیع اسے چار درہم دے دو اور میری طرف سے معذرت بھی کرو۔[2]

ایک شخص نے حضرت سعید بن عاص سے کچھ مانگا تو انہوں نے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا وہ شخص رو پڑا سعید بن عاص نے رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا میں اس بات پر رو رہا ہوں کہ زمین تیرے جیسے لوگوں کو بھی کھا لے گی اس نے اسے مزید ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا۔[3]

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان فضيلة السخاء، حكايات الأسخياء، ص ۳۳۴)

[2] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان فضيلة السخاء، حكايات الأسخياء، ص ۳۳۴)

[3] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان فضيلة السخاء، حكايات الأسخياء، ص ۳۳۴)

Marfat.com

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَكْثَرَ الْأَنْصَارَ بِالْمَدِيْنَةِ مَالاً مِّنْ نَخْلٍ، وَكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرَحَاءُ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ. قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ [ال عمران:۹۲/۳] نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ! رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو'' (کنزالایمان) اور مجھے اپنے مالوں سے پسندیدہ مال باغ بیرحاء ہے اب وہ اللہ کے لئے صدقہ ہے میں اللہ کے پاس اس کا ثواب اور اس کا ذخیرہ چاہتا ہوں۔

Marfat.com

فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ. قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "بَخٍ، ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ. وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَإِنِّيْ أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ". فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ: أَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَسَمَهَا أَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ أَقَارِبِهِ وَبَنِيْ عَمِّهِ.[1]

یا رسول اللہ آپ اسے وہاں خرچ کریں جہاں رب تعالیٰ آپ کی رائے قائم فرمائے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوب خوب یہ تو بڑا نفع کا مال ہے جو تم نے کہا میں نے سن لیا میری رائے ہے کہ تم اسے اپنے اہل قرابت میں وقف کردو، ابو طلحہ بولے یا رسول اللہ میں یہی کرتا ہوں پھر اسے ابو طلحہ نے اپنے عزیزوں اور چچازادوں میں تقسیم کردیا۔

بیرحاء، ''حضرت طلحہ کے ایک باغ کا نام ہے، اس نام کے محدثین نے آٹھ معنی کئے ہیں جن میں سے ایک حاء ایک آدمی کا نام تھا جس نے کنواں کھدوایا تھا چونکہ یہ کنواں اس باغ میں تھا، لہٰذا باغ بھی یہ ہی ہوا، وہ کنواں اب تک موجود ہے (حکیم الامت مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) فقیر نے اُس کا پانی پیا ہے، دوسرے یہ کہ بیرحاء بروزن فعیل ہے ایک ہی لفظ ہے براح سے مشتق بمعنی کھلی

---

[1] (سنن الدارمي، كتاب (٣) الزكاة، باب (٢٣) أي الصدقة أفضل؟، ص ٤٨٤، الحديث: ١٦٥٥)
(صحيح البخاري، المجلد الأول، كتاب (٢٤) الزكاة، باب (٤٦) الزكاة على الأقارب، ص ٣٥٩، الحديث: ١٤٦١)
(صحيح مسلم، كتاب (١٢) الزكاة، باب (١٤) فضل النفقة والصدقة إلخ، ص ٣٦٠، الحديث: ٤٢-(٩٩٨))
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٧) أفضل الصدقة، الفصل الثالث، ص ٣٦٨، الحديث: ١٩٣٥)

Marfat.com

زمین، پہلی صورت میں اس کے معنی ہوں گے حاء کا کنواں، دوسری صورت میں معنی ہونگے کھلا باغ''۔

''حضور انور ﷺ کو بھی یہاں کا پانی بہت محبوب تھا، اسی لئے حجاج باخبر ضرور اس کا پانی برکت کے لئے پیتے ہیں''۔

''حضرت ابوطلحہ کے اس عرض ومعروض کا مقصد یہ تھا کہ حضور انور ﷺ آپکے اس عمل خیر پر گواہ ہو جائیں اور مسلمانوں میں اس وقف (وقف کرنے) کا اعلان ہو جائے۔ خیال رہے کہ دوسرے نفلی صدقات اکثر خفیہ دینا بہتر ہیں مگر توقف کا ہر طرح اعلان کر دینا سخت ضروری ہے تا کہ آئندہ اس موقوف چیز پر کوئی قبضہ نہ کر سکے حتّٰی کہ مسجد کی عمارت میں مینار گنبد وغیرہ ایسے نشانات قائم کر دیئے جائیں جس سے وہ دُور سے ہی مسجد معلوم ہو اس میں ریا نہیں بلکہ وقف کا باقی رکھنا ہے نیز آپ کا اپنا دلی اخلاص ظاہر کرنا ریاء کے لئے نہ تھا بلکہ حضور ﷺ سے دعا حاصل کرنے کے لئے تھا لہٰذا حدیث پاک پر کوئی اعتراض نہیں''۔

اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں باغ پیش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ، ''حضور انور ﷺ جہاں چاہیں اس باغ کی آمدنی لگا دیں کہ وہاں خرچ ہوتی رہے چونکہ حضور ﷺ کا چاہنا اپنی نفس کی طرف سے نہیں ہوتا بلکہ رب تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اسی لئے اس طرح عرض کیا حَیْثُ أَرَاکَ اللّٰہُ صحابہ کرام اپنے صدقے حضور انور ﷺ کے دست مبارک سے خرچ کراتے تھے تا کہ اس ہاتھ کی برکت سے قبول ہو جائیں، رب تعالیٰ

Marfat.com

فرماتا ہے: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ﴾[1] یعنی آپ ان کے مالوں کے صدقے وصول فرمالیں اوران کے ذریعہ انہیں پاک وصاف فرمادیں آج مسلمان ختم وفاتحہ میں عرض کرتے ہیں نذر اللہ نیاز رسول اللہ اس کا ماخذ یہ حدیث بھی ہے"۔

"عربی میں نہایت خوشی کے وقت کہا جاتا ہے بَخٍ بَخٍ یعنی خوب خوب، رَابِحٌ، رِبْحٌ سے بنا بمعنی نفع، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ﴾ (البقرۃ: ۲/۱۶) ترجمہ: تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا (کنزالایمان)) یعنی (حدیث شریف میں جو تذکرہ ہوا کہ) یہ مال بہت نفع والا ہے جیسے لابن دودھ والا اور تامر چھواروں والا یعنی اے ابوطلحہ تمہیں اس باغ کے وقف سے بہت نفع ہوگا معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور ﷺ کو اعمال کی قبولیت کی بھی خبر ہے اور یہ بھی کہ کس کا کونسا عمل کس درجہ کا قبول ہے یہ باغ کیوں قبول نہ ہوتا باغ بھی اچھا تھا وقف کرنے والے بھی اچھے یعنی صحابی اور جن کی طفیل وقف کیا گیا وہ اچھوں کے شہنشاہ ﷺ"۔

رسول اللہ ﷺ نے اس باغ کو اہلِ قرابت کے لئے وقف کرنے کا فرمایا، "یعنی اپنے عزیز واقارب فقراء کو اس کا مَصرف بنادو کہ ہمیشہ وہ اس کی آمدنی کھایا کریں تاکہ تمہیں صدقہ کے ساتھ اہل قرابت کے حقوق ادا کرنے کا بھی ثواب ملتا رہے خیال رہے کہ بعض اوقاف وہ ہوتے ہیں جن سے امیر وغریب حتی کہ وقف

---

[1] [التوبۃ: ۹/۱۰۳] ترجمہ: اے محبوب ان کے مال میں سے زکوۃ تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کردو (کنزالایمان)

Marfat.com

کرنیوالا بھی نفع حاصل کرسکتا ہے جیسے کنواں، مسجد، قبرستان، مسافر خانہ"۔[1]

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ہمیشہ حضرت حماد بن ابی سلیمان سے محبت کرتا ہوں کہ ان کی طرف سے مجھے ایک بات پہنچی ہے وہی اس محبت کا باعث ہے و، یہ کہ وہ ایک دن اپنے دراز گوش پر سوار تھے انہوں نے اسے حرکت دی تو اس کا تسمہ ٹوٹ گیا وہ ایک درزی کے پاس سے گزرے تو ارادہ کیا کہ اتر کر اس تسمے کو ٹھیک کروائیں درزی نے قسم دے کر کہا کہ آپ نہ اتریں چنانچہ اس نے خود ہی کھڑے ہو کر تسمہ درست کر دیا انہوں نے ایک تھیلی نکالی جس میں دس دینار تھے اور وہ درزی کے حوالے کر دی اور معذرت کی کہ یہ رقم کم ہے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر پڑھے:

يَالَهَفُ قَلْبِيْ عَلٰى مَالٍ أَجُوْدُ بِهٖ

عَلَى الْمُقِلِّيْنَ مِنْ أَهْلِ الْمُرُوْءَاتِ

إِنَّ اعْتِذَارِيْ إِلٰى مَنْ جَاءَ يَسْأَلُنِيْ

مَا لَيْسَ عِنْدِيْ لِمَنْ إِحْدَى الْمُصِيْبَاتِ

ہائے میرے دل کے افسوس اس مال پر جس کے ذریعہ میں مروّت والوں میں سے کم مال والوں پر سخاوت کرتا ہوں جو شخص میرے پاس آ کر مانگتا ہے میں اس سے معذرت کرتا ہوں کہ کسی ضرورت مند کے لئے میرے پاس کچھ نہیں۔[2]

---

[1] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۳، ص ۱۲۶)

[2] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان فضيلة السخاء، حكايات الأسخياء، ص ۳۳۶)

Marfat.com

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ"، قَالَ: وَمَنْ أَعُوْلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "امْرَأَتُكَ تَقُوْلُ: أَطْعِمْنِيْ إِلَّا فَارَقْنِيْ، خَادِمُكَ يَقُوْلُ: أَطْعِمْنِيْ وَاسْتَعْمِلْنِيْ، وَلَدُكَ يَقُوْلُ: إِلٰى مَنْ تَرَكْتَنِيْ"۔[1]

حضرت ابو ہریرہ ﷺ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں، کہ آپ نے فرمایا، اچھا صدقہ وہ ہے جو (صدقہ کرنے کے بعد) غِناء (یعنی تونگری) کے ساتھ ہو، (یعنی یوں نہ ہو کہ صدقہ کرکے خود فقیر ہو جائے) اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، اور خرچ کرنے میں ان سے ابتدا کر جو تیرے قریب ترین ہیں، راوی نے عرض کی، میرے قریب کون ہیں یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا: تیری بیوی کہے کہ مجھے کھانا کھلا وَ ورنہ طلاق دو، تمہارا خادم کہے کہ مجھے کھانا کھلا وَ اور مجھ سے کام لو، اور تیرا بیٹا کہے آپ نے مجھے کس کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا؟

کہا گیا کہ ایک دن حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ رو پڑے پوچھا گیا آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا سات دن ہوئے میرے پاس کوئی مہمان نہیں آیا مجھے ڈر ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے ذلیل تو نہیں کر دیا۔[2]

ایک شخص اپنے دوست کے دروازے پر گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا اس نے پوچھا

---

[1] (سنن الدار قطني، المجلد الثاني، كتاب النكاح، باب المهر، ص۲۰۵، الحديث: ۳۷۳۸)

[2] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان فضيلة الأسخياء، حكايات الأسخياء، ص۳۳۷)

Marfat.com

کیسے آنا ہوا؟ اس نے کہا مجھ پر چار سو درہم قرض ہیں اس نے چار سو درہم تول کر اس کے حوالے کر دیئے اور روتا ہوا واپس آیا بیوی نے کہا اگر تجھے ان درہموں کا دینا شاق تھا تو نہ دیتے اس نے کہا میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ مجھے اس کا حال اس کے بتائے بغیر معلوم نہ ہو سکا حتی کہ وہ میرا دروازہ کھٹکھٹانے پر مجبور ہوا۔[1]

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "جُهْدُ الْمُقِلِّ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ".[2]

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے، انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ کونسا صدقہ زیادہ بہتر ہے؟ فرمایا غریب آدمی کی مشقت کا اور (دینے میں) ان سے شروع کرو جن کی پرورش کرتے ہو۔

جُہدِ مقل کی شرح میں علامہ بدر الدین عینی حنفی فرماتے ہیں جُہد المقل جیم کے ضمہ (پیش) کے ساتھ قلیل مال کی مقدار مراد ہے یہ بھی معنی ہیں کہ وسعت اور طاقت مراد ہے اور جیم کے فتحہ (زبر) کے ساتھ مشقت مراد ہے۔ معنی یہ ہوئے کہ افضل صدقہ غریب کی مشقت کی کمائی کا ہے یا غریب آدمی کی مشقت کی کمائی افضل صدقہ ہے۔[3]

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان فضيلة الأسخياء، حكايات الأسخياء، ص۳۳۷)

[2] (سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (۳) الزكاة، باب (۴۰) في الرخصة في ذلك، ص۲۱۳، الحديث: ۱۶۷۷)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (۷) أفضل الصدقة، الفصل الثاني، ص۳۶۸، الحديث: ۱۹۳۸)

[3] (شرح سنن أبي داود للعيني، تحت الحديث المذكور)

Marfat.com

''یعنی غریب آدمی محنت مزدوری کرے پھر اس میں سے خیرات بھی کرے، اس کا بڑا درجہ ہے خیال رہے کہ بعض لحاظ سے غنی کی خیرات افضل ہے جبکہ وہ توکل میں کامل نہ ہو اور بعض لحاظ سے فقیر کی خیرات افضل ہے جب کہ وہ اس کے گھر والے صبر و توکل میں کامل ہوں۔ لہٰذا یہ حدیث (اُس) کے خلاف نہیں کہ صدقہ غنٰی سے بہتر ہے خلاصہ یہ ہے کہ اگر ہاتھ کا فقیر دل کا غنی تھوڑی سی خیرات کرلے تو ہاتھ کے غنی کی بہت سی خیرات سے افضل ہے لہٰذا وہاں غنی والی حدیث میں دل کی غنا مراد ہوسکتی ہے تب بھی احادیث میں تعارض نہیں''۔

''کوئی شخص اپنے بال بچوں کو بھوکا رکھ کر خیرات نہ کرے، پہلے اُن کا پیٹ بھرو، تن ڈھکو، پھر خیرات کرو یہ مطلب نہیں کہ اپنی زکوٰۃ پہلے اپنے بال بچوں کو دو، پھر دوسروں کو، کیونکہ اپنی زکوٰۃ اپنی اولاد اور بیوی پر نہیں لگتی''۔[1]

مروی ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ذمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پچاس ہزار درہم تھے ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسجد کی طرف تشریف لے گئے تو حضرت طلحہ نے فرمایا آپ کا مال تیار ہے قبضہ کیجئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے آپ کو دے دیئے تا کہ آپ کو مروّت (سخاوت) پر مدد حاصل ہو۔

حضرت سُعدٰی بن عوف رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئی تو ان کی طبیعت کو بوجھل دیکھ کر پوچھا آپ کو کیا ہوا؟ انہوں نے فرمایا میرے پاس مال جمع ہوگیا ہے جس کی وجہ سے میں غمگین ہوں میں نے پوچھا آپ کو کیا غم ہے اپنی قوم کو بلا کر تقسیم کردیں چنانچہ انہوں نے اپنے غلام کو بھیج کر اپنی

---

[1] (مرأۃ المناجیح، ج ۳، ص ۱۲۲)

Marfat.com

قوم کو بلایا اور وہ مال ان میں تقسیم کر دیا میں نے خادم سے پوچھا کہ کتنا مال تھا؟ اس نے کہا چار لاکھ۔[1]

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ أَلْفِ دِرْهَمٍ، قَالُوْا: وَكَيْفَ؟ قَالَ: "كَانَ لِرَجُلٍ دِرْهَمَانِ تَصَدَّقَ بِأَحَدِهِمَا، وَانْطَلَقَ رَجُلٌ إِلٰى عُرْضِ مَالِهِ فَأَخَذَ مِنْهُ مِائَةَ أَلْفِ دِرْهَمٍ فَتَصَدَّقَ بِهَا".[2]

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک درہم ایک لاکھ درہم سے سبقت لے جاتا ہے، تو بعض صحابہ نے عرض کی، وہ کیسے؟ فرمایا (وہ یوں) کہ ایک شخص کے پاس فقط دو درہم ہیں وہ ان میں سے ایک درہم صدقہ کر دے اور دوسرا شخص جس کے پاس بہت مال ہے تو وہ اس میں سے ایک لاکھ درہم خرچ کر دے۔

کیونکہ دوسرے شخص نے اگرچہ پہلے کی بنسبت ایک لاکھ گنا زیادہ صدقہ کیا مگر اس کے ایک لاکھ پر دوسرے شخص کا ایک درہم غالب آ گیا، وجہ یہ ہے کہ اس نے اپنا نصف مال راہِ خدا میں صدقہ کیا جبکہ پہلے شخص نے نصف سے کم کیا۔

چنانچہ علامہ سندھی فرماتے ہیں، حدیث کے ظاہر معنی یہ ہیں کہ اجر، دینے والے کے حال کے مطابق ہوتا ہے نہ کہ مال کے۔ کہ دو درہم والے نے اپنا نصف

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان فضيلة الأسخياء، حكايات الأسخياء، ص۳۳۷)

[2] (سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (۲۳) الزكاة، باب (۴۹) جهد المقل، ص۶۲، الحديث: ۲۵۲۶)

Marfat.com

مال دیا جبکہ غنی نے (اگر چہ ایک لاکھ درہم دیئے مگر) نصف سے کم دیا تھا۔[1]

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا، اگر تیرے پاس دنیا آجائے تو اسے خرچ کر اس لئے کہ خرچ کیا ہوا فنا نہیں ہوگا اور اگر دنیا تجھ سے دور ہو جائے پھر بھی اسے خرچ کرنے سے دریغ نہ کرنا کیوں کہ وہ باقی نہیں رہے گی پھر یہ اشعار پڑھے:

لَا تَبْخَلَنَّ بِدُنْيَا وَهِيَ مُقْبِلَةٌ فَلَيْسَ يَنْقُصُهَا التَّبْذِيْرُ وَالسَّرَفُ

وَإِنْ تَوَلَّتْ فَأَحْرِى أَنْ تَجُوْدَ بِهَا فَالْحَمْدُ مِنْهَا إِذَا مَا أَدْبَرَتْ خَلَفُ

یعنی، جب تک دنیا موجود ہے خرچ کرنے میں بخل مت کرو کیوں کہ دنیا خرچ کرنے اور اسراف سے کم نہیں ہوتی، اور اگر وہ پیٹھ پھیر کر چلی بھی جائے تب بھی جود وسخا ہی مناسب ہے کیوں کہ دنیا کی (زبان سے) تعریف تو باقی ہی رہتی ہے۔[2]

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروّت (نیک آدابِ نفسانیہ)، بہادری اور کرم کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواباً فرمایا مروّت یہ ہے کہ انسان اپنے دین کی حفاظت کرے نفس کو بچا بچا کر رکھے مہمان کی مہمان نوازی اچھی طرح کرے اور اگر جھگڑے اور مکروہ کام میں داخل ہونا پڑے تو اچھے طریقے اختیار کرے۔ دلیری اور بڑائی یہ ہے کہ ہمسایہ کی مصیبت دور کرے اور صبر کی جگہوں میں صبر کرے، اور کرم یہ ہے کہ کسی کے مانگنے سے پہلے خود اپنی طرف سے نیکی کا سلوک کرے، ضرورت مند کو کھانا کھلائے اور سائل کو کچھ دینے

---

[1] (حاشية العلامة السندي على سنن النسائي، تحت الحديث المذكور)

[2] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان فضيلة السخاء، الآثار، ص ۳۲۹)

Marfat.com

کے ساتھ ساتھ اس سے مہربانی اور رحمت کا سلوک کرے۔[1]

اور رحمت کا سلوک کرنے کے متعلق امام غزالی بہت اچھی حکایت بیان کرتے ہیں:

ایک شخص نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک درخواست پیش کی آپ نے فرمایا تمہاری حاجت پوری کردی گئی عرض کیا گیا اے نواسۂ رسول! آپ اس کا رقعہ پڑھتے اور پھر اس کے مطابق جواب دیتے آپ نے فرمایا وہ میرے سامنے ذلت کے ساتھ کھڑا رہتا تو پھر اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھتا۔[2]

سبحان اللہ! معنی یہ ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے خشیتِ الٰہی کو اپنے مال پر مقدّم رکھا اور اسی میں فلاح ہے کہ مال کی محبت اللہ کی محبت پر غالب نہیں آنی چاہئے۔

مال سے اگرچہ گردنیں خریدی جاسکتی ہیں مگر دل نہیں! چنانچہ:

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو مال خرچ کر کے غلام خریدتا ہے لیکن نیکی کے ذریعہ لوگوں (کے دلوں) کو نہیں خریدتا۔[3]

کسی دیہاتی سے پوچھا گیا کہ تمہارا سردار کون ہے؟ اس نے کہا وہ شخص جو ہماری گالیوں کو برداشت کرے ہمارے مانگنے والوں کو عطا کرے اور ہمارے جاہلوں سے درگزر کرے۔[4]

---

[1] (إحياء علوم الدين، الجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان فضيلة السخاء، الآثار، ص ۳۳۰)

[2] (إحياء علوم الدين، الجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان فضيلة السخاء، الآثار، ص ۳۳۰)

[3] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان فضيلة السخاء، الآثار، ص ۳۳۰)

[4] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان فضيلة السخاء، الآثار، ص ۳۳۰)

Marfat.com

حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جو شخص مانگنے والوں کو دیتا ہے وہ سخی نہیں ہے بلکہ سخی وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی اِطاعت کرنے والوں کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کو خود بخود پورا کرتا ہے۔ اور شکریہ کی لالچ نہیں رکھتا کیونکہ وہ مکمل ثواب کے حصول کا یقین رکھتا ہے۔[1]

اسی طرح ایک اور حدیث میں راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے کی تلقین کی گئی ہے:

عَنْ أُمِّ بُجَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْمِسْكِيْنَ لَيَقُوْمُ عَلٰى بَابِيْ فَمَا أَجِدُ لَهُ شَيْئاً أُعْطِيْهِ إِيَّاهُ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنْ لَّمْ تَجِدِيْ شَيْئاً تُعْطِيْنَهُ إِيَّاهُ إِلَّا ظِلْفاً مُحْرَقاً فَادْفَعِيْهِ إِلَيْهِ فِيْ يَدِهِ".[2]

حضرت ام بجید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں، میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے دروازے پر ایک (سائل) آ کھڑا ہے اور مجھے کوئی چیز نہیں مل رہی کہ صدقہ کروں تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر تمہیں اُسے دینے کے لئے جلے ہوئے کھر کے سوا کچھ نہ ملے تو وہی اس کے ہاتھ میں بطور صدقہ تھما دو۔

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان فضيلة السخاء، الآثار، ص ۳۳۰)

[2] (الموطا للإمام مالک، كتاب صفة النبي ﷺ، باب ما جاء في المسكين، الحديث: ۸)
(سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (۳) الزكاة، باب (۳۳) حق السائل، ص ۲۱۰، الحديث: ۱۶۶۷)
(سنن الترمذي، المجلد الأول، كتاب (۵) الزكاة، باب (۲۹) ما جاء في حق السائل، ص ۴۷۸-۴۷۹، الحديث: ۶۶۵)
(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (۲۳) الزكاة، باب (۷۰) رد السائل، ص ۸۶، الحديث: ۲۵۶۴)

Marfat.com

یعنی کوشش ہونی چاہئے کہ خالی ہاتھ نہ لوٹے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں درہم تھا انہوں نے پوچھا یہ درہم کس کا ہے؟ اس نے کہا میرا ہے انہوں نے فرمایا اس وقت ہوگا جب تیرے ہاتھ سے نکل جائے گا اسی مفہوم میں کہا گیا ہے۔

أَنْتَ لِلْمَالِ إِذَا أَمْسَكْتَهُ

فَإِذَا أَنْفَقْتَهُ فَالْمَالُ لَكَ

یعنی، جب تک تو مال کو روک کر رکھے تو تُو مال کا ہے اور جب تو اسے خرچ کر دے تو مال تیرا ہے۔[1]

اللہ والے اس کی راہ میں خرچ کرنے کو ہی پسند کرتے ہیں اسی لئے خرچ کرنے کے بعد بھی دیا ہوا کم لگتا ہے، چنانچہ:

عبد الملک بن مروان نے حضرت اسماء بن خارجہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مجھے آپ کی چند اچھی عادات کی خبر پہنچی ہے مجھ سے بیان کیجئے انہوں نے فرمایا کہ میرے بجائے کسی دوسرے آدمی سے سنتے تو زیادہ بہتر ہوتا عبد الملک نے کہا میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ ہی مجھے سنائیں۔

انہوں نے فرمایا اے امیر المومنین! میں نے اپنے ہمنشیں کے سامنے کبھی پاؤں نہیں پھیلائے اور جب بھی لوگوں کے لئے کھانا پکایا اور ان کو دعوت دی تو میں

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان فضيلة الأسخياء، الآثار، ص ۳۳۰)

Marfat.com

نے احسان کے بجائے اپنے اوپر ان کا احسان سمجھا اور جب بھی کسی شخص نے مجھ سے سوال کیا تو میں نے جو کچھ اسے دیا اسے زیادہ خیال نہیں کیا۔[1]

ایک روایت میں ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب مصر میں مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو فرمایا فلاں آدمی سے کہنا کہ وہ مجھے غسل دے جب آپ کا انتقال ہوا اور اس شخص کو آپ کی وفات کا علم ہوا تو وہ حاضر ہوا اور کہنے لگا ان کے اخراجات کا رجسٹر لاؤ جب رجسٹر لایا گیا تو اس نے اس میں دیکھا کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر ستر ہزار درہم قرض ہیں اس نے وہ اپنے نام پر کر کے ادا کر دیئے اور فرمایا کہ میرا ان کو غسل دینا یہی تھا اور ان کی مراد بھی یہی تھی (کہ میں قرض کی میل کچیل سے ان کو پاک کر دوں)۔[2]

اور حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَوْ كَانَ لِيْ مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَباً، لَسَرَّنِيْ أَنْ لَّا يَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَعِنْدِيْ

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر میرے پاس اُحد پہاڑ برابر سونا ہو تو مجھے یہ اچھا لگے گا کہ تین راتیں ایسی نہ گزریں کہ جن

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان فضيلة الأسخياء، الآثار، ص۳۳۴_۳۳۵)

[2] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان فضيلة الأسخياء، الآثار، ص۳۳۵)

Marfat.com

مِنْهُ شَيْءٌ، إِلَّا شَيْءٌ أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ"۔[1]

میں اُس سونے سے کچھ بھی میرے پاس ہو بجز اتنے کے جسے ادائے قرض کیلئے رکھوں۔

"حدیث کا مطلب بالکل ظاہر ہے، یہ گفتگو ظاہر کے لحاظ سے ہے، ورنہ نبی کریم ﷺ اگر چاہتے، تو آپ کے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کرتے، جیسا کہ دوسری حدیث میں صراحۃً مذکور ہے اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ مقروض نفلی صدقہ نہ دے بلکہ پہلے قرض ادا کرے، نیز اتنی عظیم الشان سخاوت وہ کرسکتا ہے جس کے بال بچے بھی صابر شاکر ہوں ورنہ انہیں بھوکا مار کر نفلی خیرات نہ کرو حضرت صدیق اکبر نے سب کچھ خیرات کر دیا اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے گھر والے بھی صابرین کے سردار تھے لہٰذا یہ حدیث کے خلاف نہیں کہ تم پر تمہاری بیوی کا حق بھی ہے اور تمہارے بچوں کا بھی، کیونکہ وہاں ہم جیسوں کے لئے قانون کا ذکر ہے اور یہاں ان حضور داتا کے خصوصی کرم کا"۔[2]

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں موجود چیز کو پوری محنت اور محبت کے ساتھ خرچ کرنا جُود وسخاوت کی انتہا ہے۔ کسی دانا سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے کون شخص آپ کے نزدیک پسندیدہ ہے؟ انہوں نے فرمایا جس نے مجھے زیادہ دیا ہو۔

---

[1] (صحيح البخاری، المجلد الثاني، كتاب (۴۳) في الاستقراض وأداء الديون والحجر والتفليس، باب (۳) أداء الديون، ص۹۵، الحديث: ۲۳۸۹)
(صحيح مسلم، كتاب (۱۲) الزكاة، باب (۸) تغليظ عقوبة من لا يؤدي الزكاة، ص۳۵۷، الحديث: ۳۱۔(۹۹۱))
(سنن ابن ماجة، المجلد الرابع، كتاب (۳۷) الزهد، باب (۸) في المكثرين، ص۴۸۰، الحديث: ۴۱۳۲)

[2] (مرآۃ المناجیح، ج۳، ص۶۹)

Marfat.com

پوچھا گیا اگر ایسا نہ ہو تو؟ فرمایا جس کو میں نے زیادہ دیا ہو۔[1]

حضرت عبدالعزیز بن مروان کہتے ہیں جب کوئی شخص مجھے یہ موقع دے کہ میں اس کے ساتھ حُسن سلوک کروں تو اس کا مجھے کچھ دینا اسی طرح ہے جیسے میں نے اسے دیا ہو۔[2]

خلیفہ مہدی نے شبیب بن شبہ سے پوچھا کہ آپ نے میرے گھر میں لوگوں کو کیسا پایا؟ انہوں نے جواب دیا امیر المومنین لوگ وہاں امید لے کر جاتے ہیں اور راضی ہو کر واپس آتے ہیں ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ دو شعر پڑھے۔

إِنَّ الصَّنِيعَةَ لَا يَكُوْنُ صَنِيْعَةً ۔۔۔ حَتّٰى يُصَابَ بِهَا طَرِيْقُ الْمَصْنَعِ

فَإِذَا اصْطَنَعْتَ صَنِيْعَةً فَاعْمِدْ بِهَا ۔۔۔ لِلّٰهِ أَوْ لِذَوِي الْقَرَابَةِ أَوْدَعِ

احسان تو اس وقت احسان ہوتا ہے جب وہ موقع محل کے مطابق ہو تو جب تم کوئی احسان کرنے لگو تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دو یا قرابتداروں کو دو یا چھوڑ دو۔

حضرت عبد اللہ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ دو شعر تو لوگوں کو بخیل بنا دیں گے لیکن میں تو موسلا دھار بارش کی طرح نیکی کروں گا اگر وہ اچھے لوگوں تک پہنچ گئی تو وہ اس کے مستحق ہیں اور اگر برے لوگوں تک پہنچی تو میں اس کا اہل ہوں۔[3]

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان فضيلة الأسخياء، الآثار، ص ۳۳۰)

[2] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان فضيلة الأسخياء، الآثار، ص ۳۳۰)

[3] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان فضيلة الأسخياء، الآثار، ص ۳۳۰_۳۳۱)

Marfat.com

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: "بَيْنَا رَجُلٌ مِنَ الْأَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتاً فِيْ سَحَابَةٍ، اسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ، فَتَنَحّٰى ذٰلِكَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَاءَهُ فِيْ حَرَّةٍ، فَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشَّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذٰلِكَ الْمَاءَ كُلَّهُ، فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِيْ حَدِيْقَتِهِ، يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهِ، فَقَالَ لَهُ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ مَا اسْمُكَ؟ فَقَالَ: فُلَانٌ؛ الْاِسْمُ الَّذِيْ سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ، فَقَالَ لَهُ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! لِمَ تَسْأَلُنِيْ عَنِ اسْمِيْ؟ فَقَالَ: إِنِّيْ سَمِعْتُ صَوْتاً فِي السَّحَابِ الَّذِيْ هٰذَا مَاؤُهُ، وَيَقُوْلُ: اسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ لِاسْمِكَ، فَمَا تَصْنَعُ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک شخص کسی زمین کے جنگل میں تھا اُس نے بادل میں آواز سنی کہ فلاں کے باغ کو سیراب کر یہ بادل ایک طرف گیا اور پتھریلی زمین پر پانی برسایا تو نالیوں میں سے ایک نالی نے یہ سارا پانی جمع کرلیا تب یہ شخص اس پانی کے پیچھے چل دیا دیکھا کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا ہوا بیلچے سے پانی باغ میں پھیر رہا ہے اُس سے پوچھا کہ اے اللہ کے بندے تیرا نام کیا ہے؟ وہ بولا فلاں یعنی وہی نام جو اس نے بادل میں سُنا تھا اُس نے پوچھا اے اللہ کے بندے تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے تو یہ بولا کہ میں نے اُس بادل میں جس کا یہ پانی ہے، ایک آواز سُنی تھی کہ کوئی تیرا نام لے کر کہہ رہا تھا کہ فلاں کے باغ کو سیراب کرو، تو تُو اس میں کیا نیکی کرتا ہے

Marfat.com

فِيهَا؟ قَالَ: أَمَّا إِذْ قُلْتَ هٰذَا؛ فَإِنِّي أَنْظُرُ إِلٰى مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهِ وَآكُلُ أَنَا وَعِيَالِي ثُلُثًا، وَأَرُدُّ فِيهَا ثُلُثَهُ"۔[1]

وہ بولا کہ جب تو پوچھتا ہے تو بتاتا ہوں کہ میں اس باغ کی پیداوار میں غور کرتا ہوں تہائی تو خیرات کر دیتا ہوں اور تہائی میں اور میرے بال بچے کھاتے ہیں اور تہائی اس میں دوبارہ خرچ کر دیتا ہوں۔

''سبحان اللہ اس نیک بندے کی کیسی عزت افزائی کی گئی کہ پانی ایک پتھریلے علاقہ پر برسایا گیا، پھر اُسے ایک نالی میں جمع کیا گیا، اُس نالی کے ذریعہ اس کے باغ میں پانی پہنچایا گیا خود بادل اس باغ پر نہ برسایا گیا، جیسے کہ وہ گنہگار جو ایک بستی میں کسی عالم کے پاس توبہ کرنے جا رہا تھا رستہ میں مر گیا رب تعالیٰ نے حکم دیا کہ یہ جس بستی سے قریب ہوا اسی کے احکام اس پر جاری کئے جائیں، ناپا گیا تو بالکل بیچ میں تھا۔ تو گناہ کی بستی پیچھے ہٹائی گئی اور توبہ کی بستی آگے بڑھائی گئی، خود اس کی لاش کو حرکت نہ دی گئی اس کے احترام کی وجہ سے، اس نالہ کے کنارے والے کھیتوں کو بھی اس کے طفیل پانی مل گیا ہوگا''۔[2]

حضرت واقد بن محمد واقدی فرماتے ہیں مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ انہوں نے خلیفہ مامون کو ایک رقعہ لکھا جس میں لکھا کہ مجھ پر بہت زیادہ قرض ہے اور اب مجھ سے صبر نہیں ہو سکتا مامون نے رقعہ کی پشت پر لکھا کہ تم ایسے آدمی ہو جس میں دو خصلتیں یعنی سخاوت اور حیا جمع ہیں۔ سخاوت نے تمہارے ہاتھ میں کچھ نہیں

---

[1] (مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٥) الإنفاق وكراهية الإمساك، الفصل الثالث، ص٣٥٦، الحديث: ١٨٧٧)

[2] (مرآۃ المناجیح، ج۳، ص۸۰)

Marfat.com

چھوڑا اور حیا کی وجہ سے تم نے اپنی حالت ہم سے بیان نہیں کی لہٰذا میں تمہارے لئے ایک لاکھ درہم کا حکم دیتا ہوں اگر میری یہ کارروائی ٹھیک اور مناسب ہے تو خوب ہاتھ پھیلاؤ (سخاوت کرو) اور اگر ٹھیک نہ ہو تو تمہارا اپنا قصور ہے تم ہارون الرشید کے زمانے میں قاضی تھے تو تم نے مجھے ایک حدیث سنائی تھی کہ حضرت محمد بن اسحٰق نے حضرت زہری سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے فرمایا،

اے زبیر! جان لو بے شک بندوں کے رزق کی چابیاں عرش کے بالمقابل ہیں اللہ تعالیٰ ہر بندے کے خرچ کے مطابق اس کی طرف بھیجتا ہے جو زیادہ خرچ کرتا ہے اسے زیادہ دیتا ہے اور جو کم خرچ کرتا ہے اس کی طرف کم بھیجتا ہے۔

اور آپ جانتے ہیں، واقدی نے فرمایا اللہ کی قسم مامون کا مجھ سے حدیث کے بارے میں ذکر کرنا اس انعام سے جو ایک لاکھ درہم پر مشتمل ہے، زیادہ پسندیدہ ہے۔[1]

سخاوت جنت کا درخت ہے، چنانچہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "السَّخَاءُ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ، فَمَنْ كَانَ سَخِيًّا أَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْهَا فَلَمْ	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سخاوت جنت میں ایک درخت ہے جو سخی ہوا اس نے اس درخت کی شاخ پکڑلی وہ شاخ اُسے

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان فضيلة الأسخياء، حكايات الأسخياء، ص ۳۳۱_۳۳۲)

Marfat.com

يَتْرُكُهُ الْغُصْنُ حَتّٰى يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ. وَالشُّحُّ شَجَرَةٌ فِي النَّارِ، فَمَنْ كَانَ شَحِيْحاً أَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْهَا، فَلَمْ يَتْرُكْهُ الْغُصْنُ حَتّٰى يُدْخِلَهُ النَّارَ"[1]

نہ چھوڑے گی حتی کہ اُسے جنت میں داخل کردے گی اور بخل آگ میں درخت ہے، جو بخیل ہوا اُس نے اسکی شاخ پکڑی وہ اُسے نہ چھوڑے گی حتی کہ آگ میں داخل کرے گی۔

''یعنی سخاوت کی جڑ جنت میں ہے اور اس کی شاخیں دنیا میں، چونکہ سخاوت کی قسمیں بہت ہیں اسلئے فرمایا گیا کہ اس درخت کی دنیا میں شاخیں بہت پھیلی ہوئی ہیں، جیسے قرآن کریم فرماتا ہے کہ کلمہ طیبہ کی جڑ مسلمان کے قلب میں ہے اور شاخیں آسمان میں ہمیشہ اپنے پھل دیتا ہے اس آیت میں بھی تمثیل ہے، اس حدیث میں بھی''۔

''شریعت میں سخاوت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان فرض صدقے ادا کرے، اور طریقت میں ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ صرف فرض پر قناعت نہ کرے نوافل صدقے بھی دے، حقیقت ومعرفت والوں کے ہاں اس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اپنی ضروریات پر دوسروں کی ضروریات کو ترجیح دے ان میں سے ہر درجہ کے صدقہ کے نتیجے مختلف ہیں''۔[2]

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ سخاوت کیا ہے؟ آپ نے

---

[1] (شعب الإيمان، المجلد السابع، باب (٧٤) في الجود والسخاء، ص٤٣٥، الحديث: ١٠٨٧٧)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٥) الإنفاق وكراهية الإمساك، الفصل الثالث، ص٣٥٨، الحديث: ١٨٨٦)

[2] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، جلد سوم، ص۹۱)

Marfat.com

فرمایا، سخاوت یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنا مال خرچ کرے پھر پوچھا گیا کہ حزم (احتیاط) کیا ہے؟ فرمایا تو اس کے راستے میں مال کو روک دے پوچھا گیا اسراف کیا ہے؟ فرمایا ریاست (حکومت واقتدار) کی محبت میں مال خرچ کرنا۔[1]

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عقل سے زیادہ مددگار کوئی مال نہیں جہالت سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں مشورہ سے بڑھ کر کوئی پشت پناہ نہیں سنو! اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں سخاوت کرنے والا کریم ہوں کوئی بخیل مجھ سے بچ کر نہیں جا سکتا اور بخل کفر (ناشکری) سے ہے اور کفار (نافرمان) جہنم میں جائیں گے جب کہ جود وکرم ایمان کا حصہ ہے اور اہلِ ایمان جنت میں جائیں گے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بہت سے دین میں نافرمانی کرنے والے جو اپنی معیشت میں تنگی کا شکار ہوتے ہیں لیکن وہ سخاوت کی وجہ سے جنت میں جائیں گے۔[2]

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ سخاوت کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا (مسلمان) بھائیوں سے نیکی کا سلوک کرنا اور مال عطا کرنا سخاوت ہے فرمایا میرے والد ماجد کو وراثت میں ایک ہزار درہم ملے تو انہوں نے تھیلیاں بھر بھر کر اپنے بھائیوں کو تقسیم کر دیں اور فرمایا کہ میں نماز میں اللہ تعالیٰ سے اپنے بھائیوں کے لئے جنت کا سوال کیا کرتا تھا تو مال میں ان سے بخل کروں؟[3]

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان فضيلة الأسخياء، الآثار، ص ۳۳۰)

[2] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان فضيلة الأسخياء، الآثار، ص ۳۳۰)

[3] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان فضيلة الأسخياء، الآثار، ص ۳۳۰)

Marfat.com

پوشیدہ صدقات اور اس کے فضائل

اللہ تبارک وتعالیٰ خُفیہ خیرات کرنے والوں کی یوں تعریف بیان فرماتا ہے:

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ وَیُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَیِّاٰتِكُمْ ؕ

الآیۃ (البقرۃ:۲/۲۷۱)

ترجمہ: اگر خیرات علانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے اور اس میں تمہارے کچھ گناہ گھٹیں گے۔ (کنزالایمان)

''صدقہ خواہ فرض ہو یا نفل جب اخلاص سے اللہ کے لئے دیا جائے اور ریا سے پاک ہو تو خواہ ظاہر کر کے دیں یا چھپا کر دونوں بہتر ہیں، **مسئلہ:** لیکن صدقہ فرض کا ظاہر کر کے دینا افضل ہے اور نفل کا چھپا کر۔ **مسئلہ:** اور اگر نفل صدقہ دینے والا دوسروں کو خیرات کی ترغیب دینے کے لئے ظاہر کر کے دے تو یہ اظہار بھی افضل ہے (مدارک)''۔[1]

امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صدقات کو ظاہر کر کے ادا کرنے کے متعلق فرماتے ہیں، ظاہری طور پر دینا اس جگہ مناسب ہے جہاں حال کا تقاضا یہی ہو کہ علانیہ دیا جائے اور اس کی حکمت یا تو دوسرے لوگوں کو ترغیب دلانا ہوگی یا اس لئے ظاہر کیا جائے گا کہ مانگنے والے نے لوگوں کے ہجوم میں مانگا۔ لہٰذا ایسے

---

[1] (خزائن العرفان)

Marfat.com

وقت علانیہ دینے کی وجہ سے جس ریا کے پیدا ہونے کا خوف متوقع ہے، ان کے باعث صدقہ دینے سے اجتناب مناسب نہیں بلکہ صدقہ دے اور جس قدر ممکن ہو اپنے نفس کو ریا کاری سے بچائے اور یہ اس لئے ہے کہ علانیہ دینے میں احسان جتانے اور ریا کاری کے علاوہ ایک اور تیسری بات بھی ممنوع ہے اور وہ فقیر کا پردہ کھولنا ہے کیونکہ بسا اوقات محتاجی کی صورت میں نظر آنا اس کے لئے تکلیف کا موجب ہوتا ہے البتہ جو سوال کرتا ہے تو اس نے تو اپنا پردہ خود ہی کھول دیا، لیکن علانیہ دینے میں یہ تیسری خرابی ممنوع نہ رہے گی جیسا کہ ایک شخص کے پوشیدہ گناہ کو ظاہر کرنا ممنوع ہے اور اس کے تجسس میں لگنا اور اس کے تذکرہ کو معمول بنالینا بھی ممنوع ہے۔ مگر جو آدمی (خود) علانیہ فسق کرتا ہے تو اس پر حد قائم کرنا ظاہر کرنا ہی ہے لیکن اس کا سبب وہ خود ہے اسی کی مثل رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو آدمی حیا کا لبادہ پھینک دے اس کی غیبت، غیبت نہیں۔[1]

ایک اور مقام پر امام غزالی فرماتے ہیں، جہاں تک اذیت پہنچانے کا تعلق ہے تو ظاہری طور پر اس سے جھڑکنا، سخت کلام، تُرش روئی سے پیش آنا اسے ظاہر کر کے پردہ کھول دینا مراد ہے اور اس فقیر کے ساتھ حقارت آمیز رویہ اختیار کرنا ہے۔

اور باطنی اذیت کا منبع دو باتیں ہیں: ایک مال سے ہاتھ کھینچ لینا اور اسے نفس پر دشوار جاننا (کیونکہ) اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بات مخلوق کے لئے تنگی کی وجہ بنتی ہے۔ دوسرا اپنے آپ کو فقیر سے بہتر جاننا اور یہ سمجھنا کہ فقیر اپنی محتاجی کی وجہ سے اس

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الأول، كتاب أسرار الزكاة، بيان دقائق الآداب الباطنة في الزكاة، الوظيفة الرابعة، ص ۳۰۳۔۳۰۴)

Marfat.com

سے کم تر ہے۔ یہ دونوں باتیں جہالت پر مبنی ہیں (کیونکہ صدقہ کا) مال کسی کے حوالے کرنے سے ناپسندیدگی حماقت ہے اس لئے کہ جو ایک ہزار درہم کی چیز پر ایک درہم خرچ کرنے کو پسند نہ کرے تو وہ زیادہ احمق ہے۔ اور یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ (دینے والا) اپنا مال اللہ ﷻ کی رضا اور دارِ آخرت میں ثواب پانے کے لئے خرچ کرتا ہے اور یہ (خرچ) اِس (دنیوی) مال سے بہتر ہے جسے وہ اپنے نفس کو بخل کی گندگی سے پاکیزہ کرنے یا مزید کی چاہت کے لئے شکرانے کی غرض سے خرچ کرے۔ اور یہ بات کیسے سوچی جائے جب کہ ناپسندیدگی کی کوئی وجہ نہیں۔[1]

قرآن مجید میں ہے:

وَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ الآیة (النساء:۳۸/۴)

ترجمہ: اور وہ جو اپنے مال لوگوں کے دکھاوے کو خرچ کرتے ہیں۔

(کنزالایمان)

"بخل کے بعد صرفِ بیجا کی بُرائی بیان فرمائی کہ جو لوگ محض نمود و نمائش اور نام آوری کے لئے خرچ کرتے ہیں اور رضائے الٰہی انہیں مقصود نہیں ہوتی جیسے کہ مشرکین و منافقین یہ بھی انہیں کے حکم میں ہیں"۔[2]

حضرت سفیان فرماتے ہیں، جو شخص احسان جتائے اس کا صدقہ فاسد ہوجاتا ہے، عرض کی گئی: احسان جتانا کسے کہتے ہیں؟ فرمایا اسکا تذکرہ کرنا اور اسکا بیان کرنا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ احسان جتانا دے کر خدمت لینا بھی ہے اور فقیر کو اسکی

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الأول، كتاب أسرار الزكاة، بيان دقائق الآداب الباطنة في الزكاة، الوظيفة الخامسة، ص ۳۰۵)

[2] (خزائن العرفان)

Marfat.com

محتاجی پر عار دلانا اذیتناک ہوتا ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دیئے ہوئے مال کی وجہ سے بڑائی مارے تو یہ بھی احسان جتانا ہے اور مانگنے پر جھڑک دینا اور بے عزتی کرنا اذیت پہنچانا ہے۔[1]

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ بَهْزِبْنِ حَكِيْمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ صَدَقَةَ السِّرِّ تُطْفِيُ غَضَبَ الرَّبِّ".[2]

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، بے شک مخفی صدقہ رب تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا ہے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ ﷺ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الصَّدَقَةُ؟ قَالَ: "أَضْعَافٌ مُضَاعَفَةٌ، وَعِنْدَ اللّٰهِ الْمَزِيْدُ"، ثُمَّ قَرَأَ: "﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً﴾

حضرت ابی امامہ ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، ابوذر نے عرض کی یارسول اللہ صدقہ کیا ہے؟ فرمایا، وہ چند در چند (دُونا دون) ہے اور اللہ کے ہاں زیادتی علاوہ ہے پھر تلاوت فرمائی، ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسن دے تو اللہ اُس کے لئے بہت گنا بڑھا دے (کنزالایمان)

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الأول، كتاب أسرار الزكاة، بيان دقائق الباطنة في الزكاة، الوظيفة الخامسة، ص۳۰۴)

[2] (المعجم الكبير للطبراني، ۱۹/۲۲۱، الحديث: ۱۰۱۸)
(مجمع الزوائد، المجلد الثالث، باب صدقة السر، ص۱۱۵)
(تلخيص الجبير، المجلد الثالث، باب صدقة التطوع، ص۱۱۴، الحديث: ۱۴۲۸)

Marfat.com

[البقرة:۲/۲۷۱] قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "سِرٌّ إِلٰى فَقِيْرٍ أَوْ جُهْدٌ مِّنْ مُقِلٍّ"، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ﴾[1]

تو عرض کی گئی یا رسول اللہ کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا، چھپا کر فقیر کو دیا جائے یا محنت کی کمائی کا ہو پھر تلاوت فرمائی، اگر خیرات علانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے (کنزالایمان)۔

[البقرة:۲/۲۷۱] الآية.

چند در چند، "اس جملے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ صدقہ کی برکتیں دنیا میں تو چند در چند ہیں، اور کل قیامت میں جو زیادتیاں ہونگی وہ ہمارے حساب سے وراء ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ﴾ [البقرة:۲/۲۷۶] (ترجمہ: اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو (کنزالایمان)) تجربہ بھی ہے کہ صدقہ سے مال بہت بڑھتا ہے دوسرے یہ کہ قیامت میں صدقہ کا ثواب دس سے سات سو گنا تک ہے، اور جو زیادتیاں رب عطا فرمائے گا، وہ حساب سے زیادہ ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾"۔[2]

سات قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایۂ رحمت میں رکھے گا، چنانچہ:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں. میں نے رسول اللہ ﷺ

---

[1] (مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٦) فضل الصدقة، الفصل الثالث، ص٣٦٥، الحديث: ١٩٢٨)
(مجمع الزوائد، المجلد الثالث، باب أي الصدقة أفضل، ص١١٥)

[2] (مرآة المناجيح شرح مشكاة المصابيح، ج٣، ص١١٦)

Marfat.com

يَقُوْلُ: "سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: الْإِمَامُ الْعَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ ﷻ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ، اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ: إِنِّيْ أَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ يَمِيْنُهُ مَا تُنْفِقُ شِمَالُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِياً فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ"۔[1]

کو فرماتے سُنا، سات اشخاص وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایۂ رحمت میں رکھے گا جب اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، عادل بادشاہ، وہ جوان جو اللہ کی عبادت میں جوانی گزارے، وہ شخص جس کا دل مسجدوں میں لگا رہے، وہ دو اشخاص جو اللہ کی رضا کے لئے محبت کریں، جمع ہوں تو اسی محبت پر اور جدا ہوں تو اسی پر، اور وہ شخص جسے خاندانی حسین عورت (برائی کے لئے) بلائے وہ (شخص) کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اور وہ شخص جو چھپ کر خیرات کرے حتی کہ اس کا بایاں ہاتھ نہ جانے کہ داہنا ہاتھ کیا دے رہا ہے، اور وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے تو اس کی آنکھیں بہیں۔

---

[1] (الموطا للإمام مالک، کتاب (۵۱) الشعر، باب (۵) ما جاء في المتحابین في اللّٰه، ص ۵۳۱، الحدیث: ۱۷۷۷)
(صحیح البخاري، المجلد الأول، کتاب (۱۰) الأذان، باب (۳۶) من جلس في المسجد ینتظر الصلاة وفضل المسجد، ص ۱۶۰، الحدیث: ۶۶۰)
(صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۳۰) فضل إخفاء الصدقة، ص ۳۷۰، الحدیث: ۹۱-(۱۰۳۱))
(سنن الترمذي، المجلد الثالث، کتاب (۳۷) الزهد، باب (۵۳) ما جاء في الحبّ في اللّٰه، ص ۳۲۸، الحدیث: ۲۳۹۱) =

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں رکھے گا، ''یعنی اپنی رحمت میں یا عرش اعظم کے سایہ میں تا کہ قیامت کی دھوپ سے محفوظ رہے''۔

عادل بادشاہ، ''یعنی وہ مومن بادشاہ اور حکام جو رعایا میں انصاف کرتے ہیں۔ کیونکہ دنیا ان کے سایہ میں رہتی تھی لہٰذا یہ قیامت میں رب تعالیٰ کے سایۂ رحمت میں رہے گا۔ یہ ان تمام سے افضل ہے اس لئے اس کا ذکر سب سے پہلے ہوا۔ عادل حکام بھی اس بشارت میں داخل ہیں''۔

حدیث شریف میں دوسرے نمبر پر جس جوان کا تذکرہ کیا گیا، ''یعنی جوانی میں گناہوں سے بچے اور رب کو یاد رکھے چونکہ جوانی میں اعضاء قوی اور نفس گناہوں کی طرف مائل ہوتا ہے اس لئے اس زمانہ کی عبادت بڑھاپے کی عبادت سے افضل ہے،

؎ در جوانی توبہ کردن سنت پیغمبری است ❁ وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیز گار''

(یعنی جوانی میں اللہ کی بارگاہ میں رجوع کرنا پیغمبروں کا طریقہ ہے اور بڑھاپے کے وقت تو ظالم بھیڑیا بھی پرہیز گار بن جاتا ہے)۔

''صوفیاء کہتے ہیں کہ مومن مسجد میں ایسے ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں اور منافق ایسا جیسے چڑیا پنجرے میں اسی لئے نماز کے بعد بلا وجہ فوراً مسجد سے بھاگ جانا اچھا نہیں خدا توفیق دے تو مسجد میں پہلے آؤ اور بعد میں جاؤ۔ اور جب باہر آؤ تو کان

= (سنن النسائي، المجلد الرابع، الجزء الثامن، كتاب (٤٩) آداب القُضاةِ، باب (٢) الإمام العادل، ص٦١٣، الحديث: ٥٣٨٠)

(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الصلاة، باب (٧) المساجد ومواضع الصلاة، الفصل الأول، ص ١٣٨، الحديث: ٧٠١)

(تاريخ مدينة الدمشق لابن عساكر، ٢١٥/٥٠)

(تلخيص الحبير للإمام العسقلاني، باب صدقة التطوع، الحديث: ١٤٢٨)

Marfat.com

اذان کی طرف لگے رہیں کہ کب اذان ہو اور مسجد کو جائیں"۔

اللہ کے لئے محبت کرنے سے مراد، "کہ جس کی محبت سے رب راضی ہو اس سے محبت کریں اور جس کی نفرت سے رب راضی ہو اس سے نفرت کریں بے دین اور بدعمل اولاد سے نفرت، متقی اجنبی سے محبت عبادت ہے،

؎ ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد ❁ فدائے یک تن بیگانہ کآشنا باشد

(ہزاروں اپنے، خدا سے بیگانے ہیں اور اس ایک بیگانے پر فِدا جو خدا سے آشنا ہو)۔

یونہی گہرے دوست کی بدعقیدگی پر واقف ہو کر اس سے الگ ہو جانا اور جانی دشمن کے تقویٰ پر خبردار ہو کر اس کا دوست بن جانا بہترین عمل ہے"۔

"خوفِ خدا یا عشقِ جنابِ مصطفیٰ ﷺ میں روئے تنہائی کی قید اس لئے لگائی کہ سب کے سامنے رونے میں ریاء کا اندیشہ ہے"۔

خاندانی عورت بلائے، "یعنی خود ایسی عورت اس سے بدفعلی کی خواہش کرے اور یہ اس نازک موقعہ پر محض خوفِ خدا سے بچ جائے یہ بہت مشکل ہے۔ اسی لئے رب تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے اس فعل شریف کی تعریف قرآن میں فرمائی۔ اللہ (ایسا تقویٰ) نصیب کرے، خیال رہے کہ ایسے نازک موقعہ پر عورت سے یہ کہہ دینا ریاء نہیں تبلیغ ہے یعنی میں رب تعالیٰ سے ڈرتا ہوں تو بھی ڈر"۔

دائیں ہاتھ سے دے اور بائیں کو خبر نہ ہو سے، "یہاں صدقہ نفلی مراد ہے صدقۂ فرض اور چندے کے موقعہ پر صدقۂ نفل علانیہ دینا مستحب ہے لہٰذا یہ حدیث اس

Marfat.com

آیت کے خلاف نہیں: ﴿اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ﴾"[1] [البقرۃ:۲/۲۷۱]

ترجمہ: اگر خیرات علانیہ دو تو کیا ہی اچھی بات ہے (کنزالایمان)۔

امام محمد بن عبدالباقی زرقانی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اللہ کے سائے سے مراد یہ ہے کہ وہ سایہ اللہ کی ملکیت میں ہے کیونکہ ہر سایہ (چاہے کسی بھی چیز کا ہو) اللہ ہی کی مِلک ہے یہی قاضی عیاض (صاحبِ شفاء شریف) کا بھی قول ہے یا اس سایہ کی اللہ تعالیٰ کی جانب اضافت کا مقصد اس سایہ کی بلندیٔ شان کا اظہار ہے جیسا کہ کعبہ کو بیت اللہ (اللہ کا گھر) کہا جاتا ہے حالانکہ تمام مساجد اللہ ہی کی ملکیت ہیں اور یہ بھی کہا گیا کہ سایہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے فلاں، بادشاہ کے زیرِ سایہ ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سایہ سے مُنَزَّہ ہے کیونکہ سایہ تو جسم کا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جسمانیت سے پاک ہے۔

اور دائیں ہاتھ سے دے کہ بائیں کو خبر نہ ہو کی شرح میں علامہ زرقانی فرماتے ہیں، یعنی لوگوں سے چھپائے اور اس حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم فرض اور نفل دونوں صدقات کو شامل ہے لیکن امام نووی نے علماء سے نقل کیا کہ فرض صدقہ کو ظاہر کر کے دینا بہتر ہے۔[2] ملخصا

تین قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے اور تین قسم کے لوگوں سے نفرت کرتا ہے، چنانچہ:

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ نبی ﷺ

---

[1] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج۱، ص۴۳۵_۴۳۶)

[2] (شرح الزرقاني على الموطا للإمام مالک، المجلد الرابع، ص۴۰۰_۴۰۱، تحت الحديث المذكور)

Marfat.com

قَالَ: "ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ، وَثَلَاثَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ، فَأَمَّا الَّذِيْنَ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ: فَرَجُلٌ أَتٰى قَوْماً فَسَأَلَهُمْ بِاللّٰهِ، وَلَمْ يَسْأَلْهُمْ بِقَرَابَةٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فَمَنَعُوْهُ فَتَخَلَّفَ رَجُلٌ بِأَعْقَابِهِمْ فَأَعْطَاهُ سِرّاً لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهِ إِلَّا اللّٰهُ وَالَّذِيْ أَعْطَاهُ۔[1] (الحديث)

نے فرمایا، تین لوگ ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے اور تین لوگ ایسے ہیں جن سے نفرت، تو جن سے محبت فرماتا ہے ان میں ایک وہ (دینے والا) شخص ہے کہ جب ایک شخص اپنی قوم سے اللہ کے نام کا سوال کرے اور اس کا مانگنا اس کے درمیان کی رشتہ کی بنا پر نہ ہو وہ لوگ اُسے منع کردیں پھر وہ دینے والا شخص سب کی پیٹھ پیچھے اس طرح صدقہ دے کہ اس کے دیئے کا اللہ اور لینے والے کے سوا کسی کو علم نہ ہو۔

صدقہ چھپا کر دے یا علانیہ؟ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

اس معاملہ میں اخلاص کے شیدائیوں کا طریقہ اور ہے ایک قوم کے نزدیک چھپانا افضل ہے جبکہ دوسری اظہار کو بہتر جانتی ہے ہم ان دونوں کے معانی اور آفات کے رموز کی جانب راہنمائی کرتے ہیں پھر حقیقت سے پردہ بھی اُٹھائیں گے:

جہاں تک پوشیدگی کی بات ہے تو اس میں پانچ معانی ہیں:

۱۔ چھپانے سے لینے والے کا پردہ رہ جاتا ہے کیونکہ ظاہری طور پر لینے سے اس کی مروت کا پردہ فاش ہوگا اور اس کی محتاجی ظاہر ہو جائے گی اور وہ اس عفت کے

---

[1] (الترغيب والترهيب، الملجلد الثاني، كتاب الصدقات، الترغيب في صدقة السر، ص۱۷، الحديث:۷)

Marfat.com

زمرہ سے نکل جائے گا جو محبوب تر ہے (یعنی پردہ پوشی) اور سفید پوشی کے اس وصف (یعنی سفید پوش White Color) والے شخص کو جاہل مالدار گمان کرتے ہیں کیونکہ وہ مانگنے سے احتراز کرتے ہیں۔

۲۔ چھپا کر دینے سے فقیر لوگوں کے دلوں (کے گمان) اور زبانوں (کے چرچے) سے محفوظ رہ جاتا ہے کیونکہ وہ بسا اوقات یا تو اس سے حسد کر بیٹھتے ہیں یا اس کے لینے پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں اور ان کا گمان یہ ہوتا ہے کہ وہ بے نیاز ہوتے ہوئے لے رہا ہے یا اس کی نسبت زیادہ لینے کی طرف کرتے ہیں حالانکہ حسد، بدگمانی اور غیبت گناہ کبیرہ ہیں اور ان لوگوں کو ان برائیوں سے بچائے رکھنا ہی بہتر ہے حضرت ایوب سختیانی نے فرمایا، میں نئے کپڑے نہیں پہنتا کہ کہیں میرا ہمسایہ مجھ سے حسد نہ کرے۔ ایک زاہد نے فرمایا کہ میں نے بسا اوقات اپنے بھائیوں کے (تنقید کرنے کے) خوف سے کسی چیز کے استعمال کو چھوڑ دیا کہ کہیں وہ یہ نہ کہہ بیٹھیں کہ یہ اس کے پاس کہاں سے آئی؟ حضرت ابراہیم تیمی فرماتے ہیں کہ ان کے جسم پر ایک نئی قمیص نظر آئی تو ان کے ایک بھائی نے پوچھا یہ آپ کے پاس کہاں سے آئی ہے؟ انہوں نے فرمایا مجھے یہ حضرت خیثمہ نے پہنائی ہے اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ان کے گھر والے اس کے متعلق جان جائیں گے تو کبھی اسے قبول نہ کرتا۔

۳۔ چھپا کر صدقہ دینا، دینے والے کے عمل کو راز رکھنے میں معاون ثابت ہوتا ہے کیونکہ ظاہر کر کے دینے کے مقابلہ میں چھپا کر دینا افضل ہے اور نیکی کی تکمیل میں معاونت بھی نیکی ہے اور چھپانا دونوں (لینے والے اور دینے والے) کے ذریعہ

Marfat.com

ہی ممکن ہوگا کہ جب بھی ظاہر کیا جائے گا تو دینے والے کا راز کھل جائے گا۔

ایک شخص نے کھلے عام کسی عالم کو کوئی چیز دی تو انہوں نے اسے واپس کر دیا پھر کسی نے پوشیدہ طور پر دی تو انہوں نے قبول کر لی ان سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ دوسرے نے اپنا صدقہ چھپا کر دینے میں ادب سے کام لیا تو میں نے قبول کیا جبکہ پہلے نے اپنے عمل میں بے ادبی کی لہٰذا میں نے اس کا عطیہ لوٹا دیا۔

کسی شخص نے ایک صوفی بزرگ کو مجمع میں کوئی چیز دی تو انہوں نے واپس کر دی اس نے کہا آپ نے اللہ ﷻ کی عطاء سے میرا پیش کردہ کیوں واپس کر دیا؟ تو انہوں نے جواب دیا تو نے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر خرچ کی جانے والی چیز میں اس کے غیر کو شریک کیا اور اللہ ﷻ پر قناعت نہ کی تو میں نے تیرا شرک (یعنی لوگوں پر اظہار کر کے نہ کہ معاذ اللہ عبادت میں شرک) واپس کر دیا۔

ایک عارف باللہ بزرگ نے پوشیدگی میں وہی چیز قبول کر لی جو علانیہ دیئے جانے پر لوٹا دی تھی۔ اس پر ان سے پوچھا گیا تو جواباً فرمایا تم علانیہ دے کر اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہوئے تو میں اس معصیت پر تمہارا معاون نہ ہوا مگر جب خفیہ طور پر دے کر تم اللہ تعالیٰ کے مطیع ہوئے تو میں نے تمہاری اس بھلائی میں مدد کی۔

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں اگر مجھے یقین ہو جاتا کہ وہ لوگ اپنے صدقہ کا تذکرہ نہیں کریں گے اور نہ کسی سے چرچا کریں گے تو میں ان کا صدقہ ضرور قبول کرتا۔

Marfat.com

۴۔(چھپا کر دینا اس لئے بھی بہتر ہے) کیونکہ ظاہری طور پر لینے میں ذلت اور توہین ہے اور مومن اپنے نفس کو ذلیل نہیں کرتا ایک عالم پوشیدہ طور پر لے لیتے تھے جبکہ ظاہر کر کے دیا جاتا تو نہ لیتے اور فرماتے، اس کے اظہار میں علم کی ذلت اور علماء کی اہانت ہے، تو میں علم کو پست کر کے اور اہل علم کو ذلیل کر کے کسی دنیوی چیز کو برتری نہیں دیتا۔

۵۔(چھپا کر صدقہ دینے سے) شرکت کے شبہ سے بچاؤ ہوتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس آدمی کو کوئی تحفہ دیا جائے جبکہ اس کے پاس اور بھی لوگ موجود ہوں تو وہ سب اس تحفہ میں شریک ہیں۔ کہ وہ اگر چاندی یا سونا بھی ہو (یعنی کتنی ہی قیمتی شے ہو) تو بھی تحفہ کے زمرے سے خارج نہ ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بہتر صدقہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کو چاندی دے یا روٹی کھلا دے۔

آپ ﷺ نے صرف چاندی ہی کو تحفہ فرمایا، مگر (جان لیجئے کہ) لوگوں کی موجودگی میں سب کی مرضی کے بغیر کسی ایک شخص کو کوئی بھی چیز دینا مکروہ ہے اور شبہ سے خالی نہیں، البتہ اگر تنہائی میں دے گا تو اس شبہ سے محفوظ رہے گا۔

صدقہ ظاہر کر کے دینا:

صدقہ ظاہر کر کے دینے اور اسکا تذکرہ کرنے میں چار معانی ہیں:

۱۔اخلاص، سچائی، اپنے حال کو دھوکے سے سلامت رکھنا اور دکھاوے سے بچے رہنا۔

Marfat.com

۲۔ جاہ و مرتبہ کو ساقط کر دینا، بندگی اور مسکینیت کا اظہار، تکبر اور تونگری کے دعووں سے آزاد ہونا اور مخلوق کی نظروں میں اپنے نفس کو حقیر ٹھہرانا۔

ایک صاحب معرفت بزرگ نے اپنے شاگرد سے فرمایا، صدقہ لینے کو ہر حالت میں ظاہر کیا کرو اس لئے کہ لیتے وقت دو قسم کے بندوں سے واسطہ پاؤ گے، ایک تو وہ شخص ہوگا کہ جب تم صدقہ لینے کو ظاہر کرو گے تو وہ بددل ہوگا اور یہی مقصود ہے کیونکہ یہ تمہارے دین کی بقاء ہے اور تمہارے نفس کی آفات کی کمی کا باعث ہے یا پھر ایسے شخص سے واسطہ پڑے گا جس کے دل میں، تمہارے سچ کے اظہار کی وجہ سے، تمہاری محبت بڑھے گی اور یہی تمہارا بھائی چاہتا ہے کیونکہ وہ تم سے جتنی زیادہ محبت اور جتنی زیادہ تمہاری تعظیم کرے گا تو اسی قدر اس کے ثواب میں اضافہ ہوگا۔

۳۔ اظہار کے تیسرے معنی یہ ہیں کہ عارف باللہ کی نظر چھپے وظاہر دونوں حال میں صرف اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہے تو اختلافِ حال توحید میں شرک ہے۔ کسی عارف نے فرمایا، ہم اس شخص کی دعا کا اعتبار نہیں کرتے جو پوشیدہ طور لے لے اور علانیہ کو رد کر دے۔ لوگ موجود ہوں یا غائب مخلوق کی جانب توجہ کرنا نقصان ہی کا موجب ہے بلکہ ضروری ہے کہ انسان کی نظر صرف ذاتِ واحد پر لگی رہے۔

حکایت کی گئی ہے کہ ایک شیخ اپنے ایک مرید پر سب سے زیادہ توجہ فرماتے، دیگر کو یہ بات تکلیف کا باعث بنی، چنانچہ شیخ صاحب نے اپنے اس مرید کی اوروں پر بڑائی کو ظاہر فرمانا چاہا، لہٰذا سب مریدین کو ایک ایک مرغی دے دی اور فرمایا تم سب مرغیاں لے جاؤ اور وہاں جا کر ذبح کرنا جہاں کوئی نہ دیکھے، وہ تمام

Marfat.com

گئے اور ذبح کر آئے جبکہ وہ مرید ویسے ہی مرغی واپس لے کر لوٹ آیا، شیخ صاحب نے ان مریدوں سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ جو شیخ نے حکم دیا ہم نے کیا، شیخ نے اس خاص مرید سے سوال کیا، آپ نے دیگر ساتھیوں کی طرح مرغی ذبح کیوں نہ کی؟ اس مرید نے جواب دیا، مجھے کوئی ایسی جگہ نہ ملی جہاں مجھے کوئی بھی نہ دیکھتا ہو، بے شک اللہ تعالیٰ مجھے ہر ہر جگہ دیکھ رہا ہے۔ تو شیخ صاحب نے فرمایا، اسی لئے میں اس کی طرف زیادہ متوجہ ہوں کہ یہ غیر اللہ ﷻ کی طرف متوجہ نہیں۔

۴۔ دینے میں اظہار کرنے سے ادائیگی شکر کی سنت کا قیام ہوتا ہے،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾ (الضحیٰ: ۹۳/۱۱)

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کر۔ (کنزالایمان)

اور نعمت کو چھپانا اس کو جھٹلانا ہے، جس نے اللہ کے دیئے کو چھپائے رکھا تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدس کے ساتھ ارتکاب مذمت ہوا، (العیاذ باللہ) اور اس نے اس نعمت کو کنجوسی میں ملا دیا۔ ارشاد خداوندی ہے:

اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ يَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ (النساء: ۴/۳۷)

ترجمہ: جو آپ بخل کریں اور اوروں سے بخل کے لئے کہیں اور اللہ نے جو اُنہیں اپنے فضل سے دیا ہے اُسے چھپائیں۔ (کنزالایمان)

اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

إِذَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلٰى عَبْدٍ نِعْمَةً أَحَبَّ أَنْ تُرٰى نِعْمَتُهُ عَلَيْهِ.[1]

جب اللہ اپنے کسی بندے کو نعمت سے مشرف فرماتا ہے تو پسند فرماتا ہے کہ وہ نعمت اس پر دکھائی دے۔

ایک شخص نے کسی زاہد کو چھپا کر کوئی چیز دی تو انہوں نے لینے سے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا یہ دینوی ہے ؛سے ظاہر کرنا افضل ہے اور اُخروی امورِ میں چھپانا افضل ہے۔

اسی لئے ایک نیک بزرگ نے فرمایا، جب تمہیں مجمع میں کچھ دیا جائے تو لے لو اور پھر تنہائی میں لوٹا دو اور اس پر شکر ادا کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ.[2]

جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہ کیا اس نے اللہ عزوجل کا بھی شکر ادا نہ کیا۔

اور شکریہ ادا کرنا بدلہ دینے کے قائم مقام ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] (المسند للإمام أحمد بن حنبل، المجلد الخامس، مسند مالک بن نضلة، ص۴۵۶، الحديث: ۱۵۹۸۷)
(الثقات لابن حبان، المجلد الثالث، ص۳۷۶، الحديث: ۱۲۳۴)
(التمهيد لابن عبد البر، المجلد الثالث، ص۲۵۴)
(مسند الشهاب، المجلد الثاني، ص ۱۶۱، الحديث: ۱۱۰۰)
(تاريخ جرجان، ۱/۱۴۲)
(المعجم الكبير للطبراني، المجلد الثامن عشر، ص ۱۸۱، الحديث: ۴۱۸)
(نصب الراية، ۴/۲۸۳)

[2] (الجامع لمعمر بن راشد، ۱۰/۴۲۵)
(المسند للإمام أحمد بن حنبل، المجلد الثالث، مسند أبي هريرة، ص۸۴، الحديث: ۷۴۹۵)
(سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (۲۸) البر والصلة، باب (۳۵) ما جاء في الشكر لمن أحسن إليک، ص۸۹، الحديث: ۱۹۵۵)
(مسند أبي يعلى، المجلد الأول، من مسند أبي سعيد الخدري، ص۳۵۷، الحديث: ۱۱۲۳)
(المعجم الكبير للطبراني، ۲/۲۵۶، الحديث: ۲۵۰۱)

Marfat.com

مَنْ أَسْدٰى إِلَيْكُمْ مَعْرُوْفاً فَكَافِئُوْهُ، فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِيْعُوْا فَأَثْنُوْا عَلَيْهِ بِهِ خَيْراً وَادْعُوْا لَهُ حَتّٰى تَعْلَمُوْا أَنَّكُمْ قَدْ كَافَأْتُمُوْهُ.[1]

جو آدمی تم سے نیکی سے پیش آئے تو اسے اچھا بدلہ دو اور اگر اس کی طاقت نہ رکھو تو اس کے دیئے پر اس کی تعریف کردو اور اس کے لئے دعا کرو حتی کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ بدلہ چکا دیا۔

جب مہاجرین صحابہ کرام نے (انصار کا) شکریہ ادا کرنا چاہا تو بارگاہِ رسالت میں عرض کی، یارسول اللہ ﷺ ہم ان لوگوں سے بہتر کسی قوم کو نہیں جانتے جن کے پاس ہم ٹھہرے ہیں، انہوں نے اپنے مال ہم میں تقسیم کر دیئے ہمیں تو خوف ہے کہ کہیں یہ لوگ تمام ہی اجر نہ لے جائیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ مَا شَكَرْتُمْ لَهُمْ وَأَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ بِهِ فَهُوَ مُكَافَأَةٌ.[2]

تم نے جتنا بھی ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کی مدد پر ان کی تعریف کی، یہی بدلہ ہے۔

---

[1] (الأدب المفرد للبخاري، باب (۱۱۰) من صُنع إليه معروف فليكافئه، ص۷۷، الحديث: ۲۱۵)
(سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (۳) الزكاة، باب (۳۸) عطية من سأل بالله، ص۲۱۲، الحديث: ۱۶۷۲)
(المستدرک على الصحيحين، المجلد الثاني، ص۷۳، الحديث: ۲۳۶۹)
(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (۲۳) الزكاة، باب (۷۲) من سأل بوجه الله ﷻ، ص۸۷، الحديث: ۲۵۶۶)
(المغني للمقدسي، ۹/۴۲۳)

[2] (المصنف لابن أبي شيبة، المجلد الخامس، كتاب (۱۹) الأدب، باب (۱۷۶) في الثناء الحسن، ص۳۲۱، الحديث: ۲۶۵۰۱)
(سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (۳۸) صفة القيامة والرقائق والورع، باب (۴۴)، ص۳۷۶-۳۷۷، الحديث: ۲۴۸۷)
(مسند أبي يعلى، المجلد الثالث، حميد الطويل عن أنس بن مالك ﷺ، ص۲۳۸-۲۳۹، الحديث: ۳۷۸۰)
(المعجم الأوسط للطبراني، ۷/۲۰۹، الحديث: ۷۲۹۲)

Marfat.com

اظہار اور پوشیدگی کے مسئلہ میں امام غزالی رضی اللہ عنہ کی تطبیق:

اب جب آپ ان باتوں کو سمجھ گئے تو یہ بھی جان لیجئے کہ (مذکورہ بالا) لوگوں کے اختلاف میں اختلاف نہیں بلکہ اختلافِ حالات میں ہے۔

تو اس راز سے پردہ یوں اُٹھتا ہے کہ ہم قطعی فیصلہ تو نہیں دے سکتے کہ پوشیدہ دینا ہر حال میں افضل ہے یا ظاہر کر کے؟ مگر (اتنا بتادیں کہ) نیتوں کے بدلنے سے احکام تبدیل ہو جاتے ہیں اور نیتیں، احوال و اشخاص کی تبدیلی سے بدل جاتی ہیں لہٰذا لازم ہے کہ مخلص آدمی اپنے نفس کی محافظت کرے تا کہ نہ تو دھوکے کی سولی پر لٹکے اور نہ طبیعت کے بناوٹی پن اور شیطان کے مکر میں آئے، اور (یہ بھی اچھی طرح جان لیجئے کہ) ظاہراً دینے کی نسبت چھپا کر دینے میں دھوکہ اور فریب غالب ہے۔ اس کے باوجود بھی دونوں صورتوں میں مکر و فریب کا عمل دخل ہے۔

چھپانے میں فریب کا دخل طبیعت کا اس کی جانب مائل ہونے کی وجہ سے ہے کیونکہ چھپانے میں لوگوں کے نزدیک جاہ و منزلت کی حفاظت اور لوگوں کی نگاہوں سے اپنی قدر کو گرنے سے بچانا ہے، کیونکہ لوگ اسے توہین آمیز نگاہوں سے دیکھیں گے اور دینے والے کو انعام و احسان کرنے والا سمجھیں گے اور یہ لاعلاج بیماری ہے جو نفس میں جڑ پکڑ لیتی ہے۔

اور شیطان پوشیدگی کے ذریعہ اس پر اچھی باتیں ظاہر کرتا ہے حتی کہ وہ ان پانچوں مذکورہ باتوں کو علت بنا کر پیش کرتا ہے ان تمام باتوں کا معیار ایک ہی بات ہے وہ یہ کہ لینے والے کو اپنے لئے ہوئے صدقہ کا حال کھل جانے سے اتنا ہی دکھ ہو جتنا

Marfat.com

اس کے دوسرے احباب کے صدقہ کے ظاہر ہونے سے ہوتا ہے۔ اگر لوگوں کو غیبت، حسد اور بدگمانی سے بچانا ضروری ہو یا پردہ کھل جانے سے بچنا یا دینے والے کو پوشیدہ دینے پر مدد دینا یا علم کو ذلت سے بچانا مقصود ہو تو یہ تمام باتیں دوسرے بھائی کے صدقہ کا حال کھلنے سے بھی ہوں گی، اگر دوسرے کسی کا حال کھلنے کی بنسبت اپنے حال کا ظاہر ہونا زیادہ تکلیف دِہ جانے تو اس وقت خفیہ لینے کے ان فوائد کا بہانہ بنانا محض مغالطہ، اور شیطان کے مکر وفریب سے حاصل ہونے والی برائی ہے کیوں کہ علم کو رُسوا کرنا اس کے علم ہونے کی وجہ سے (قبیح) ہے اس لئے نہیں کہ وہ زید یا عمرو کا علم ہے۔ اور غیبت کے منع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کسی کی عصمت کو پیش ہوتی ہے نہ کہ اس لئے کہ وہ خاص شخص (مثلاً زید) کی عزت ہے۔ اور جو شخص اس بات کو اچھی طرح سمجھ جائے تو بسا اوقات شیطان اس شخص سے عاجز ہو جاتا ہے ورنہ تو وہ ہمیشہ ہی زیادہ عمل کا کاربند ہوتے ہوئے بھی کم اجر پانے والا ہوتا ہے اور جہاں تک ظاہر کا مسئلہ ہے تو اس کی طرف طبیعت اس لئے مائل ہوتی ہے کہ اس سے دینے والے کے دل کو طمانینت حاصل ہوتی ہے اور اسے ایسے کاموں پر رغبت دلاتا ہے اور دوسروں کے سامنے اس کو ظاہر کرنے کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ یہ شخص بہت زیادہ شکریہ ادا کرنے والوں میں سے ہے تا کہ وہ اس کی تعظیم بجالائیں اور اس پر خرچ بھی کریں اور یہ ایک پوشیدہ مرض ہے جس کی کوئی دوا نہیں۔ اور نیک بندے پر شیطان اسی صورت میں قادر ہوتا ہے کہ وہ اس خباثت کو اس کے سامنے سنت بنا کر پیش کرے اور اسے کہے کہ شکریہ ادا کرنا سنت ہے اور چھپانا ریاکاری ہے اور اس کے سامنے وہ فوائد بھی بیان کرے جو ہم نے ذکر کئے تا کہ وہ اسے ظاہر کرنے پر برانگیختہ کرے جبکہ اسے دکھاوے پر اُکسائے اس کا

Marfat.com

چھپانے کا مقصد وہی ہے جو ہم (یعنی امام غزالی) نے ذکر کیا۔

اس کا معیار یہ ہے کہ شکر کی طرف نفس کے مائل ہونے کو یوں مدنظر رکھے کہ نہ دینے والے کو معلوم ہو اور نہ ان لوگوں کو جو اسے دینے میں رغبت رکھتے ہیں اور ایسی جماعت کو معلوم ہو جو ظاہر کر کے دینے کو مکروہ جانتے ہیں اور اس کو پوشیدہ رکھنے میں رغبت رکھتے ہیں ان کی عادت یہ ہوتی ہے کہ وہ ایسے ہی کو دیتے ہیں جو لیا ہوا مخفی رکھے اور شکریہ بھی ادا نہ کرے اور اگر یہ حالات اس کے نزدیک برابر ہوں تو جان لینا چاہئے کہ یا تو اس کا مقصد شکریہ ادا کرنے میں قیامِ سنت اور اظہارِ نعمت ہے ورنہ تو دھوکہ ہے۔

پھر جب یہ معلوم ہو جائے کہ شکریہ ادا کرنے میں قیامِ سنت ہے تو دینے والے کا حق ادا کرنے سے ہرگز غافل نہ ہو۔ لہٰذا اگر وہ ایسا شخص ہو جو شکریہ ادا کرنے کو اور اس کے اظہار کو پسند کرتا ہو تو مناسب یہی ہے کہ چھپائے اور شکریہ ادا نہ کرے۔ تاکہ اس کا حق ادا کرنے میں ظلم پر اس کی مدد نہ کرے اور اس (لینے والے) سے شکریہ کا مطالبہ بھی ظلم ہے اور جب معلوم ہو کہ وہ نہ شکریہ ادا کرنے کو پسند کرتا ہے اور نہ ہی اس کو یہ مقصود ہے تو اس وقت اس کا شکریہ ادا کرے اور اس کے صدقہ کا چرچا بھی کرے اسی لئے حضور ﷺ کے سامنے کسی شخص کی تعریف کی گئی تو آپ نے فرمایا تم نے اس کی گردن ماردی اگر وہ سن لے تو فلاح نہ پائے گا۔ حالانکہ حضور ﷺ خود لوگوں کے منہ پر ان کی تعریف فرماتے، کیونکہ آپ کو ان کے یقین پر اعتماد تھا اور آپ کو علم تھا کہ یہ تعریف ان کو ضرر نہ دے گی بلکہ بھلائی کی جانب ان کی رغبت کو بڑھائے گی۔

Marfat.com

(کہ آپ ﷺ دلوں کے احوال سے بھی باخبر ہیں جو کہ غیب ہے)[1]۔

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ"، قَالَتْ: فَرَجَعْتُ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، فَقُلْتُ: إِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيْفُ ذَاتِ الْيَدِ، وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَأْتِهِ فَاسْأَلْهُ، فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ يُجْزِي عَنِّيْ وَإِلَّا صَرَفْتُهَا إِلَى غَيْرِكُمْ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بَلِ ائْتِيْهِ أَنْتِ، فَانْطَلَقْتُ، فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِبَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِثْلُ حَاجَتِهَا حَاجَتِيْ، وَكَانَ

زوجہ حضرت عبد اللہ بن مسعود حضرت زینب ثقفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عورتوں کی جماعت صدقہ کرو اگرچہ اپنے زیور سے ہی ہو، فرماتی ہیں، میں عبد اللہ کی طرف لوٹی کہا، تم کچھ مسکین و تنگدست ہو اور رسول اللہ ﷺ نے ہم کو صدقہ کا حکم دیا ہے تم وہاں حاضر ہو کر پوچھ آؤ اگر تم پر میرا صدقہ کرنا درست ہو تو خیر ورنہ میں آپ لوگوں کے سواء کسی اور جگہ خرچ کروں، فرماتی ہیں، کہ مجھ سے عبد اللہ بولے، کہ تم ہی وہاں جاؤ، لہٰذا میں چلی گئی تو حضور کے درِ اقدس پر ایک اور انصاری بی بی تھیں جنہیں

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الأول، كتاب أسرار الزكاة، الفصل الرابع في صدقة التطوع وفضلها وآداب أخذها وإعطائها، بيان اخفاء الصدقة وإظهارها، ص ۳۲۱_۳۲۲)

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أُلْقِيَتْ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ، فَخَرَجَ عَلَيْنَا بِلَالٌ ﷺ فَقُلْنَا لَهُ: ائْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبِرْهُ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْأَلَانِكَ أَتَجْزِي الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلَى أَزْوَاجِهِمَا وَعَلَى أَيْتَامٍ فِيْ حُجُوْرِهِمَا؟، وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَحْنُ. قَالَتْ: فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ هُمَا"؟، فَقَالَ: امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَزَيْنَبُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "أَيُّ الزَّيَانِبِ"؟، قَالَ: امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَهُمَا أَجْرَانِ: أَجْرُ الْقَرَابَةِ، وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ".[1]

میرے جیسا ہی کام تھا، فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ پر قدرتی ہیبت دی گئی تھی، فرماتی ہیں، کہ ہمارے پاس حضرت بلال ﷺ آئے ہم نے اُن سے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جائیں اور عرض کریں کہ دروازے پر دو بیبیاں ہیں جو حضور سے پوچھتی ہیں کہ کیا اُن کا اپنے خاوندوں اور اُن یتیموں پر خرچ کر دینا جو اُن کی پرورش میں ہوں صدقہ بن جائیگا؟ اور یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں، فرماتی ہیں، کہ حضرت بلال ﷺ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسئلہ پوچھا، اُن سے رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا، وہ کون ہیں؟ عرض کی کہ ایک انصاری بی بی اور زینب ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کونسی زینب؟ عرض کی عبداللہ بن مسعود کی زوجہ، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ انہیں دوہرا ثواب ہے ایک ثواب قرابت کا دوسرا صدقہ کا۔

[1] (سنن الدارمي، كتاب (٣) الزكاة، باب (٢٣) أي الصدقة أفضل، ص ٤٨٣، الحديث: ١٦٦٠)
(صحيح البخاري، المجلد الأول، كتاب (٢٤) الزكاة، باب (٥٠) الزكاة على الزوج والأيتام في الحجر، ص ٣٦٠ـ ٣٦١، الحديث: ١٤٦٦)

Marfat.com

''غالباً حضور انور ﷺ کا یہ ارشاد (اے عورتوں کی جماعت صدقہ کیا کرو) عید کے دن تھا چونکہ اُس زمانہ میں عورتیں بھی نماز عید کے لئے عیدگاہ جاتی تھیں اور اُن کے لئے بعد نماز مخصوص وعظ ہوتا تھا، اُس وعظ میں آپ نے یہ سُنا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، کہ عورتوں کے استعمالی زیور پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اور یہ زکوٰۃ عورت پر فرض ہے نہ کہ اُس کے خاوند پر خواہ میکے سے زیور ملا ہو یا سُسرال والوں نے دیا ہو بشرطیکہ (انہوں نے) مالک کر دیا ہو، لہٰذا یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے امام شافعی کے ہاں پہننے کے زیور میں زکوٰۃ نہیں''۔

اور حضرت زینب نے حضرت عبداللہ سے جو کہا، ''یعنی اگر تم کو میرا صدقہ دینا درست ہو تو تب تو میں تم ہی کو صدقہ دے دوں، ورنہ کسی اور کو دوں: اس سے معلوم ہوا غنی عورت کا خاوند اور غنی خاوند کی بیوی ایک دوسرے کے غِنٰی سے غَنی نہ مانے جائیں گے، جیسے امیر کی بالغ اولاد باپ کے غنا سے غنی نہیں ہوتی، دیکھو حضرت ابن مسعود کی بیوی غنیہ تھیں مگر خود ابن مسعود مسکین تھے''۔

''حضرت ابن مسعود کی کچھ اولاد بھی تھی، اور اب حضرت زینب اُن کی پرورش فرماتی تھیں، غیر کم میں ان سب سے خطاب ہے، یعنی اگر تمہیں اور تمہارے

= (صحيح مسلم، كتاب (١٢) الزكاة، باب (١٤) فضل النفقة والصدقة على الأقربين إلخ، ص٣٦٠، الحديث: ٤٥-(١٠٠٠))
(سنن ابن ماجة، المجلد الثاني، كتاب (٨) الزكاة، باب (٢٤) الصدقة على ذي قرابة، ص٤٠٦-٤٠٧، الحديث: ١٨٣٤)
(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (٢٣) الزكاة، باب (٨٢) الصدقة على الأقارب، ص٩٧، الحديث: ٢٥٨٣)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٧) أفضل الصدقة، الفصل الأول، ص٣٦٦-٣٦٧، الحديث: ١٩٣٤)

Marfat.com

ان بچوں کو میرا صدقہ لینا درست ہو تو میں تمہیں دے دوں ورنہ دوسروں کو دوں"۔

اور راویہ رضی اللہ عنہا کا وہ فرمان، کہ رسول اللہ ﷺ پر قدرتی ہیبت دی گئی، "یعنی رب العالمین نے دلوں میں آپ کی ہیبت ڈال دی تھی جسکی وجہ سے ہر شخص بغیر اجازت خدمت میں حاضر ہونے، عرض معروض کرنے کی ہمت نہ کرتا تھا، اور حاضرین بارگاہ بھی ایسے خاموش اور با ادب بیٹھتے تھے جیسے انکے سروں پر پرندے ہیں، حالانکہ سرکار انتہائی خلیق اور بہت رحیم وکریم تھے، شعر

ہیبتِ حق است ایں از خلق نیست ❁ ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست

اسی وجہ سے دونوں بیبیاں دروازے پر کھڑی رہ گئیں، بارگاہ پاک میں باریاب نہ ہوئیں"۔

اور "شاید یتیموں سے اُن کے خاوندوں کی وہ اولاد مراد ہے جن کی والدہ فوت ہو چکی تھی یعنی ان کی سوتیلی اولاد نہیں یتیم کہنا مجازاً ہے، ورنہ انسان یتیم وہ نابالغ ہوتا ہے جس کا باپ فوت ہو جائے اور جانوروں میں وہ بچہ یتیم جس کی ماں مر جائے، ان بیبیوں کا خیال یہ تھا کہ چونکہ یہ سب لوگ ہمارے ساتھ ہی رہتے سہتے ہیں اور ساتھ کھاتے پیتے ہیں، اگر انہیں صدقہ دیا گیا، تو اس کا کچھ حصہ ہمارے کھانے میں بھی آجائیگا لہٰذا ناجائز ہونا چاہئے"۔

اور بیبیوں کا یہ عرض کرنا، کہ یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں، "تاکہ حاضرین میں ہمارا نام نہ لیا جائے اور ہمارا سوال ریا نہ بن جائے یا ہم بلا نہ لی جائیں"۔

"حضرت بلال کا جواب (ابن مسعود کی زوجہ زینب ہیں) نہایت ایمان افروز ہے کیونکہ ان بیبیوں نے کہا تھا کہ ہمارا نام نہ بتانا، حضور انور ﷺ نے فرمایا نام

Marfat.com

بتاؤ تو حکم رسول و حکم اُمتی میں تعارض ہوا، جناب رسول اللہ ﷺ کے حکم کو ترجیح ہوئی اور اُمتی کا حکم قابل قبول عمل نہ رہا: (صاحب) مرقات نے یہاں فرمایا کہ حضرت بلالؓ پر نام بتادینا فرض شرعی ہوگیا، کیونکہ حضور انور ﷺ کا حکم ماننا فرض ہے، انہیں دوسری بی بی کا نام معلوم نہیں تھا ورنہ وہ بھی بتادیتے"۔

"سارے ائمہ اس پر متفق ہیں کہ خاوند اپنی بیوی کو اپنی زکوٰۃ نہیں دے سکتا مگر اس میں اختلاف ہے کہ بیوی خاوند کو زکوٰۃ دے سکتی ہے یا نہیں، ہمارے امام اعظم فرماتے ہیں کہ نہیں دے سکتی، دیگر ائمہ فرماتے ہیں کہ دے سکتی ہے، اُن بزرگوں کی دلیل یہ حدیث ہے امام اعظم فرماتے ہیں کہ یہاں صدقہ نفل مراد ہے، صدقہ فرض کی تصریح نہیں، نیز عورت و خاوند کے مال قریباً مشترک ہوتے ہیں، تو جب خاوند بیوی کو زکوٰۃ نہ دے سکا تو بیوی خاوند کو زکوٰۃ کیسے دے سکتی ہے صدقہ کا لفظ صدقہ نفلی پر عام شائع ہے"۔[1] (ملخصا)

امام ابوحامد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں،

پوشیدہ صدقہ کا فائدہ یہ ہے کہ ریاکاری اور سنانے سے آزادی مل جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْ مُسْمِعٍ وَلَا مُرَاءٍ وَلَا مَنَّانٍ.

اللہ تعالیٰ ایسے شخص کا صدقہ قبول نہیں فرماتا جو سنانا چاہے نہ دکھاوا کرنے والے کا، نہ احسان جتانے والے کا۔

اور اپنے صدقہ کا تذکرہ کرنے والا (درحقیقت) اس صدقہ کے چرچے کا طالب ہوتا

---

[1] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۳، ص ۱۱۸ تا ۱۲۰)

Marfat.com

ہے۔ اور لوگوں کے مجمع میں دینے والا ریاکاری کا طلبگار رہوتا ہے۔ لہٰذا چھپانا اور خاموش رہنا باعثِ نجات ہے۔

ایک جماعت نے پوشیدگی کی فضیلت میں اس قدر مبالغہ کیا کہ ان کی کوشش رہی کہ لینے والا بھی نہ جان سکے کہ دینے والا کون ہے؟

بعض تو نابینا کے ہاتھ میں دیتے اور بعض فقیر کے رستے میں ڈال دیتے اور فقیر کی بیٹھک کے پاس یوں رکھ دیتے کہ دینے والا نظر ہی نہ آتا۔ اور بعض تو سوئے ہوئے فقیر کے کپڑوں میں ڈال دیتے اور بعض دوسروں کے ہاتھ فقیر کو یوں بھجواتے کہ اُسے دینے والے کا علم نہ ہو اور دینے والا پہنچانے والے (وکیل) کو چھپانے کا کہہ رکھتا کہ اس کے بارے میں نہ بتائے ان تمام مساعی کا ثمرہ فقط یہ ہوتا کہ رب تعالیٰ کے غضب کی آگ کو بجھا دیں اور دکھاوے اور سنانے سے بچ جائیں اور اگر کسی کو پہچانے بغیر دینا ممکن نہ ہو تو وکیل کو دے دیا جائے تا کہ وہ مسکین کے سپرد کر دے اور وہ مسکین بھی پہلے دینے والے کو نہ جان سکے کیونکہ مسکین کے جان لینے سے دکھاوا اور احسان کا اظہار دونوں کا امکان ہے البتہ وکیل کا واسطہ ریاکاری کا باعث نہ ہوگی اور جب دینے میں شہرت مقصود ہو تو عمل کا اجر ضائع ہو جاتا ہے کیوں کہ زکوٰۃ کنجوسی کو زائل کرتی ہے اور محبت مال کو کمزور کرتی ہے اور جاہ و مرتبہ کی حرص مال کی محبت سے زیادہ جلد نفس پر غالب آتی ہے اور دونوں ہی آخرت میں ہلاکت کی باعث ہیں مگر کنجوسی قبر میں بچھو کی شکل میں آتی ہے اور ریاکاری گنجے سانپ کی مثل۔ جبکہ دینے والے کو حکم ہے کہ وہ ان دونوں (بچھو و سانپ) کی اذیت کو دور کرنے یا کم کرنے کے لئے ان کو کمزور کرے یا قتل کر دے (یعنی کنجوسی اور دکھاوے سے پرہیز کرے)۔ اور

Marfat.com

جب وہ دکھاوے اور سنانے کا ارادہ کرے گا تو گویا وہ بچھو کے بعض اعضاء کو سانپ کی غذا بنادے گا اس طرح بچھو جوں جوں کمزور ہوگا سانپ اسی قدر طاقتور ہوگا اور اگر معاملے کو ویسے ہی چھوڑ دے تو اس پر یہ کام آسان ہوگا۔ لہٰذا اگر ان صفات کے تقاضوں کے مطابق عمل کرے تو انہیں قوت ملتی ہے اور اگر ان کے تقاضے کے خلاف کرے تو یہ کمزور ہوتی ہے تو بخل کا تقاضہ کرنے والے کاموں کی مخالفت اور دکھاوے کے باعث امور کو مان لینے کا کیا فائدہ ہے، اس طرح کمزور کمزور تر اور قوی مزید مضبوط ہو جاتا ہے۔[1]

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الأول، كتاب أسرار الزكاة، باب دقائق الآداب الباطنة في الزكاة، الوظيفة الثالثة، ص ۳۰۳)

Marfat.com

کھانا کھلانے اور پانی پلانے کے فضائل

فرائض وواجبات کو کما حقہ بجالاتے ہوئے صدقات اور دیگر نفلی عبادات و افعال کے سبب اپنے فضل سے اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو بے شمار نعمتیں عطا فرماتا ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۚ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا ۝۶ یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ یَخَافُوْنَ یَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا ۝۷ وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ۝۸ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ۝۹

(الدھر: ۷۶/۵۔۹)

ترجمہ: بیشک نیک پئیں گے اس جام میں سے جس کی ملونی کافور ہے وہ کافور کیا ایک چشمہ ہے جس میں اللہ کے نہایت خاص بندے پئیں گے اپنے محلوں میں اُسے جہاں چاہیں بہا کر لیجائیں گے اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی بُرائی پھیلی ہوئی ہے اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے۔ (کنزالایمان)

Marfat.com

''شانِ نزول: یہ آیت حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی کنیز فضہ کے حق میں نازل ہوئی حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہوئے، ان حضرات نے اُن کی صحت پر تین روزوں کی نذر مانی اللہ تعالیٰ نے صحت دی نذر کی وفا (یعنی پورا کرنے) کا وقت آیا سب صاحبوں نے روزے رکھے حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ایک یہودی سے تین صاع (صاع ایک پیمانہ ہے) جَو لائے حضرت خاتونِ جنت نے ایک ایک صاع تینوں دِن پکایا لیکن جب افطار کا وقت آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں تو ایک روز مسکین ایک روز یتیم اور ایک روز اسیر آیا اور تینوں روز یہ سب روٹیاں ان لوگوں کو دیدی گئیں اور صرف پانی سے افطار کر کے اگلا روزہ رکھ لیا گیا''۔[1]

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: "تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ".[2]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، کہ کون سا اسلام اچھا ہے؟ فرمایا، کھانا کھلاؤ اور ہر جانے انجانے شخص کو سلام کرو۔

---

[1] (خزائن العرفان)

[2] (صحيح البخاري، المجلد الرابع، كتاب (٧٩) الاستئذان، باب (٩) السلام للمعرفة وغير المعرفة، ص١٤٥، الحديث:٦٢٣٦)
(صحيح مسلم، كتاب (١) الإيمان، باب (١٤) بيان تفاضل الإسلام إلخ، ص٤٠، الحديث: ٦٣-(٣٩))
(سنن أبي داود، المجلد الخامس، كتاب (٣٥) الأدب، باب (١٤٢) في إفشاء السلام، ص٢٣٨، الحديث:٥١٩٣) =

Marfat.com

''یعنی اسلامی کاموں میں کونسا کام اچھا ہے''۔

''سلام صرف اسلامی رشتہ سے ہو کاروباری دنیاوی تعلقات سے نہ ہو خیال رہے کہ حضور کے جوابات سائل کے سوال کے حال کے مطابق ہوتے تھے اسی لئے اس سوال کے جواب مختلف دیئے کسی سے فرمایا کہ بہترین عمل نماز ہے کسی سے فرمایا جہاد ہے یہاں فرمایا بہترین عمل کھانا کھلانا، سب کو سلام کرنا یعنی تیرے لئے یہ دو کام بہتر ہیں خیال رہے کہ تقویٰ سلام کرنا، سلام کہلوانا سلام لکھنا لکھوانا سلام کہلا بھیجنا سب کو شامل ہے مَنْ عَرَفْتَ کا تعلق صرف سلام سے ہے کھانا کھلانے سے نہیں''۔[1]

ایک اور حدیث شریف میں ارشاد ہے:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ إِذَا رَأَيْتُكَ طَابَتْ نَفْسِيْ، وَقَرَّتْ عَيْنِيْ، أَنْبِئْنِيْ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ؟ قَالَ: "كُلُّ شَيْءٍ خُلِقَ مِنَ الْمَاءِ". فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ إِذَا

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں نے عرض کی یا رسول اللہ جب میں آپ کو دیکھتا ہوں تو میرا دل باغ باغ ہو جاتا ہے اور آنکھوں کو قرار ملتا ہے۔ (یا رسول اللہ) مجھے ہر چیز کی خبر عطا کر دیجئے، سرکار ﷺ نے فرمایا، ہر چیز پانی سے بنی ہے، میں نے عرض کی، اس چیز کی بھی خبر دیجئے جس پر

= (سنن ابن ماجة، المجلد الرابع، كتاب (٢٩) الأطعمة، باب (١) إطعام الطعام، ص ٣، الحديث: ٣٢٥٣)

(سنن النسائي، المجلد الرابع، الجزء الثامن، كتاب (٤٧) الإيمان، باب (١٢) أي الإسلام خير، ص ٤٨١، الحديث: ٥٠١٥)

(مشكاة المصابيح، المجلد الثاني، كتاب الآداب، باب (١) السلام، الفصل الأول، ص ١٦١، الحديث: ٤٦٢٩)

[1] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۶، ص ۳۱۴)

Marfat.com

عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: "أَطْعِمِ الطَّعَامَ، وَأَفْشِ السَّلَامَ، وَصِلِ الْأَرْحَامَ، وَصَلِّ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ"۔[1]

عمل کر کے میں جنت میں جا سکوں، فرمایا کھانا کھلاؤ، سلام کو پھیلاؤ اور صلۂ رحمی کرو، رات میں نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوں، تم سلامتی کے ساتھ جنت میں چلے جاؤ گے۔

اسی طرح دیگر اعمالِ خیر کے علاوہ بطور صدقہ کھلانے پلانے والوں کے لئے جنت کی بھی بشارت ہے، چنانچہ:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَأَفْشُوا السَّلَامَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ"۔[2]

حضرت عبد اللہ بن عمرو ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رحمٰن کی عبادت کرو، کھانا کھلاؤ، سلام پھیلاؤ جنت میں سلامتی سے چلے جاؤ۔

---

[1] (المسند للإمام أحمد، المجلد الثالث، مسند أبي هريرة، ص۱۷۴، الحديث: ۷۹۱۹، وعلى ص۲۹۷، الحديث: ۱۰۴۰۴)

[2] (المسند للإمام أحمد، المجلد الثاني، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص، ص۲۱۳، الحديث: ۶۵۸۷، وعلى ص۲۶۶، الحديث: ۶۸۴۸)

(سنن الدارمي، كتاب (۸) الأطعمة، باب (۳۹) في إطعام الطعام، ص۶۴۸، الحديث: ۲۰۸۵/۱)

(سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (۲۶) الأطعمة، باب (۴۵) ما جاء في فضل إطعام الطعام، ص۳۹، الحديث: ۱۸۵۵)

(سنن ابن ماجة، المجلد الرابع، كتاب (۳۳) الأدب، باب (۱۱) إفشاء السلام، ص۲۳۱، الحديث: ۳۶۹۴)

(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (۶) فضل الصدقة، الفصل الثاني، ص۳۶۲، الحديث: ۱۹۰۸)

Marfat.com

''رحمٰن کو پوجنا بہت جامع فرمان ہے جس میں ہر قسم کی عبادتیں داخل ہیں اگر یہ حدیث زکوٰۃ وروزہ کی فرضیت کے بعد کی ہو جب بھی درست ہے کہ عبادت رحمان میں وہ چیزیں بھی آگئیں''۔[1]

کھلانے پلانے والوں کے لئے جنت میں خوبصورت دریچے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَمْرٍو ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرَفاً يُرٰى ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا، وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا"، فَقَالَ: أَبُوْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ: لِمَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "هِيَ لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ، وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ وَبَاتَ قَائِماً وَالنَّاسُ نِيَامٌ".[2]

حضرت عبداللہ بن عمرو ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک جنت میں ایسے دریچے ہیں کہ جن کا ظاہر اندر سے نظر آتا ہے اور اندرونی حصہ باہر سے، تو ابو مالک اشعری نے عرض کی یہ کس کے لئے ہے یارسول اللہ؟ فرمایا جو اچھی بات کہے اور کھانا کھلائے اور کھڑے ہوکر (یعنی نماز پڑھتے ہوئے) رات گزارے جبکہ لوگ سوئے ہوتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنَّ فِي

حضرت ابو مالک اشعری ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

[1] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۳، ص ۱۰۳)

[2] (المسند للإمام أحمد، المجلد الثاني، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص، ص ۶۱۹، الحديث: ۶۶۱۵)
(السنن الكبرى للبيهقي، المجلد الرابع، كتاب الصيام، باب (۱۲۰) من لم ير بسرد الصيام باساً إلخ، ص ۳۹۵، الحديث: ۸۴۷۹)

Marfat.com

الْجَنَّةِ غُرَفاً يُرَى ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا، وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِمَنْ أَلَانَ الْكَلَامَ، وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَتَابَعَ الصِّيَامَ، وَصَلّٰى بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ۔[1]

جنت میں ایسے دریچے ہیں جن کا باہر اندر سے اور اندر باہر سے دیکھا جاتا ہے یہ اللہ نے ان کے لئے بنائے جو بات نرم کریں اور کھانا کھلائیں اور متواتر روزے رکھیں اور جب لوگ سوتے ہوں تو رات میں نماز پڑھیں۔

''یعنی ان کی دیواریں اور کواڑ ایسے صاف و شفاف کہ نگاہ کو نہیں روکتے جس کا نمونہ کچھ دنیا میں شیشے کی دیواروں اور کواڑوں میں نظر آتا ہے اس شفافی میں اس کے حسن وخوبی کی طرف اشارہ ہے''۔

''وہ دریچے ان لوگوں کے لئے ہیں جن میں یہ چار صفات جمع ہوں ہر مسلمان دوست یا دشمن سے نرمی سے بات کرنا، کفار سے سخت کلامی بھی عبادت ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ [الفتح:۴۸/۲۹] ترجمہ: کافروں پر سخت ہیں (کنزالایمان)) اور فرماتا ہے: ﴿وَ لْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً﴾ [التوبۃ:۹/۱۲۳] ترجمہ: اور چاہئے کہ وہ تم میں سختی پائیں (کنزالایمان)) ہر خاص و عام کو کھانا کھلانا، اس میں مشائخ کے لنگروں کا ثبوت ہے بعض بزرگوں کے ہاں چرندوں پرندوں کو بھی دانا پانی دیا جاتا ہے وہ طعام کو بہت عام کرتے ہیں''۔[2]

کھلانے پلانے والوں کو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں میں بہتر فرمایا:

---

[1] (المسند للإمام أحمد، المجلد السابع، مسند أبي مالک الأشعري، ص۲۰۶، الحديث: ۲۳۲۹۳)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الصلاة، باب (۳۳) التحريض على قيام الليل، الفصل الثاني، ص۲۴۳، الحديث: ۱۲۳۲)

[2] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج۲، ص۲۶۰)

Marfat.com

عَنْ حَمْزَةَ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ ﷺ قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِصُهَيْبٍ: فِيْكَ سَرَفٌ فِي الطَّعَامِ، فَقَالَ: إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "خِيَارُكُمْ مَنْ أَطْعَمَ الطَّعَامَ"۔[1]

حضرت حمزہ بن صُہیب اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا، کہ حضرت عمر نے صہیب سے فرمایا، تمہارے اندر کھانے کے معاملے میں بے اعتدالی ہے۔ تو انہوں نے جواباً عرض کی میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا، تم میں بہتر وہ ہے جو کھانا کھلائے۔

مسلمان مسکین کو کھانا کھلانا موجباتِ رحمت سے ہے، چنانچہ حدیثِ شریف میں ہے:

عَنْ جَابِرٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مِنْ مُوْجِبَاتِ الرَّحْمَةِ إِطْعَامُ الْمُسْلِمِ الْمِسْكِيْنِ"۔[2]

حضرت جابر ﷺ سے مروی ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، اسبابِ رحمت میں سے ایک سبب نادار مسلمان کو کھانا کھلانا ہے۔

صدقہ کردہ کھجور اور روٹی کا ٹکڑا اجر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُحد پہاڑ کی مثل ہو جاتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آپ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا، بے شک

---

[1] (المسند للإمام أحمد، المجلد السابع، مسند صهيب، ص ۹۲۴، الحديث: ۲۳۴۲۲)

[2] (الترغيب والترهيب، الملجلد الثاني، كتاب الصدقات، الترغيب في إطعام الطعام وسقي الماء إلخ، ص ۳۳، الحديث: ۹)

Marfat.com

اللّٰهَ لَيُرَبِّي لِأَحَدِكُمُ التَّمْرَةَ وَاللُّقْمَةَ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ، أَوْ فَصِيلَهُ حَتّٰى يَكُونَ مِثْلَ أُحُدٍ".[1]

اللہ تعالیٰ تمہاری (صدقہ شدہ) کھجور اور لقمہ کی اس طرح پرورش فرماتا ہے جیسا کہ تم میں کوئی اپنے بچھڑے یا اونٹ کی، یہاں تک کہ وہ کھجور یا لقمۂ طعام (یعنی اس کا اجر وثواب) اُحد پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے۔

یوں ہی روٹی کے ایک ٹکڑے یا ایک کھجور کے دانے کو صدقہ کرنے سے تین لوگوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے گا، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ اللّٰهَ ﷻ لَيُدْخِلُ بِلُقْمَةِ الْخُبْزِ، وَقَبْضَةِ التَّمْرِ وَمِثْلِهِ مِمَّا يَنْفَعُ الْمِسْكِينَ ثَلَاثَةَ الْجَنَّةَ: الْآمِرَ بِهِ، وَالزَّوْجَةَ الْمُصْلِحَةَ لَهُ، وَالْخَادِمَ الَّذِي يُنَاوِلُ الْمِسْكِينَ". وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَنْسَ خَدَمَنَا".[2]

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک ایک روٹی کے نوالے یا ایک کھجور کے دانے یا اسی کی طرح کوئی اور ایسی چیز جس سے مسکین کو فائدہ ہو، کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تین لوگوں کو جنت میں داخل فرمائے گا، ایک وہ شخص جو صدقہ کا حکم دے، دوسری وہ بیوی جو شوہر کے لئے نیک ثابت ہو اور تیسرا وہ خادم جو (بحکمِ حاکم) مسکین کو دے، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو ہمارے خُدام کو کبھی فراموش نہیں فرماتا۔

---

[1] (المسند للإمام أحمد، المجلد السابع، مسند عائشة رضي الله عنها، ص۳۹۵، الحديث: ۲۶۶۶۳)

[2] (المعجم الأوسط للطبراني، المجلد الخامس، ص۲۷۸، الحديث: ۵۳۰۹)
(المستدرک على الصحيحين، المجلد الرابع، ص۱۳۹، الحديث: ۷۱۸۷)

Marfat.com

ایک اور حدیث شریف میں ارشاد ہے:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، عَلِّمْنِيْ عَمَلاً يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ؟ قَالَ: "لَإِنْ كُنْتَ أَقْصَرْتَ الْخُطْبَةَ لَقَدْ أَعْرَضْتَ الْمَسْئَلَةَ، أَعْتِقِ النَّسَمَةَ، وَفُكَّ الرَّقَبَةَ، فَإِنْ لَّمْ تُطِقْ ذٰلِكَ فَأَطْعِمِ الْجَائِعَ، وَاسْقِ الظَّمْآنَ".[1] (ملخصاً)

حضرت براء بن عازب ﷺ فرماتے ہیں، ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا عرض کی، یارسول اللہ مجھے ایسا عمل سِکھا دیجئے جو مجھے جنّت میں لے جائے، فرمایا تو نے خطبہ پورا نہ سُنا اس لئے تجھے یہ مسئلہ درپیش ہے، غلام آزاد کر اور گردنیں چھڑوا، اگر اتنی طاقت نہیں تو بھوکے کو کھِلا اور پیاسے کو پِلا۔

جنت اور اس میں داخل ہونے کا علم، غیب سے تعلق رکھتا ہے، اعرابی ﷺ کے ایمان پر فِدا ہو جایئے کہ جنہوں نے بارگاہِ ناز میں سب سے پہلے تو ادباً یارسول اللہ کہا، یعنی میں اللہ پر تو ایمان رکھتا ہوں ساتھ ہی ساتھ ان کفار سے لاتعلقی کا بھی اعلان کرتا ہوں جو آپ کے بُغض میں آپ کی رسالت کے منکر ہوئے، یعنی میں آپ کو رسول اللہ مانتا ہوں پھر یہ بھی مانتا ہوں کہ آپ میری سُنتے ہیں اور میری جانب آپ کی توجہ کا طالب ہوں، اور یہی تو شعارِ اہلسنّت ہے اور یہی مقصودِ اہلِ سنن جو عین اتباعِ صحابہ ہے۔ پھر اپنے ایمان افروز سُوال سے قیامت تک کے غلاموں کے دلوں کو تسکین بخشی، کہ جنت (جو کہ غیب ہے) میں دخول (یہ بھی غیب ہے) کے متعلق علم عطا فرمایئے۔ ان صحابی کے ایک سُوال نے دو سوالوں کے جواب دے دیئے، ایک یہ کہ تعلیم وہی دیتا ہے جو علم

---

[1] المسند للإمام أحمد، المجلد السادس، مسند البراء بن عازب، ص ۳۵۱، الحديث: ۱۸۸۵۰)

Marfat.com

رکھتا ہو اور جو علم رکھے وہ بے علم نہیں ہوتا، معلوم ہوا سرکارِ دو عالم ﷺ پڑھے لکھے اتی ہیں، دوسرا جواب اس سوال کے متعلق دیا کہ کیا نبی کو غیب پر اطلاع ہے؟ صحابی کے ایمان اور منکر کے گمان کا موازنہ ملاحظہ ہو اور دودھ کے دودھ اور پانی کے پانی ہونے کا منظر دیکھئے، اور قربان جایئے سرکار ﷺ کے جواب کے کہ جنہوں نے سائل کو تہی دامن نہ لوٹایا اور جنت میں دخول کا فارمولا عنایت فرمادیا، اور قیامت تک کے مسلمانوں کو باور کرادیا کہ میں صحابی کے اس ایمان کی تصدیق کررہا ہوں۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ ظاہری حیات میں عنایات کا یہ عالَم تھا تو اب وصال باکمال کے بعد بدرجۂ اَولیٰ ہے اور آج بھی آپ کی جود وعطا بلاشبہ اور بھی جوش پر ہوں گے۔ اپنوں کی سمجھ میں تو یہ بات آگئی مگر غیروں میں کچھ کھلبلی محسوس کی جارہی ہے، لہٰذا کچھ وضاحت کی جاتی ہے، دیکھئے! آپ ﷺ نے فرمایا نَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ (سنن ابن ماجة، كتاب (٦) الجنائز، باب (٦٥) ذكر وفاته ودفنه ﷺ، الحديث:١٦٣٧) اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اُسے رزق دیا جاتا ہے، لہٰذا ذہن کے کسی گوشے میں پیدا ہونے والی اس شیطانی خلش اور شہر کے کونے کونے میں انسانی سازش کا قلع قمع ہوگیا کہ آیا نبی کریم ﷺ حیات ہیں یا (معاذ اللہ) نہیں؟، دوسری بات یہ کہ آپ ﷺ کے فرمان کی حقانیت میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ قرآن اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝﴾ [النجم:۵۳/۳] ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے (کنزالایمان)۔ تیسری بات یہ کہ اس روز کے مقابل آج آپ ﷺ کے مراتب بدرجۂ اَولیٰ بلند ہونے کی گواہی بھی قرآن دے رہا ہے: ﴿وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝﴾ [الضحى:۹۳/۴] ترجمہ: اور بیشک پچھلی تمہارے

Marfat.com

لئے پہلی سے بہتر ہے (کنزالایمان) معلوم ہوا، جودوسخا کے پیکر اللہ کے پیمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آج بھی ہم عصیاں شعاروں اور بے کاروں کی امداد کے لئے دستِ کرم بڑھائے ہوئے ہیں۔ سمجھدار وہی ہے جو حق کو حق جانے اور اسکی اتباع کرلے، اور ضدّی کے لئے موت ہی کافی ہے پھر معلوم ہوجائے گا۔

پیٹ بھر روٹی کھلانے والے کو اللہ تعالیٰ دوزخ سے سات خندقیں (مزید) دور فرمادیتا ہے اور ہر خندق کی مسافت پانچ سو سال ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ أَطْعَمَ أَخَاهُ خُبْزاً حَتّٰى يُشْبِعَهُ، وَسَقَاهُ مِنَ الْمَاءِ حَتّٰى يُرْوِيَهُ بَعَّدَهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ سَبْعَ خَنَادِقَ كُلُّ خَنْدَقٍ مَسِيْرَةَ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ"۔[1]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو اپنے بھائی کو کھلا کر سیر کردے اور پلا کر سیراب کردے، تو اللہ تعالیٰ اُسے جہنم سے سات خندقوں کے فاصلے سے (مزید) دور فرمادے گا جبکہ ہر خندق کی مسافت پانچ سو سال ہوگی۔

ہر تر جگر یعنی ہر ذی روح کی شکم سیری افضل صدقہ فرمایا گیا:

عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ أَنْ

حضرت انس ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، افضل صدقہ یہ ہے کہ

---

[1] (شعب الإيمان، المجلد الثالث، باب (۲۲) في الزكاة، فصل في إطعام الطعام وسقي الماء، ص: ۲۱۸، الحديث: ۳۳۶۸)

Marfat.com

تُشْبِعَ كَبِداً جَائِعاً".[1] تو بھوکے کلیجے کو سیر کردے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "أَيُّمَا مُؤْمِنٍ أَطْعَمَ مُؤْمِناً عَلٰى جُوْعٍ أَطْعَمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ، وَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَقٰى مُؤْمِناً عَلٰى ظَمَإٍ سَقَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الرَّحِيْقِ الْمَخْتُوْمِ، وَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ كَسَا مُؤْمِناً عَلٰى عُرْيٍ كَسَاهُ اللّٰهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ".[2]

حضرت ابوسعید ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو مسلمان کسی مسلمان کو بھوک میں کھانا کھلائے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے بروزِ قیامت جنت کے پھل کھلائے گا، اور جو کسی مسلمان کو پیاس میں پانی پلائے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے بروزِ قیامت مہر کی گئی نتھری شراب پلائے گا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا پہنائے گا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اُسے جنت کی پوشاک پہنائے گا۔

مریضوں کی تیمارداری اور بھوکوں پیاسوں کی دادرسی سے اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت حاصل ہوتی ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنَّ اللّٰهَ ﷻ

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ ﷻ

---

[1] (شعب الإيمان، المجلد الثالث، باب في الزكاة، فصل في إطعام الطعام وسقي الماء، ص۲۱۷، الحديث: ۳۳۶۷)

[2] (سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (۳۸) صفة القيامة والرقائق والورع، باب (۱۸)، ص۳۵۸، الحديث: ۲۴۴۹)

Marfat.com

يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَا ابْنَ آدَمَ: مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِيْ قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُوْدُكَ، وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِيْ فُلَاناً مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ، أَمَا عَلِمْتَ لَوْ عُدْتَّهُ لَوَجَدْتَنِيْ عِنْدَهُ. يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِيْ. قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أُطْعِمُكَ، وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ، أَمَا عَلِمْتَ إِنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ. يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ، فَلَمْ تَسْقِنِيْ. قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَسْقِيْكَ، وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟ قَالَ: اسْتَسْقَاكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ، أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ

قیامت کے دن فرمائے گا اے انسان میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہ کی بندہ کہے گا الٰہی میں تیری عیادت کیسے کرتا تُو تو جہانوں کا رب ہے فرمائے گا، کیا تجھے خبر نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تو تُو نے اس کی بیمار پُرسی نہ کی، کیا تجھے خبر نہیں کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا اے آدمی! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھے نہ کھلایا عرض کرے گا الٰہی! تجھے میں کیسے کھلاتا تُو تو جہانوں کا رب ہے، فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا مانگا تو نے اسے نہیں کھلایا کیا تجھے پتہ نہیں کہ اگر تو اسے کھلاتا تو میرے پاس پاتا، اے انسان! میں نے تجھ سے پانی مانگا تو تُو نے مجھے نہ پلایا عرض کرے گا مولا! میں تجھے کیسے پلاتا تُو تو جہانوں کا رب ہے، فرمائے گا تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تو نے اسے نہ پلایا اگر تو اسے پلاتا

Marfat.com

وَجَدْتَ ذٰلِکَ عِنْدِيْ"[1] تو آج میرے پاس وہ پاتا۔

''اس میں اشارۃً یہ فرمایا گیا کہ بندہ مومن بیماری کی حالت میں رب تعالیٰ سے اتنا قریب ہوتا ہے کہ اس کے پاس آنا گویا رب کے پاس ہی آنا ہے اور اس کی خدمت گویا رب کی اِطاعت ہے بشرطیکہ صابر وشاکر ہو کیونکہ بیمار مومن کا دل ٹوٹا ہوتا ہے اور ٹوٹے دلِ بیمار، کاشانۂ یار ہیں حدیث قدسی ہے: أَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ لِأَجْلِيْ، میں ٹوٹے دل والوں کے پاس ہوں، اس ترتیب سے معلوم ہو رہا ہے کہ بیمار پرسی اگلے اعمال سے افضل ہے، کیونکہ حضور ﷺ نے اس کا ذکر پہلے کیا''۔

اور حدیث شریف میں جو فرمایا کہ، اگر کھلاتا تو اسے میرے پاس پاتا، ''یعنی اس کھانے کا ثواب یہاں پاتا، خیال رہے کہ بیمار پرسی کے بارے میں فرمایا تو بیمار کے پاس مجھے پاتا اور بھوکوں کو کھانا کھلانے کے بارے میں فرمایا کہ تو اس کا ثواب یہاں پاتا، معلوم ہوا کہ بیمار پرسی بہت اعلیٰ عبادت ہے''۔

''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقراء مساکین اللہ کی رحمت ہیں ان کے پاس جانے، ان کی خدمتیں کرنے سے رب مل جاتا ہے، تو اولیاء اللہ کا کیا پوچھنا ان کی صحبت رب سے ملنے کا ذریعہ ہے مولانا فرماتے ہیں: شعر

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا ❁ او نشیند در حضور اولیاء

قرآن کریم فرماتا ہے: ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا﴾ (ترجمہ: اور اگر جب

---

[1] (صحيح مسلم، كتاب (٤٥) البر والصلة والآداب، باب (١٣) فضل عيادة المريض، ص٩٩٧، الحديث: ٤٣-(٢٥٦٩)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الجنائز، باب (١) عيادة المريض وثواب المرض، الفصل الأول، ص٢٩٤، الحديث: ١٥٢٨)

Marfat.com

وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں (کنزالایمان)) الآیۃ ﴿لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ ([النساء:۴/۶۴] ترجمہ: تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں (کنزالایمان)) صوفیاء فرماتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ جو گنہگار تمہارے پاس آجائے وہ خدا کو پالے گا، مولانا کے شعر کا ماخذ یہ آیت اور یہ حدیث ہے"۔[1]

روزہ دار، مسکین کو کھانا کھلانے والے، جنازہ میں شریک ہونے والے اور مریض کی عیادت کرنے والوں کے لئے بھی جنت کی بشارت فرمائی:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِماً"؟، فَقَالَ: أَبُوْ بَكْرٍ ﷺ: أَنَا، فَقَالَ: "مَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِيْناً"؟، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: أَنَا. قَالَ: "مَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً"؟، قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ ﷺ: أَنَا، فَقَالَ: "مَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيْضاً"؟ قَالَ: أَبُوْ بَكْرٍ: أَنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَا اجْتَمَعَتْ هٰذِهِ الْخِصَالُ قَطُّ فِيْ رَجُلٍ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آج تم میں سے کس نے روزہ دار ہو کر صبح کی؟ حضرت ابوبکر نے کہا میں نے، فرمایا آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھلایا؟ حضرت ابوبکر نے عرض کی، میں نے، فرمایا، آج تم میں سے کس نے جنازے میں شرکت کی؟ حضرت ابوبکر نے عرض کی، میں نے، فرمایا، آج تم میں سے کس نے کسی بیمار کی عیادت کی؟ حضرت ابوبکر نے عرض کی میں نے، فرمایا کہ جس شخص میں یہ تین خصلتیں جمع ہوجائیں

[1] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۲، ص ۴۰۶)

Marfat.com

إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ".[1]

وہ جنت ہی میں جاتا ہے۔

''حضور انور ﷺ کا جماعتِ صحابہ سے یہ سوال فرمانا، ان پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ظاہر کرنے اور انہیں آپ کے روزانہ کے اعمال دکھانے کے لئے ہے، ورنہ حضور انور ﷺ تو ہر ایک کے سارے ظاہر وخفیہ اعمال سے خبردار ہیں''۔

''اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ شیخ کا اپنے مریدوں کے حالات کی تفتیش کرنا، یونہی استاد کا شاگردوں کے خفیہ حالات معلوم کرنا سنت سے ثابت ہے، دوسرے یہ کہ امتی کا نبی سے، مرید کا شیخ سے، شاگرد کا استاد سے اپنی خفیہ نیکیاں بیان کرنا ریا نہیں، بلکہ انکی دعاء لے کر زیادہ قابل قبول بنانا ہے، تیسرے یہ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عابد ترین صحابی ہیں، کہ آپکے روزانہ کے یہ اعمال ہیں خیال رہے کہ أنا یعنی میں کہنا فخر وغیرہ کے لئے ہو تو منع ہے، عجز ونیاز کے طور پر جائز ہے، چوتھے یہ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بشہادتِ حدیث وقرآن جنتی ہیں''۔[2]

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟، قَالَ: "إِدْخَالُكَ السُّرُوْرَ عَلَى مُؤْمِنٍ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں سوال عرض ہوا، کون سے اعمال بہتر ہیں؟ فرمایا، کسی مسلمان کو خوش کردے کہ

---

[1] (صحيح مسلم، كتاب (١٢) الزكاة، باب (٢٧) من جمع الصدقة وأعمال البر، ص٣٦٩، الحديث: ٨٧-(١٠٢٨))
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٦) فضل الصدقة، الفصل الأول، ص٣٥٩، الحديث: ١٨٩١)

[2] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۳، ص ۹۴-۹۵)

Marfat.com

أَشْبَعْتَ جَوْعَتَهُ، أَوْ كَسَوْتَ عَوْرَتَهُ، أَوْ قَضَيْتَ لَهُ حَاجَتَهُ".[1]

اس کو کھانا کھلا دے یا اس کا ستر ڈھک دے (یعنی کپڑے پہنا دے) یا اس کی کوئی حاجت پوری کر دے۔

مسلمان کو پیٹ بھر کھلانے والا جنت میں خاص دروازے سے داخل ہوگا، چنانچہ:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ أَطْعَمَ مُؤْمِناً حَتّٰى يُشْبِعَهُ مِنْ سَغَبٍ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ بَاباً مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا مَنْ كَانَ مِثْلَهُ".[2]

حضرت معاذ بن جبل ﷺ نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں، جو کسی مسلمان کو بھوک میں کھانا کھلا کر سیر کر دے تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں اُس دروازے سے داخل فرمائے گا جس میں سے ایسے ہی لوگ داخل ہوں گے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے بھوکوں کو کھلانے والوں کے لئے وہ فضیلت عطا فرمائی کہ ان کے لئے جنت کا ایک دروازہ مختص فرما دیا۔

اللہ تعالیٰ کھلانے والوں پر فخر فرماتا ہے، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ جَعْفَرٍ الْعَبْدِيِّ وَالْحَسَنِ قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنَّ

حضرت جعفر عبدی اور حسن سے مروی ہیں، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک

---

[1] (المعجم الأوسط للطبراني، المجلد الخامس، ص ۲۰۲، الحديث: ۵۰۸۱)

[2] (المعجم الكبير للطبراني، المجلد العشرون، ص ۸۵، الحديث: ۱۶۲)
(الكامل في ضعفاء الرجال، ۱۱۸/۵)
(ميزان الاعتدال في نقد الرجال، المجلد الخامس، ص ۳۵۰)
(كشف الخفاء، المجلد الأول، ص ۴۰۵، الحديث: ۱۰۸۷)

Marfat.com

اللّٰهَ ﷻ يُبَاهِي مَلَائِكَتَهُ بِالَّذِيْنَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ مِنْ عَبِيْدِهِ".[1]

اللہ ﷻ اپنے بندوں میں سے کھانا کھلانے والوں کے ذریعہ اپنے فرشتوں کے ہاں فخر فرماتا ہے۔

ایک گنہگار کو فقط پانی پلانے پر مغفرت ملی، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ عَنْ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "رَجُلَانِ سَلَكَا مَفَازَةً عَابِدٌ، وَالْآخَرُ بِهِ رَهَقٌ فَعَطِشَ الْعَابِدُ حَتّٰى سَقَطَ فَجَعَلَ صَاحِبُهُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، وَهُوَ صَرِيْعٌ فَقَالَ: واللّٰهِ إِنْ مَاتَ هٰذَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ عَطَشاً، وَمَعِيَ مَاءٌ لَا أُصِيْبُ مِنَ اللّٰهِ خَيْراً أَبَداً، وَلَئِنْ سَقَيْتُهُ مَائِيْ لَأَمُوْتَنَّ فَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَعَزَمَ فَرَشَّ عَلَيْهِ مِنْ مَائِهِ وَسَقَاهُ فَضْلَهُ، فَقَامَ فَقَطَعَ الْمَفَازَةَ فَيُوْقَفُ الَّذِيْ بِهِ رَهَقٌ

حضرت انس بن مالک ﷺ سے مروی ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، دو شخص بیابان سے گزر رہے تھے ان میں ایک عبادت گزار تھا جبکہ دوسرا گنہگار، تو عابد کو پیاس لگی یہاں تک کہ وہ شدتِ پیاس سے گر پڑا تو اس کے ساتھی نے اسے دیکھا کہ وہ زمین پر پڑا ہوا ہے، اُس نے سوچا کہ اگر یہ نیک بندہ مرگیا حالانکہ میرے پاس پانی بھی ہے، تو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے کبھی مجھے بھلائی نہ پہنچے گی، اور اگر میں نے اس کو پانی پلا دیا تو میں مرجاؤں گا، بہرحال اس نے اللہ پر بھروسہ کیا کچھ پانی اس پر چھڑکا باقی اُسے پلا دیا تو وہ کھڑا ہوگیا اور دونوں بیابان سے گزر گئے۔

[1] (الترغيب والترهيب، المجلد الثاني، كتاب الصدقات، الترغيب في إطعام الطعام وسقي الماء إلخ، ص۳۷، الحديث: ۲۱)

Marfat.com

لِلْحِسَابِ فَيُؤْمَرُ بِهِ إِلَى النَّارِ فَتَسُوْقُهُ الْمَلَائِكَةُ فَيَرَى الْعَابِدَ، فَيَقُوْلُ: يَا فُلَانُ أَمَا تَعْرِفُنِيْ؟ فَيَقُوْلُ: وَمَنْ أَنْتَ؟ فَيَقُوْلُ: أَنَا فُلَانٌ الَّذِيْ آثَرْتُكَ عَلَى نَفْسِيْ يَوْمَ الْمَفَازَةِ، فَيَقُوْلُ: بَلَى أَعْرِفُكَ، فَيَقُوْلُ لِلْمَلَائِكَةِ قِفُوْا فَيَقِيْفُوْنَ، فَيَجِيءُ حَتّٰى يَقِفَ فَيَدْعُوْ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ: قَدْ عَرَفْتَ يَدَهُ عِنْدِيْ، وَكَيْفَ آثَرَنِيْ عَلَى نَفْسِهِ، يَا رَبِّ: هَبْهُ لِيْ فَيَقُوْلُ: هُوَ لَكَ فَيَجِيءُ فَيَأْخُذُ بِيَدِ أَخِيْهِ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ"۔[1]

(مرنے کے بعد) گنہگار کا حساب ہوگا تو اُسے جہنم کا حکم سُنا دیا جائے گا تو اُسے فرشتے لے کر چلیں گے اُسی لمحے اُس کی نظر نیک بندے پر پڑے گی وہ کہے گا، اے فلاں کیا تو نے مجھے پہچانا؟ تو وہ کہے گا: تو کون ہے؟ کہے گا میں فلاں ہوں جس نے بیابان والے دن تیری جان بچائی تھی!، تو وہ کہے گا، ہاں ہاں پہچان گیا تو وہ نیک بندہ فرشتوں سے کہے گا ٹھہرو، تو وہ ٹھہر جائیں گے پھر وہ آ کر رب تعالیٰ سے دُعا کرے گا، عرض کرے گا اے پروردگار تو اُس شخص کا مجھ پر احسان جانتا ہے، کیسے اس نے میری جان بچائی تھی! اے رب اس کا معاملہ مجھے سونپ دے! تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ تیرے حوالے!، پھر وہ نیک بندہ آئے گا اور اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جائے گا۔

ایک اور حدیث شریف میں ایک ایسے شخص کا بیان آیا ہے جس کے حق میں پانی پلانے کے سبب شفاعت قبول ہوگئی۔

---

[1] (المعجم الأوسط للطبراني، المجلد الثالث، ص ۱۹۴، الحديث: ۲۹۰۶)

Marfat.com

عَنْ أَنَسٍ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: "أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ يُشْرِفُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى أَهْلِ النَّارِ، فَيُنَادِيْهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَيَقُوْلُ: يَا فُلَانُ هَلْ تَعْرِفُنِيْ؟ فَيَقُوْلُ: لَا، وَاللّٰهِ مَا أَعْرِفُكَ مَنْ أَنْتَ؟ فَيَقُوْلُ: أَنَا الَّذِيْ مَرَرْتُ بِيْ فِي الدُّنْيَا فَاسْتَسْقَيْتَنِيْ شَرْبَةً مِّنْ مَّاءٍ فَسَقَيْتُكَ؟ قَالَ: قَدْ عَرَفْتُ، قَالَ: فَاشْفَعْ لِيْ بِهَا عِنْدَ رَبِّكَ. قَالَ: فَيَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى جَلَّ ذِكْرُهُ، فَيَقُوْلُ: إِنِّيْ أَشْرَفْتُ عَلَى النَّارِ فَنَادَانِيْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِهَا، فَقَالَ لِيْ هَلْ تَعْرِفُنِيْ؟ قُلْتُ: لَا، وَاللّٰهِ مَا أَعْرِفُكَ مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا الَّذِيْ مَرَرْتُ بِيْ فِي الدُّنْيَا فَاسْتَسْقَيْتَنِيْ شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ

حضرت انس ﷺ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت بیان فرماتے ہیں، بروزِ قیامت ایک جنتی جہنمیوں کو جھانکے گا تو جہنمیوں سے ایک شخص اُسے پکارے گا اور کہے گا اے فلاں تو مجھے جانتا ہے؟ تو وہ کہے گا نہیں، اللہ کی قسم میں تجھے نہیں جانتا، تو کون ہے؟ تو وہ (جہنمی) کہے گا میں وہی ہوں جس کے پاس سے تو دنیا میں گزرا تھا اور میں نے تجھے پانی پلایا تھا، تو کہے گا ہاں پہچان گیا، تو وہ (جہنمی) کہے گا: تو اپنے رب کے پاس میرے لئے شفاعت کر! راوی فرماتے ہیں، پھر وہ جنتی رب تعالیٰ سے شفاعت طلب کرے گا عرض کرے گا، میں نے جہنم میں جھانکا تو مجھے ایک جہنمی نے آواز دے کر کہا تو مجھے جانتا ہے؟ میں نے جواب دیا نہیں اللہ کی قسم میں تجھے نہیں جانتا تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا میں وہی ہوں جس کے پاس سے تو دنیا میں گزرا تھا اور پانی مانگا تھا

Marfat.com

فَسَقَيْتُكَ، فَاشْفَعْ لِيْ عِنْدَ رَبِّكَ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ فَيُشَفِّعُهُ اللّٰهُ فَيُؤْمَرُ بِهِ، فَيُخْرُجُ مِنَ النَّارِ"۔[1]

اور میں نے تجھے پانی پلایا تھا تو اپنے رب سے میری سفارش کر، تو اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت قبول فرمائے گا اور اس (کی خلاصی) کا حکم صادر فرمایا جائے گا لہٰذا اس جہنمی کو جہنم سے نکال لیا جائے گا۔

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ كُدَيْرٍ الضَّبِّيِّ أَنَّ رَجُلاً أَعْرَابِيّاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: أَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُقَرِّبُنِيْ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "أَوَ هُمَا أَعْمَلَتَاكَ"؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "تَقُوْلُ الْعَدْلَ، وَتُعْطِي الْفَضْلَ". قَالَ: وَاللّٰهِ لَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَقُوْلَ الْعَدْلَ كُلَّ سَاعَةٍ، وَمَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أُعْطِيَ الْفَضْلَ. قَالَ: "فَتُطْعِمُ الطَّعَامَ

حضرت کدیر ضبی سے مروی ہے کہ ایک اعرابی صحابی بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے عرض کی، مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت سے قریب اور جہنم سے دُور کردے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کیا تم وہ دونوں عمل کروگے (جو تمہیں جنت کے قریب اور دوزخ سے دور کردیں)، عرض کی ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا، حق بات کہہ اور بچا ہوا دے، عرض کی اللہ کی قسم میں ہر وقت نہ حق بات کہنے کی طاقت رکھتا ہوں اور نہ بچا ہوا دینے کی استطاعت، فرمایا، تو کھانا کھلا

[1] (التخويف من النار، الباب الثالث والعشرون في نداء أهل النار أهلَ الجنة وأهل الجنة أهلَ النار إلخ، ص۱۵۸)

Marfat.com

وَتُفْشِي السَّلَامَ"؟ قَالَ: هٰذِهِ أَيْضاً شَدِيْدَةٌ. قَالَ: "فَهَلْ لَكَ إِبِلٌ"؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: "فَانْظُرْ إِلٰى بَعِيْرٍ مِنْ إِبِلِكَ وَسِقَاءٍ، ثُمَّ اعْمِدْ إِلٰى أَهْلِ بَيْتٍ لَا يَشْرَبُوْنَ الْمَاءَ إِلَّا غِبّاً فَاسْقِهِمْ فَلَعَلَّكَ لَا يَهْلِكُ بَعِيْرُكَ، وَلَا يَنْحَرِقُ سِقَاؤُكَ حَتّٰى تَجِبَ لَكَ الْجَنَّةُ". قَالَ: فَانْطَلَقَ الْأَعْرَابِيُّ يُكَبِّرُ فَمَا انْحَرَقَ سِقَاؤُهُ، وَلَا هَلَكَ بَعِيْرُهُ حَتّٰى قُتِلَ شَهِيْداً.[1]

اور سلام پھیلا، عرض کی یہ بھی بہت مشکل ہے، فرمایا تو کیا تمہارے پاس اُونٹ ہے؟ عرض کی، جی ہے، فرمایا تو اپنا اُونٹ اور مشکیزہ لے اور ایسے گھر والوں کے لئے پانی کا انتظام کر جو کبھی کبھار پانی پیتے ہوں پس انہیں پانی پلا تو امید ہے کہ نہ تیرا اُونٹ ہلاک ہوگا، اور نہ تیرا مشکیزہ جلے گا یہاں تک کہ تیرے لئے جنت واجب ہوجائے گی، تو وہ اعرابی صحابی تکبیر کہتے ہوئے واپس ہوئے (یعنی ان اعمال میں مصروف ہوگئے) اور نہ اُن کا مشکیزہ جلا نہ ہی اونٹ ہلاک ہوا یہاں تک کہ آپ شہید ہوگئے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: مَا عَمَلٌ إِنْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کی کہ وہ کونسا عمل ہے جس

---

[1] (المصنف لعبد الرزاق، المجلد العاشر، كتاب (٣٣) الجامع، باب (٧٥) سقي الماء، ص٦٢_٦٣، الحديث: ٢٠٣٦٣)
(السنن الكبرى، المجلد الرابع، كتاب الزكاة، باب (١٣١) ما ورد في سقي الماء، ص٣١٢، الحديث: ٧٨٠٩)

Marfat.com

عَمِلْتُ بِهِ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ؟، قَالَ: "أَنْتَ بِبَلَدٍ يُجْلَبُ بِهِ الْمَاءُ"؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: "فَاشْتَرِ بِهَا سِقَاءً جَدِيْداً، ثُمَّ اسْقِ فِيْهَا حَتّٰى تُخَرِّقَهَا، فَإِنَّكَ لَنْ تُخَرِّقَهَا حَتّٰى تَبْلُغَ بِهَا عَمَلَ الْجَنَّةِ".[1]

کے ذریعہ میں جنت میں جاؤں؟ فرمایا، کیا تم ایسے شہر میں ہو جہاں پانی باہر سے لایا جاتا ہے؟ عرض کی جی ہاں، فرمایا تو ایک نیا مشکیزہ خرید پھر اس کے پھٹنے تک لوگوں کو پانی پلا، بے شک تُو اپنے مشکیزے کو نہ پھاڑے گا مگر اس (یعنی مشکیزے کے پھٹنے) سے پہلے اس عمل کے سبب جنت میں پہنچ جائے گا۔

اپنے حوض سے غیر کے جانوروں کو پلانا جائز و مستحسن ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّيْ أَنْزَعُ فِيْ حَوْضِيْ حَتّٰى إِذَا مَلَأْتُهُ لِإِبِلِيْ وَرَدَ عَلَيَّ الْبَعِيْرُ لِغَيْرِيْ فَسَقَيْتُهُ فَهَلْ فِيْ ذٰلِكَ مِنْ أَجْرٍ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنَّ فِيْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ أَجْرًا".[2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا عرض کی، میں اپنے حوض سے پانی نکالتا ہوں یہاں تک کہ میں اپنے اُونٹ کو سیراب کر دیتا ہوں تو کسی اور کا اُونٹ بھی میرے پاس آجاتا ہے تو اُس کو بھی پلا دیتا ہوں۔ تو کیا اس میں میرے لئے ثواب ہے؟ فرمایا، ہر جگر والے میں اجر ہے۔

---

[1] (المعجم الكبير للطبراني، المجلد الثاني عشر، ص ۱۰۴، الحديث: ۱۲۶۰۵)
[2] (المسند للإمام أحمد، المجلد الثاني، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص، ص ۷۲۰، الحديث: ۷۰۷۵)

Marfat.com

یعنی ہر ذی روح کی شکم سیری میں ثواب ہے چاہے کھانے سے ہو یا پانی سے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ أَنَّ سُرَاقَةَ بْنَ جُعْشُمٍ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، الضَّالَّةُ تَرِدُ عَلٰى حَوْضِيْ فَهَلْ لِيْ فِيْهَا مِنْ أَجْرٍ إِنْ سَقَيْتُهَا؟ قَالَ: "اسْقِهَا، فَإِنَّ فِيْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ حَرَّاءَ أَجْرًا".[1]

حضرت محمود بن ربیع سے مروی ہے کہ سراقہ بن جعشم نے عرض کی، یا رسول اللہ (ﷺ) بھٹکتی اُونٹنیاں میرے حوض پر آجاتی ہیں تو کیا میرے لئے اُن کو پانی پلانے میں ثواب ہے؟ فرمایا ان کو پلا دیا کرو ہر گرم جگر والے میں اجر ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کی محض کتے کو پانی پلانے کے سبب مغفرت فرمادی، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ بِطَرِيْقٍ، اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيْهَا،

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک روز ایک شخص سخت گرمی میں رستہ سے جارہا تھا تو اسے ایک کنواں مل گیا وہ کنوئیں میں اُترا

---

[1] (صحيح ابن حبان، المجلد الثاني، ذكر إعطاء الله جل وعلا الأجر لمن سقى كل ذات كبد حري، ص۲۹۹، الحديث: ۵۴۲)
(المستدرک على الصحيحين، المجلد الثالث، ص۷۱۸، الحديث: ۶۵۹۹)
(السنن الكبرى للبيهقي، المجلد الرابع، كتاب الزكاة، باب (۱۳۱) ما ورد في سقي الماء، ص۳۱۲، الحديث: ۷۸۰۷)
(مورد الظمآن، باب في سقي الماء، ص۲۱۸، الحديث: ۸۶۰)

Marfat.com

فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ، فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ، يَأْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ مِنِّيْ، فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ مَاءً، ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيْهِ حَتّٰى رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ". قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: إِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا؟ فَقَالَ: "فِيْ كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ".[1]

اور پانی پیا، جب باہر آیا تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس سے زبان نکالے ہانپ رہا ہے جبکہ تر مٹی کھا کر پیاس کو راحت دینے کی کوشش کر رہا ہے تو اس شخص نے سوچا اس کتے کو بھی میری ہی طرح پیاس لگی ہے، وہ دوبارہ کنوئیں میں اُترا اپنے (چمڑے کے) موزے کو پانی سے بھرا، اور موزہ اپنے منہ میں دبا کر باہر آیا پھر اس پیاسے کتے کو پانی پلا دیا اس کا فعل اللہ تعالیٰ کو پسند آیا اور اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی۔ صحابہ نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ کیا ہمارے لئے چوپایوں میں بھی اجر ہے؟ فرمایا، ہر تر جگر (یعنی ذی روح) میں ثواب ہے۔

بندے کے لئے سات چیزیں قبر میں جانے کے بعد بھی (ثواب کی صورت میں) جاری ہوتی ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: حضرت انس بن مالک ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں،

---

[1] (صحيح البخاري، المجلد الرابع، كتاب (٧٨) الأدب، باب (٢٧) رحمة الناس والبهائم، ص٨٠٩، الحديث: ٦٠٠٩)
(صحيح مسلم، كتاب (٣٩) السلام، باب (٤١) فضل ساقي البهائم المحترمة وإطعامها، ص٨٨٥، الحديث: ١٥٣-(٢٢٤٤))
(سنن أبي داود، المجلد الثالث، كتاب (٩) الجهاد، باب (٤٧) ما يؤمر به من القيام على الدواب والبهائم، ص٣٧، الحديث: ٢٥٥٠)

Marfat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "سَبْعٌ تَجْرِيْ لِلْعَبْدِ بَعْدَ مَوْتِهِ وَهُوَ فِيْ قَبْرِهِ: مَنْ عَلَّمَ عِلْماً، أَوْ كَرٰى نَهْراً، أَوْ حَفَرَ بِئْراً، أَوْ غَرَسَ نَخْلاً، أَوْ بَنٰى مَسْجِداً، أَوْ وَرَّثَ مُصْحَفاً، أَوْ تَرَكَ وَلَداً يَسْتَغْفِرُ لَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ".[1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سات چیزیں جو بندے کے قبر میں پہنچنے کے بعد بھی جاری رہتی ہیں؛ کسی کو علم دین پڑھادے، نہر جاری کردے، کنواں کھدوا دے، درخت لگوادے، مسجد بنوادے، قرآن شریف کا مصحف ہدیہ کردے، اور وہ اولاد چھوڑ جائے جو اسکی موت کے بعد اس کے لئے دعائے مغفرت کرتی رہے۔

اسی طرح کی فضیلت ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پانی پلانے کو سب سے بڑا اجر فرمایا، چنانچہ:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَيْسَ صَدَقَةٌ أَعْظَمَ أَجْراً مِنْ مَاءٍ".[2]

حضرت ابو ہریرہ ﷺ نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، پانی سے زیادہ ثواب والا کوئی صدقہ نہیں۔

حضرت سعد بن عبادہ ﷺ کی والدہ فوت ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کی والدہ کے ایصالِ ثواب کے لئے کنواں کھود کر وقف کردینے کا حکم فرمایا:

عَنْ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ سَعْداً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ:

حضرت انس ﷺ سے مروی ہے کہ حضرت سعد نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے عرض کی، یا رسول اللہ (ﷺ)

---

[1] (الديباج للسيوطي، المجلد الرابع، ص۲۲۸، الحديث: ۱۶۳۲)

[2] (شعب الإيمان، المجلد الثالث، الباب الثاني والعشرون في الزكاة، فصل في إطعام الطعام وسقي الماء، ص۲۲۰۔۲۲۱، الحديث: ۳۳۷۸)

Marfat.com

إِنَّ أُمِّيْ تُوُفِّيَتْ، وَلَمْ تُوْصِ أَفَيَنْفَعُهَا أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ قَالَ: "نَعَمْ، وَعَلَيْكَ بِالْمَاءِ"۔[1]

میری والدہ فوت ہوگئیں اور وصیت نہیں کی، تو کیا میں ان کی طرف سے (ان کے ایصالِ ثواب کے لئے) صدقہ کروں تو انہیں نفع پہنچے گا؟ فرمایا، ہاں اور تم پر پانی کا صدقہ ضروری ہے۔

دوسری روایت میں ہے:

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّيْ مَاتَتْ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "الْمَاءُ"، فَحَفَرَ بِئْراً وَقَالَ: هٰذِهِ لِأُمِّ سَعْدٍ۔[2]

حضرت سعد بن عبادہ ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں نے عرض کی یارسول اللہ (ﷺ) میری والدہ فوت ہوگئیں تو کون سا صدقہ ان کے لئے بہتر ہے؟ فرمایا، پانی، تو انہوں نے کنواں کھودا اور کہا یہ کنواں سعد کی ماں کے (ایصالِ ثواب کے) لئے ہے۔

اس حدیث میں بزرگانِ دین اور دیگر مُردوں کے ایصالِ ثواب کے لئے دیگیں چڑھانے کا واضح ثبوت ہے۔

کنواں کھدوانے والے کے لئے بروزِ قیامت بڑا اجر ہے، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ جَابِرٍ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حضرت جابر ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

---

[1] (المعجم الأوسط للطبراني، المجلد الثامن، ص ۹۱، الحديث: ۸۰۶۱)

[2] (سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (۳) الزكاة، باب (۴۱) في فضل سقي الماء، ص ۲۱۴، الحديث: ۱۶۸۱)
(سنن ابن ماجة، المجلد الرابع، كتاب (۳۲) الأدب، باب (۸) فضل صدقة الماء، ص ۲۲۵، الحديث: ۳۶۸۴)

Marfat.com

قَالَ: "مَنْ حَفَرَ مَاءً لَمْ تَشْرَبْ مِنْهُ كَبِدٌ حَرَّى مِنْ جِنٍّ وَلَا إِنْسٍ وَلَا طَائِرٍ إِلَّا أَجَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"۔[1]

نے فرمایا، جو پانی کا کنواں کھودے گا تو بروزِ قیامت اس سے ہر ذی روح جن و اِنس کے پانی پینے کا اجر اللہ تعالیٰ ضرور عطا فرمائے گا۔

اپنے بچے ہوئے پانی کو مسافروں سے روکنے والے کی طرف اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ: رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى سِلْعَةٍ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَثِيْراً مِمَّا أُعْطِيَ وَهُوَ كَاذِبٌ وَرَجُلٌ عَلٰى يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ، رَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: اَلْيَوْمَ أَمْنَعُكَ فَضْلِيْ كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تین شخص ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ نہ کلام فرمائے گا اور نہ انہیں رحمت کی نظر سے دیکھے گا، ایک وہ شخص جو کسی سامان پر قسم کھائے کہ مجھے پہلے اس سے زیادہ قیمت ملتی رہی حالانکہ وہ جھوٹا ہو اور ایک وہ شخص جو عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائے تاکہ اس قسم سے مسلمان شخص کا مال مارے اور ایک وہ شخص جو بچا ہوا پانی روکے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج میں تجھ سے اپنا فضل روکتا ہوں جیسے تو نے بچا ہوا پانی روکا تھا

---

[1] (التاريخ الكبير للبخاري، المجلد الأول، باب النون، ص ۳۳۱، الحديث: ۱۰۴۶)
(صحيح ابن خزيمة، المجلد الثاني، باب في فضل المسجد وإن صغر المسجد ضاق، ص۲۶۹، الحديث: ۱۲۹۲)

Marfat.com

مَا لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ" الحديث.[1] جسے تیرے ہاتھوں نے نہ بنایا تھا۔

''کلام سے کلامِ محبت اور نظر سے نظرِ رحمت مراد ہے ورنہ غضب کا کلام اور قہر کی نظر تو کفار پر بھی ہوگی''۔

''گزرگاہ پر غیر مملوک پانی اسکی حاجت سے زائد ہو، پھر وہ مسافروں اور جانوروں کو نہ پینے دے، لہٰذا اس حکم سے وہ لوگ خارج ہیں جو پانی بیچ کر اپنا گزارہ کرتے ہیں، کہ وہ پانی ان کے اپنے کنوئیں کا ہوتا ہے یا دور سے لایا ہوا''۔

وہ فرمان کہ جسے تیرے ہاتھوں نے نہ بنایا تھا،'' اس جملہ میں بھی اشارہ اس طرف ہے کہ اپنا کھودا ہوا کنواں یا اپنا جمع کیا ہوا پانی اپنی ملکیت ہے جسے فروخت کرنا باکراہت جائز ہے۔ ید سے مراد کوشش اور محنت ہے''۔[2]

تین چیزوں کا روکنا ممنوع ہے:

عَنِ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا بُهَيْسَةُ عَنْ ایک عورت جنہیں بُہیسہ کہا جاتا تھا، سے

---

[1] (صحيح البخاري، المجلد الثاني، كتاب (٤٢) المساقاة، باب (١١) من رأى أن صاحب الحوض والقربة أحق بمائه، ص٨٩۔٩٠، الحديث: ٢٣٦٩)
(صحيح مسلم، كتاب (١) الإيمان، باب (٤٦) بيان غلظ تحريم الإزار إلخ، ص٥٩، الحديث: ١٧٣۔(١٠٨))
(سنن أبي داود، المجلد الثالث، كتاب (١٧) البيوع والإجارات، باب (٦٢) في منع الماء، ص٤٨٣، الحديث: ٣٤٧٤)
(سنن ابن ماجة، المجلد الثالث، كتاب (١٢) التجارات، باب (٣٠) ما جاء في كراهية الأيمان في الشراء والبيع، ص٤٤، الحديث: ٢٢٠٧)
(سنن النسائي، المجلد الرابع، الجزء السابع، كتاب (٤٤) البيوع، باب (٦) الحلف الواجب للخديعة في البيع، ص٢٨٣، الحديث: ٤٤٦٢)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب البيوع، باب (١٥) إحياء الموات والشرب، الفصل الأول، ص٥٢٢، الحديث: ٢٩٩٥)

[2] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج۴، ص۳۴۲)

Marfat.com

أَبِيهَا قَالَتِ: اسْتَأْذَنَ أَبِي النَّبِيَّ ﷺ فَدَخَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَمِيصِهِ فَجَعَلَ يُقَبِّلُ وَيَلْتَزِمُ، ثُمَّ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قَالَ: "الْمَاءُ". قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قَالَ: "الْمِلْحُ". قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قَالَ: "أَنْ تَفْعَلَ الْخَيْرَ خَيْرٌ لَكَ".[1]

مروی ہے فرماتی ہیں میرے والد نے نبی کریم ﷺ سے اجازت چاہی اور آپ کے اور آپکی قمیص مبارک کے درمیان داخل ہوکر بوسہ دیا اور برکت حاصل کی پھر عرض کی یا نبی اللہ کس چیز کا روکنا حلال نہیں؟ فرمایا، پانی، عرض کی یا نبی اللہ کونسی چیز روکنا حلال نہیں؟ فرمایا، نمک، عرض کی یا نبی اللہ کس چیز کا روکنا حلال نہیں؟ فرمایا تو اگر اچھا کرے تو تیرے لئے یہ بہتر ہے۔

مسلمان گھاس، پانی اور آگ میں شریک ہیں، چنانچہ:

عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثًا أَسْمَعُهُ يَقُولُ: "الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْكَلَإِ، وَالْمَاءِ، وَالنَّارِ".[2]

ایک مہاجر صحابی نبی ﷺ وﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں نے تین غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شرکت کی آپ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں، گھاس، پانی اور آگ۔

ایک اور حدیث میں تین چیزیں پانی، نمک اور آگ بیان ہوئیں، چنانچہ:

---

[1] (سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (٣) الزكاة، باب (٣٥) ما لا يجوز منعه، ص ٢١١، الحديث: ١٦٦٩)

[2] (سنن أبي داود، المجلد الثالث، كتاب (١٧) البيوع والإجارات، ص ٣٨٤، الحديث: ٣٤٧٧)

Marfat.com

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِيْ لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قَالَ: "الْمَاءُ، وَالْمِلْحُ، وَالنَّارُ" قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْمَاءُ، وَقَدْ عَرَفْنَاهُ، فَمَا بَالُ الْمِلْحِ وَالنَّارِ؟ قَالَ: "يَا حُمَيْرَاءُ، مَنْ أَعْطٰى نَاراً فَكَأَنَّمَا تَصَدَّقَ بِجَمِيْعِ مَا أَنْضَجَتْ تِلْكَ النَّارُ، وَمَنْ أَعْطٰى مِلْحاً فَكَأَنَّمَا تَصَدَّقَ بِجَمِيْعِ مَا طَيَّبَ ذٰلِكَ الْمِلْحُ، وَمَنْ سَقٰى مُسْلِماً شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ حَيْثُ يُوْجَدُ الْمَاءُ فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَ رَقَبَةً، وَمَنْ سَقٰى مُسْلِماً شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ حَيْثُ لَا يُوْجَدُ الْمَاءُ فَكَأَنَّمَا أَحْيَاهَا".[1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ نے عرض کی، یارسول اللہ کس چیز کا روکنا جائز نہیں؟ فرمایا، پانی، نمک اور آگ، فرماتی ہیں میں نے عرض کی، یارسول اللہ پانی تو یہی ہے جس کا معاملہ ہم جانتے ہیں، مگر نمک اور آگ میں کیا حکمت ہے؟ فرمایا اے حمیراء! جو کسی کو آگ دے تو گویا اس نے وہ سب دیا جو آگ (کھانا وغیرہ) پکائے گی، اور جو کسی کو نمک دے تو گویا اس نے نمک سے پیدا ہونے والی تمام لذت دی، اور جس نے کسی مسلمان کو اس طور پر پانی پلایا کہ پانی پایا جاتا ہو تو گویا اس نے غلام آزاد کیا اور اگر اس وقت کسی مسلمان کو پانی پلایا کہ جب پانی پایا نہ جاتا ہو تو گویا اس نے اُس کو زندہ کر دیا۔

ایک اور حدیث شریف:

---

[1] (سنن ابن ماجة، المجلد الثالث، كتاب (١٦) الرهون، باب (١٦) المسلمون شركاء في ثلاث، ص١٨٧، الحديث: ٢٤٧٤)

Marfat.com

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَلْمُسْلِمُوْنَ شُرَكَاءُ فِيْ ثَلَاثٍ: فِي الْمَاءِ، وَالْكَلَإِ، وَالنَّارِ، وَثَمَنُهُ حَرَامٌ". قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ يَعْنِيْ: اَلْمَاءَ الْجَارِيَ.[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں پانی، گھاس اور آگ میں اور اس کی قیمت (لینا) حرام ہے۔ ابوسعید نے فرمایا اس سے مراد جاری پانی ہے۔

"یہاں پانی سے وہ پانی مراد ہے جو نہ کسی کی محنت سے حاصل ہوا ہو نہ کسی کے برتن میں بھرا ہو جیسے جنگل، بارش، سیلاب کا پانی مگر اپنے نہر، گھڑے، اپنی نالی کا پانی اس سے خارج ہے۔ ایسے ہی گھاس سے وہ گھاس مراد ہے جو غیر مملوک زمین میں کھڑی ہو، اپنی مملوک زمین کی گھاس، ایسے ہی وہ گھاس جو کاٹ کر اپنے گھر میں رکھ لی مملوک ہے۔ آگ سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کو اپنے چراغ کی روشنی میں بیٹھنے، آگ تاپنے سے نہیں روک سکتے، یوں ہی اپنے شمع سے دوسرے کو شمع جلانے سے منع نہیں کر سکتے، بعض نے فرمایا کہ آگ سے مراد چقماق پتھر ہے لہٰذا ہر شخص اپنی آگ سے چنگاری لینے سے منع کر سکتا ہے کہ اس کی ملک ہے، اور اس سے آگ کم بھی ہو جاتی ہے"۔[2]

---

[1] (سنن أبي داود، المجلد الثالث، كتاب (۱۷) البيوع والإجارات، باب (۶۲) في منع الماء، ص ۴۸۴، الحديث ۳۴۷۷)
(سنن ابن ماجة، المجلد الثالث، كتاب (۱۶) الرهون، باب (۱۲) المسلمون شركاء في ثلاث، الحديث: ۲۴۷۲)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب البيوع، باب (۱۵) إحياء الموات والشرب، الفصل الثاني، ص ۵۵۳، الحديث: ۳۰۰۱)

[2] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۴، ص ۳۴۴)

Marfat.com

قرض دینے اور تنگدست پر آسانی کرنے کے فضائل

چونکہ قرض دینا بھی صدقہ کی ایک قسم ہے، جیسا کہ پہلے باب میں ذکر گزرا، لہٰذا اس باب میں ان شاء اللہ ﷻ قرض دینے اور تنگدست پر آسانی کرنے کے فضائل میں وارد ہونے والی احادیث طیبہ کا بیان ہوگا، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "كُلُّ قَرْضٍ صَدَقَةٌ".[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ہر قرض صدقہ ہے۔

ایک اور حدیث میں فرمایا:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "مَنْ مَنَحَ مَنِيْحَةَ لَبَنٍ، أَوْ وَرِقٍ، أَوْ هَدٰى زُقَاقاً كَانَ لَهُ مِثْلَ عِتْقِ

حضرت براء بن عازب ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو دودھ والا جانور عاریۃً دے یا چاندی قرض دے یا کسی کو راستہ بتائے تو اسے غلام آزاد کرنے کا

[1] (شعب الإيمان، المجلد الثالث، باب (٢٢) في الزكاة، فصل في القرض، ص ٢٨٤، الحديث: ٣٥٦٣)
(المعجم الصغير للطبراني، ص ٢٤٦، الحديث: ٩٢٤)
(المعجم الكبير، المجلد الرابع، ص ٤١٧، الحديث: ٣٤٩٨)

Marfat.com

رَقَبَة"۔[1]

ثواب ہے۔

"یعنی کسی کو دودھ کا جانور کچھ روز کے لئے عاریۃً دینا کہ وہ اس کا دودھ پی لے یا کسی حاجتمند کو کچھ روپیہ قرض دینا یا نابینا یا ناواقف کو راستہ بتادینے کا ثواب غلام آزاد کرنے کے برابر ہے جب قرض دینے کا یہ ثواب ہوا تو خیرات دے دینے کا کتنا ہوگا خود سوچ لو اس لئے (صاحب مشکوٰۃ) یہ حدیث صدقات کے باب میں لائے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ کبھی قرض دینا صدقہ دینے سے بڑھ جاتا ہے کیونکہ صدقہ تو غیر حاجتمند بھی لے لیتا ہے مگر قرض ضرورت مند ہی لیتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کبھی معمولی نیکی کا ثواب بڑے سے بڑے کام سے بڑھ جاتا ہے، پیاسے کو ایک گھونٹ پانی پلا کر اس کی جان بچا لینے کا ثواب سینکڑوں روپیہ خیرات کرنے سے زیادہ ہے، اس لئے حدیث شریف میں ہے کہ قیامت میں نیکیوں کا ثواب بقدرِ عمل ملے گا"۔[2]

صدقہ دینا دس گنا ثواب رکھتا ہے جبکہ قرض دینا اٹھارہ گنا، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ

حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، شب معراج میں نے جنت کے دروازے پر

---

[1] (سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (٢٨) البر الصلة، باب (٣٧) ما جاء في المنحة، ص ٩٠، الحديث: ١٩٥٧)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٦) فضل الصدقة، ص ٣٦٣، الحديث: ١٩١٧)

[2] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۳، ص ۱۰۷)

Marfat.com

مَكْتُوْباً: الصَّدَقَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ، فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيْلُ مَا بَالُ الْقَرْضِ أَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ؟ قَالَ: لِأَنَّ السَّائِلَ يَسْأَلُ وَعِنْدَهُ، وَالْمُسْتَقْرِضُ لَا يَسْتَقْرِضُ إِلَّا مِنْ حَاجَةٍ".[1]

لکھا دیکھا، صدقہ دس گنا اور قرض اٹھارہ گنا (زیادہ اجر رکھتا) ہے، میں نے فرمایا، اے جبریل قرض کی صدقہ کرنے پر فضیلت کا کیا معاملہ ہے؟ عرض کی، (یہ فضیلت اس وجہ سے ہے) کیونکہ سائل جب مانگتا ہے تو (بیشتر) اس کے پاس مال موجود ہوتا ہے، جبکہ قرض مانگنے والا بلاضرورت قرض نہیں مانگتا۔

یونہی ایک مرتبہ قرض دینے کا ثواب دو مرتبہ صدقہ کرنے کے برابر ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُقْرِضُ مُسْلِماً قَرْضاً مَرَّةً إِلَّا كَانَ كَصَدَقَتِهَا مَرَّتَيْنِ".[2]

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو مسلمان کسی مسلمان کو ایک بار قرض دیتا ہے تو اس کا اجر دو مرتبہ صدقہ دینے کی مثل ہے۔

یوں ہی تنگدست کے ساتھ شفقت اور نرمی کا برتاؤ رکھنے والے کے لئے بروزِ قیامت مغفرت کی بشارت ہے، یعنی جو شخص دنیا میں پریشان حال کے لئے آسانی فراہم کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں بھی تعین عطا کرے گا اور آخرت میں بھی

---

[1] (سنن ابن ماجة، المجلد الثالث، كتاب (١٥) الصدقات، باب (١٩) القرض، ص١٦٣-١٦٤، الحديث: ٢٤٣١)

[2] (سنن ابن ماجة، المجلد الثالث، كتاب (١٥) الصدقات، باب (١٩) القرض، ص١٦٣، الحديث: ٢٤٣٠)

Marfat.com

راحت اس کا مقدر ہوگی، چنانچہ حدیث شریف میں بیان ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ".[1]

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کسی تنگدست کے لئے آسانی کردے تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کے لئے آسانی فرمائے گا۔

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوْحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَقَالُوْا: أَعَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا؟ قَالَ: لَا. قَالُوْا: تَذَكَّرْ. قَالَ: كُنْتُ أُدَايِنُ النَّاسَ فَآمُرُ فِتْيَانِي أَنْ يُنْظِرُوا الْمُعْسِرَ، وَيَتَجَوَّزُوْا عَنِ الْمُوْسِرِ"، قَالَ: "قَالَ اللّٰهُ: تَجَوَّزُوْا عَنْهُ".[2]

حضرت حذیفہ ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم سے پہلے ایک شخص کی روح قبض کرنے کے لئے فرشتے پہنچے اور کہا کیا تو نے کوئی بھلائی کی ہے؟ اس نے کہا، نہیں تو فرشتوں نے کہا، یاد کر! تو اُس نے کہا، میں لوگوں کو اُدھار مال دیتا تھا، اور غلاموں کو حکم دیتا تھا کہ تنگدستوں کا خیال رکھنا اور تونگروں کو بھی معاف رکھنا، سرکار ﷺ نے فرمایا، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس سے بھی درگزر کرو۔

---

[1] (سنن ابن ماجة، المجلد الثالث، كتاب (١٥) الصدقات، باب (١٤) إنظار المعسر، ص١٥٦، الحديث: ٢٤١٧)

[2] (سنن الدارمي، كتاب (٨١) البيوع، باب (١٤) في السماحة، ص٨٢٩، الحديث: ١/١٥٤٩)
(صحيح البخاري، المجلد الثاني، كتاب (٣٤) البيوع، باب (١٧) من أنظر معسراً، ص١٠-١١، الحديث: ٢٠٧٧)

Marfat.com

کسی پر نرمی صرف مالی امداد کی صورت ہی میں نہیں تجارتی معاملات میں بھی ہوسکتی ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ایک شخص کے متعلق بیان ہوا:

عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ قَالَ: "أُتِيَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِهِ، آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا، فَقَالَ لَهُ: مَاذَا عَمِلْتَ فِي الدُّنْيَا؟ قَالَ: ﴿وَ لَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا﴾ [النساء:۴/۴۲] قَالَ: يَا رَبِّ آتَيْتَنِي مَالَكَ. فَكُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ، وَكَانَ مِنْ خُلُقِي الْجَوَازُ. فَكُنْتُ أَتَيَسَّرُوْا عَلَى الْمُوْسِرِ، وَأُنْظِرُ الْمُعْسِرَ، فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: أَنَا أَحَقُّ بِذَا مِنْكَ، تَجَاوَزُوْا عَنْ عَبْدِيْ".[1]

حضرت حذیفہ ﷺ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک بندہ پیش کیا جائے گا جسے اللہ نے دنیا میں مال عطا فرمایا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے دُنیا میں کیا کیا؟ کہے گا، "اور کوئی بات اللہ سے نہ چھپا سکیں گے" (کنزالایمان) عرض کرے گا، اے میرے رب تو نے مجھے مال عطا کیا جو میں لوگوں سے تجارت کرتا تھا اور میرے سلوک میں یہ درگزری شامل تھی تو میں خوشحال کے ساتھ بھی آسانی کرتا اور تنگدستوں کا بھی خیال رکھتا تھا، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں اس (بھلائی کے کرنے) کا زیادہ حق دار ہوں، میرے بندے کو چھوڑ دو۔

یوں ہی ایک اور شخص کا تذکرہ جس نے تجارتی معاملات میں اپنے ملازمین کو ہر کسی سے نرمی کا برتاؤ رکھنے کا حکم دے رکھا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے سبب اس پر

= (صحيح مسلم، كتاب (٢٢) المساقاة، باب (٦) فضل إنظار المعسر، ص ٦٠٧، الحديث: ٢٦_(١٥٦٠))

[1] (صحيح مسلم، كتاب (٢٢) المساقاة، باب (٦) فضل إنظار المعسر، ص ٦٠٧_٦٠٨، الحديث: ٢٩_(١٥٦٠))

Marfat.com

نرمی فرمائی، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "حُوْسِبَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهُ مِنَ الْخَيْرِ شَيْءٌ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ، وَكَانَ مُوْسِراً، وَكَانَ يَأْمُرُ غِلْمَانَهُ أَنْ يَتَجَاوَزُوْا عَنِ الْمُعْسِرِ. قَالَ اللّٰهُ ﷻ: نَحْنُ أَحَقُّ بِذٰلِكَ تَجَاوَزُوْا عَنْهُ"۔[1]

حضرت ابو مسعود بدری ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم سے پہلے ایک شخص کے اعمال کا حساب کیا گیا تو اس کے اعمال نامہ میں کوئی اچھائی نہ ملی سوائے اس کے کہ وہ تونگر ہوتے ہوئے بھی عام لوگوں میں گھل مل جاتا اور اپنے خادمین کو حکم دیا کرتا کہ تنگدستوں سے درگزر کیا کریں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ہم اس بات کے زیادہ حقدار ہیں، اس کو بخش دو۔

ایک اور حدیث میں ارشاد نبوی (صلی اللہ علی صاحبہا وسلم) ہے:

عَنْ بُرَيْدَةَ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِراً فَلَهُ كُلَّ يَوْمٍ مِثْلَهُ صَدَقَةٌ". ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: "مَنْ

حضرت بریدہ ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا، جو کسی تنگدست کی حاجت روائی کرے تو اُس کے لئے ہر روز ایک صدقہ کا ثواب ہے پھر ایک اور مرتبہ آپ کو فرماتے سُنا کہ جو

---

[1] (صحيح مسلم، كتاب (٢٢) المساقاة، باب (٦) فضل إنظار المعسر، ص ٦٠٧، الحديث: ٣٠-(١٥٦١))
(سنن الترمذي، المجلد الثاني، كتاب (١٢) البيوع، باب (٦٧) ما جاء في إنظار المعسر والرفق به، ص ٣١٧، الحديث: ١٣٠٧)
(المعجم الكبير للطبراني، المجلد السبع والعاشر، ص ٢٠١، الحديث: ٥٣٧)

Marfat.com

أَنْظَرَ مُعْسِراً فَلَهُ كُلَّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ"، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ: مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِراً فَلَهُ كُلَّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ؟ قَالَ لَهُ: "كُلَّ يَوْمٍ مِثْلَهُ صَدَقَةٌ قَبْلَ أَنْ يَحِلَّ الدَّيْنُ، فَإِذَا حَلَّ فَأَنْظَرَهُ فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ".[1]

کسی تنگدست کے لئے آسانی فراہم کرے تو اس کے لئے روزانہ اسکی مثل دوصدقوں کا ثواب ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ میں نے آپ کو ایک مرتبہ یہ فرماتے سُنا کہ جو کسی تنگدست کے لئے آسانی کرے تو اس کے لئے روزانہ اسکی مثل ایک صدقہ کا ثواب ہے اور دوسری مرتبہ یہ فرماتے سُنا کہ جو کسی تنگدست کے لئے کشادگی کا سامان کرے تو اس کے لئے روزانہ اسی کی مثل دوصدقوں کا ثواب ہے؟ آپ نے جواباً فرمایا، روزانہ اسی کی مثل اس کا قرض ادا ہونے سے پہلے اجر، اور جب قرض ادا کرلیا اور حاجت روائی کی تو روزانہ اس کی مثل دُوتا اجر ہے۔

ایک اور حدیث میں تنگدست پر آسانی کرنے والے کی فضیلت بیان فرمائی گئی:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا، نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کسی مسلمان کو دنیوی تکلیف سے رہائی دے تو اللہ تعالیٰ اُس سے

[1] (الترغيب والترهيب، الملحلد الثاني، كتاب الصدقات، الترغيب في التيسير على المعسر الخ، ص ۲۲، الحديث:۸)

Marfat.com

يَوْمِ الْقِيَامَةِ. وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ، يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِماً، سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ أَخِيْهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقاً يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْماً سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ طَرِيْقاً إِلَى الْجَنَّةِ. وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ. وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ"[1]

روز قیامت کی مصیبت دور کرے گا اور جو کسی تنگدست پر آسانی کرے گا اللہ تعالیٰ اُس پر دنیا وآخرت کی آسانیاں فرمائے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ بندہ کی مدد پر رہتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد پر رہے، اور جو تلاشِ علم میں کوئی راستہ طے کرے تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس پر جنت کا راستہ آسان فرمادے گا، اور کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں قرآن پڑھنے اور آپس میں قرآن سیکھنے سکھانے کے لئے جمع ہوتی ہے تو ان پر دلوں کا چین نازل ہوتا ہے اور انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُسے اس جماعت میں یاد کرتا ہے جو اُس کے پاس ہے۔ جسے عمل پیچھے کردے اُسے نسب نہیں بڑھا سکتا۔

---

[1] (صحيح مسلم، كتاب (٤٨) الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب (١١) فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، ص١٠٣٩، الحديث: ٣٨_(٢٦٩٩))
(سنن أبي داود، كتاب (٣٥) الأدب، باب (٦٨) في المعونة للمسلم، ص١٤٨، الحديث: ٤٩٤٦)
=

Marfat.com

''یعنی تم کسی کی فانی مصیبت دفع کرو اللہ تم سے باقی مصیبت دفع فرمائیگا تم مومن کو فانی دنیوی آرام پہنچاؤ اللہ تمہیں باقی اُخروی آرام دے گا کیونکہ بدلہ احسان کا احسان ہے یہ حدیث بہت جامع ہے کسی مسلمان کے پاؤں سے کانٹا نکالنا بھی ضائع نہیں جاتا حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ صرف قیامت ہی میں بدلہ ملے گا بلکہ قیامت میں بدلہ ضرور ملے گا اگرچہ کبھی دنیا میں بھی مل جائے''۔

''جو مقروض کو معافی یا مہلت دے، غریب کی غربت دور کرے تو ان شاء اللہ دین و دنیا میں اسکی مشکلیں آسان ہوں گی۔ مرقاۃ میں فرمایا کہ اس حکم میں مومن کافر سب شامل ہیں کافر کو مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرنے پر بھی ثواب مل جاتا ہے بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک (بازاری عورت) نے پیاسے کتے کو پانی پلا کر جان بچائی اللہ نے اُسے اسی پر بخش دیا''۔

پردہ پوشی سے مراد، ''یا تو اس طرح کہ ننگے کو کپڑے پہنائے یا اُس کے چھپے ہوئے عیب ظاہر نہ کرے بشرطیکہ اس ظاہر نہ کرنے سے دین یا قوم کا نقصان نہ ہو ورنہ ضرور ظاہر کردے کفار کے جاسوسوں کو پکڑوائے، خفیہ سازشیں کرنیوالوں کے راز کو طشت از بام کرے، ظلماً قتل کی تدبیر کرنے کی مظلوم کو خبر دے دے، اخلاق اور ہیں معاملات اور سیاسیات کچھ اور''۔

''جو علمِ دین سیکھنے یا دینی فتویٰ حاصل کرنے کے لئے عالم کے گھر جائے

= (سنن ابن ماجة، المقدمة، باب (۱۷) فضل العلماء والحث على طلب العلم، ص۱۳۷، الحديث: ۲۲۵)
(سنن الترمذي، المجلد الرابع، كتاب (۴۷) القراءات، باب (۱۲)، ص ۴۱، الحديث: ۲۹۴۵)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب العلم، الفصل الأول، ص ۱۰، الحديث: ۲۰۴)

Marfat.com

سفر کر کے یا چند قدم تو اس کی برکت سے اللہ دنیا میں اس پر جنت کے کام آسان کریگا مرتے وقت ایمان نصیب کرے گا قبر و حشر کے حساب میں کامیابی اور پل صراط پر آسانی عطا فرمائیگا۔ جنت کے راستے میں سب چیزیں داخل ہیں اس سے معلوم ہوا کہ علم کے لئے سفر کرنا بہت ثواب ہے موسیٰ علیہ السلام طلب علم کے لئے خضر علیہ السلام کے پاس سفر کر کے گئے، حضرت جابر ایک حدیث کے لئے ایک ماہ کا سفر طے کر کے عبداللہ بن انیس کے پاس پہنچے"۔

"اللہ کے گھر سے مراد مسجدیں دینی مدرسے اور صوفیاء کی خانقاہیں ہیں جو اللہ کے ذکر کیلئے وقف ہیں یہود و نصاریٰ کے عبادت خانے اس سے خارج ہیں کہ وہاں تو مسلمان کو بلاضرورت جانا ہی منع ہے درسِ قرآن سے مراد قرآن شریف کی تلاوت تجوید کے احکام سیکھنا ہیں لہٰذا اس میں صرف نحو، فقہ حدیث تفسیر وغیرہ کے درس شامل ہیں جیسا کہ مرقاۃ وغیرہ میں ہے، اسی لئے تلاوت کے بعد درس کا علیحدہ ذکر فرمایا"۔

"سکینہ اللہ کی ایک مخلوق ہے جس کے اُترنے سے دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے کبھی ابر کی شکل میں نمودار ہوتی ہے اور دیکھی بھی جاتی ہے اس کی برکت سے دل سے غیر خدا کا خوف جاتا رہتا ہے رحمت سے خالص رحمت مراد ہے جو بوقتِ ذکر ذاکر کو ہر طرف سے گھیرتی ہے فرشتوں سے سیاحین فرشتے مراد ہیں جو ذکر کی مجلسیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں ورنہ اعمال لکھنے والے اور حفاظت کرنے والے فرشتے ہر وقت انسان کے ساتھ رہتے ہیں مقصد یہ ہے کہ جہاں مجمع کے ساتھ ذکر اللہ ہو رہا ہو وہاں یہ تین رحمتیں اُترتی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ تنہا ذکر سے جماعت کا ملکر ذکر کرنا افضل

Marfat.com

ہے جماعت کی نماز کا درجہ زیادہ کہ اگر ایک کی قبول سب کی قبول"۔[1]

"فرشتوں کی جماعت، اسکی شرح میں وہ حدیث کہ فرمایا نبی ﷺ نے جو رب کو اکیلے یاد کرے رب بھی اسے ایسے ہی یاد کرتا ہے جو جماعت میں یاد کرے رب اُسے فرشتوں میں یاد کرتا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے: ﴿فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ﴾ ([البقرۃ:۲/۱۵۲] ترجمہ: تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا (کنزالایمان)) اس رب کی یاد کا اثر یہ پڑتا ہے کہ مخلوق اُس بندے کو یاد کرنے لگتی ہے بزرگوں کے مزارات پر زائرین کا ہجوم وہاں ذکر اللہ کی دھوم اسی یاد کا نتیجہ ہے"۔

اور حدیث شریف میں جو فرمایا: جسے عمل پیچھے کر دے اُسے نسب نہیں بڑھا سکتا، "یعنی نسب کی شرافت عمل کی کمی کو پورا نہ کرے گی، شعر:

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی ● کہ دریں راہ فلاں ابنِ فلاں چیزے نیست

(یعنی، عشق والا بندہ بن اے جامی! نسب کو چھوڑ دے کہ اس (عشق) کی راہ میں فلاں بن فلاں کی کوئی حیثیت نہیں)۔

کیا تمہیں خبر نہیں کہ نوح علیہ السلام کی کشتی میں کتے بلوں کے لئے جگہ تھی مگر ان کے کافر بیٹے کنعان کے لئے جگہ نہ تھی مقصد یہ ہے کہ شریف النسب اعمال سے لاپرواہ نہ ہو جائیں یہ منشا نہیں کہ شرافتِ نسب کوئی چیز ہی نہیں"۔[2]

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ — حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں،

---

[1] (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۱۸۹۔۱۹۰)
[2] (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۱۹۰)

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً جَعَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُعْبَتَيْنِ مِنْ نُوْرٍ عَلَى الصِّرَاطِ يَسْتَضِيْءُ بِضَوْءِهِمَا عَالَمٌ لَا يُحْصِيْهِمْ إِلَّا رَبُّ الْعِزَّةِ".[1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کسی مسلمان سے پریشانی دور کرے گا تو بروز قیامت اللہ تعالیٰ پل صراط پر اُس کے لئے دو نور کے ٹکڑے روشن فرمائے گا جس کی ضیاء سے تمام عالم ایسا روشن ہوگا کہ اس کا شمار رب العزت کے سوا کوئی نہ کر سکے گا۔

تنگدست پر آسانی کرنے والا بروز قیامت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں ہوگا:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا، أَوْ وَضَعَ لَهُ أَظَلَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ".[2]

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کسی تنگدست کے لئے آسانی کرے یا اس کے لئے نرمی برتے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ بروز قیامت اپنے عرش کے سائے میں رکھے گا کہ جس دن اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

اسی طرح قرض خواہ پر آسانی کرنے والا اور قرض معاف کر دینے والا بھی بروز قیامت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں ہوگا:

عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ

حضرت ابو قتادہ ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں،

---

[1] (الترغيب والترهيب، المجلد الثاني، كتاب الصدقات، الترغيب في التيسير على المعسر إلخ، ص ۲۲، الحديث: ۱۰)

[2] (سنن الترمذي، المجلد الثاني، كتاب (۱۲) البيوع، باب (٦٧) ما جاء في إنظار المعسر والرفق به، ص ۳۱۷، الحديث: ۱۳۰٦)

Marfat.com

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "مَنْ نَفَّسَ عَنْ غَرِيْمِهِ، أَوْ مَحَى عَنْهُ كَانَ فِيْ ظِلِّ الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"۔[1]

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا، جو اپنے مقروض کو مہلت دے یا قرض معاف کردے تو وہ بروزِ قیامت عرش کے سایہ میں ہوگا۔

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِي الْيُسْرِ ﷺ قَالَ: أَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: "إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يَسْتَظِلُّ فِيْ ظِلِّ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ أَنْظَرَ مُعْسِراً حَتّٰى يَجِدَ شَيْئاً، أَوْ تَصَدَّقَ عَلَيْهِ بِمَا يَطْلُبُهُ يَقُوْلُ: مَالِيْ عَلَيْكَ صَدَقَةٌ أَبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ، وَيُخَرَّقُ صَحِيْفَتُهُ". ﷺ: "ويخرق صحيفته": أي يقطع العهدة التي عليه.[2]

حضرت ابو یسر ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا کہ پہلا شخص جو بروزِ قیامت اللہ کے سائے میں پناہ لے گا وہ ایسا ہی شخص ہوگا جو کسی تنگدست پر آسانی کرے یہاں تک کہ وہ کوئی چیز پائے یا اس کی منہ مانگی چیز اُسے یہ کہتے ہوئے صدقہ کرے کہ یہ اللہ کی رضا کی خاطر تجھ پر صدقہ ہے۔ اور اس (صدقہ کرنے والے) کا صحیفہ پھاڑ دیا جائے گا یعنی اس کی ذمہ داری منقطع کردی جائے گی۔

تنگدست پر آسانی کرنے والے کے لئے دعاؤں کی قبولیت کا مژدہ ہے،

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

---

[1] (المسند للإمام أحمد، المجلد السابع، مسند أبي قتادة الأنصاري، ص۵۰۶، الحديث: ۲۲۹۲۶)

[2] (المعجم الكبير للطبراني، المجلد العاشر عشر، ص ۱۶۷، الحديث: ۳۷۷)

Marfat.com

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ أَرَادَ أَنْ تُسْتَجَابَ دَعْوَتُهُ، وَأَنْ تُكْشَفَ كُرْبَتُهُ فَلْيُفَرِّجْ عَنْ مُعْسِرٍ"۔[1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو چاہے کہ اس کی دعا قبول کر لی جائے اور اس کی مشکل آسان فرمائی جائے تو تنگدست کے لئے کشادگی کرے۔

پریشان حالوں کے ساتھ بھلائی کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھی بھلائی فرماتا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِراً إِلَى مَيْسَرَتِهِ أَنْظَرَهُ اللّٰهُ بِذَنْبِهِ إِلَى تَوْبَتِهِ"۔[2]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کسی تنگدست کے ساتھ اس کے خوشحال ہونے تک آسانی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو توبہ کرنے تک گناہوں کی مہلت دے گا (یعنی گناہوں سے محفوظ فرمادے گا)۔

تنگدست پر آسانی کرنے والا جہنم تو کجا اس کی تپش سے بھی محفوظ رہے گا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ وَهُوَ يَقُوْلُ بِيَدِهِ هٰكَذَا، (فَأَوْمَأَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بِيَدِهِ إِلَى

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ یہ فرماتے مسجد کی جانب تشریف لائے، جبکہ ابوعبدالرحمٰن اپنے ہاتھ سے

---

[1] (الترغيب والترهيب، الملجلد الثاني، كتاب الصدقات، الترغيب في التيسير على المعسر إلخ، ص ۲۳، الحديث: ۱۳)

[2] (المعجم الكبير للطبراني، المجلد حادي عشر، ص ۱۵۱، الحديث: ۱۱۳۳۰)

Marfat.com

الْأَرْضِ) "مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِراً أَوْ وَضَعَ لَهُ، وَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ"۔[1] (الحدیث)

زمین کی طرف اشارہ کررہے تھے، جو کسی تنگدست کے لئے آسانی کرے یا اس کا قرض معاف کردے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی تپش سے محفوظ فرمائے گا۔

[1] (المسند للإمام أحمد، المجلد الأول، مسند عبد الله بن عباس، ص۸۲۶، الحدیث: ۳۰۱۶)

Marfat.com

عورت کا اپنے شوہر کے مال سے صدقہ کرنا

عورت خاوند کی طرف سے اتنا ہی صدقہ کرسکتی ہے جتنی شوہر کی جانب سے عادۃً اجازت ہوتی ہے، اور جس چیز کی خیرات کا شوہر کو ناگوار ہونا معلوم ہو یا کوئی خاص شے جو مرد نے اپنے لئے رکھی ہو، اس کا صدقہ کرنا عورت کے لئے جائز نہیں، اور اگر نیک نیتی، شوہر کی اجازت کے ساتھ اور بلا فساد صدقہ کرے تو شوہر، بیوی اور جس خادم کے ذریعہ صدقہ دے، سب کے لئے اجر ہے، چنانچہ:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ، وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا اكْتَسَبَ، وَلِلْخَادِمِ مِثْلُ ذٰلِكَ، لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ مِنْ أَجْرِ بَعْضٍ شَيْئًا"[1]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب عورت اپنے گھر کے کھانے سے کچھ خیرات کرے بشرطیکہ بربادی کی نیت نہ ہو تو اسے خیرات کرنے کا ثواب ہوگا اور اس کے خاوند کو کمانے کا ثواب اور خزانچی کو بھی اس کے برابر، جن میں کوئی دوسرے کے ثواب سے کچھ کم نہ کریگا۔

---

[1] (صحيح البخاري، المجلد الأول، كتاب (٢٤) الزكاة، باب (٢٧) أجر الخادم إذا تصدق بأمر صاحبه غير مفسدة، ص ٣٥٢، الحديث: ١٤٣٧)
(صحيح مسلم، كتاب (١٢) الزكاة، باب (٢٥) أجر الخازن الأمين، والمرأة إذا تصدقت من بيت زوجها غير مفسدة إلخ، ص ٣٦٧، الحديث: ٧٩-١٠٢٣) =

Marfat.com

"اگرچہ حدیث پاک میں کھانے کی خیرات کا ذکر ہے مگر اس میں تمام وہ معمولی چیزیں داخل ہیں جن کے خیرات کرنے کی خاوند کی طرف سے عادۃً اجازت ہوتی ہے جیسے پھٹا پرانا کپڑا ٹوٹا جوتا وغیرہ اور کھانے میں بھی عام کھانا روٹی سالن داخل ہے جس کی خیرات کرنے سے خاوند ناراض نہیں ہوتا، اگر خاوند نے کوئی خاص حلوہ یا معجون اپنے گھر کے خرچ کے لئے بہت روپیہ خرچ کر کے تیار کی ہے تو اس میں سے خیرات کی عورت کو اجازت نہیں مرقات نے فرمایا یہاں خرچ کرنے میں بچوں پر خرچ کرنا مہمانوں کی خاطر تواضع پر خرچ بھکاری فقیر پر خرچ سب ہی شامل ہے مگر شرط یہ ہی ہے کہ مال برباد کرنے کی نیت نہ ہو بلکہ حصول ثواب کا ارادہ ہو اور اتنا ہی خرچ کرے جتنے خرچ کر دینے کی عادت ہوتی ہے"۔[1]

ایک اور روایت:

عَنْ عَطَاءٍ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ هَلْ تَتَصَدَّقُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا؟ قَالَ: لَا إِلَّا مِنْ قُوتِهَا، وَالْأَجْرُ بَيْنَهُمَا، وَلَا يَحِلُّ لَهَا أَنْ تَتَصَدَّقَ مِنْ مَالِ زَوْجِهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ. زاد رزين العبدريّ في جامعه:

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے عورت کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا وہ اپنے شوہر کے گھر (کے مال) سے صدقہ کر سکتی ہے؟ فرمایا، نہیں سوائے اپنی غذا کے، اور اجر دونوں میں برابر ہوگا اور عورت کے لئے حلال نہیں کہ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے صدقہ دے۔ اور رزین عبدری نے اپنی جامع میں اس میں مزید روایت کیا

= (مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٨) صدقة المرأة من مال الزوج، ص ٣٦٩، الحديث: ١٩٣٧)

[1] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۳، ص ۱۲۷)

Marfat.com

فَإِنْ أَذِنَ لَهَا فَالْأَجْرُ بَيْنَهُمَا، فَإِنْ فَعَلَتْ بِغَيْرِ إِذْنِهِ فَالْأَجْرُ لَهُ، وَالْإِثْمُ عَلَيْهَا.[1]

کہ اگر شوہر اُسے اجازت دے تو اجر دونوں میں برابر ہیں اور اگر اس کی اجازت کے بغیر کرے تو شوہر کے لئے اجر اور عورت پر گناہ ہوگا۔

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَجُوْزُ لِامْرَأَةٍ عَطِيَّةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا".[2]

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عورت کا اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر عطیہ دینا جائز نہیں۔

امام جلال الدین سیوطی شافعی حنفی ۹۱۱ھ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں، أي من مال الزوج وإلا فالمطعمة من مالها لا يحتاج إلى إذن عند الجمهور.[3]

یعنی، (حدیث شریف میں جو ممانعت فرمائی گئی وہ) شوہر کے مال سے

---

[1] (مصنف عبد الرزاق، المجلد الرابع، كتاب (٨) الزكاة، باب (٥٧) صدقة المرأة بغير إذن زوجها، ص ١١٤، الحديث: ٧٥٣٠)
(سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (٣) الزكاة، باب (٣٢) المرأة تتصدق من بيت زوجها، ص ٢١٧، الحديث: ١٦٨٨)
(السنن الكبرى للبيهقي، المجلد الرابع، كتاب الزكاة، باب (١٤٢) من حمل هذه الأخبار على أنها تعطيه من الطعام الذي أطعامها إلخ، ص ٣٢٢، الحديث: ٨٥٣٧)
(الترغيب والترهيب، المجلد الثاني، كتاب الصدقات، الترغيب في المرأة في الصدقة من مال زوجها إلخ، ص ٣٢، الحديث: ٣)

[2] (سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (٢٣) الزكاة، باب (٥٨) عطية المرأة بغير إذن زوجها، ص ٥٠، الحديث: ٢٥٣٩)

[3] (حاشية السيوطي على سنن النسائي، تحت الحديث: المذكور)

Marfat.com

ہے، ورنہ عورت کو اپنے مال سے صدقہ کرنے کے لئے جمہور علماء کے نزدیک، کسی کی اجازت درکار نہیں۔

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا لِيْ مَالٌ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ أَفَأَتَصَدَّقُ؟ قَالَ: "تَصَدَّقِيْ، وَلَا تُوْعِيْ فَيُوْعٰى عَلَيْكِ".[1]

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں، میں نے عرض کی، یا رسول اللہ میرے پاس (میرے شوہر) زبیر کے دیئے ہوئے مال کے سواء کچھ نہیں تو کیا میں صدقہ کروں؟ فرمایا صدقہ کر، اور بخل مت کر کہ تجھ سے روکا جائے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ: أَنَّهَا جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! لَيْسَ لِيْ شَيْءٌ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ أَرْضَخَ مِمَّا يُدْخِلُ عَلَيَّ؟ قَالَ: "ارْضَخِيْ مَا اسْتَطَعْتِ، وَلَا تُوْعِيْ فَيُوْعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ".[2]

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئیں، عرض کی یا نبی اللہ زبیر کے دیئے کے سوا میرے پاس کچھ نہیں اگر میں زبیر کے دیئے ہوئے سے تھوڑا صدقہ کروں تو مجھ پر گناہ تو نہیں؟ فرمایا، بقدرِ ضرورت خرچ کر جتنی تجھے استطاعت ہے اور بخل مت کر کہ اللہ (اپنا رزق) تجھ سے روکے۔

---

[1] (صحيح البخاري، المجلد الثاني، كتاب (٥١) الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب (١٥) هبة المرأة لغير زوجها وعتقها إلخ، ص ١٥٣، الحديث: ٢٥٩٠)

[2] (صحيح مسلم، كتاب (١٢) الزكاة، باب (٢٨) الحث على الإنفاق وكراهة الإحصاء، ص ٣٦٩، الحديث: ٨٩-(١٠٢٩))

Marfat.com

لہٰذا عورت خاوند کی طرف سے صدقہ کرسکتی ہے مگر اتنا ہی جتنا یا تو شوہر کی جانب سے اجازت ہو یا اجازت نہ ہو تو اتنا ہی صدقہ کرے کہ اگر معلوم ہو جائے تو شوہر اُس صدقہ کو بُرا نہ مانے نیز صدقہ کرتے وقت عورت کی نیت خیر خواہی کی ہو نہ کہ شوہر کے مال کو نقصان پہنچانے کی۔

= (السنن الکبری للنسائي، المجلد الثاني، في الإحصاء في الصدقة، ص۳۸، الحدیث: ۲۳۳۲)
(سنن النسائي المجتبی، المجلد الثالث، الجزء الخامس، کتاب (۲۳) الزکاة، باب (۶۲) الإحصاء في الصدقة، ص ۷۷_۷۸، الحدیث: ۲۵۵۰)
(صحیح ابن حبان، المجلد الثامن، ص ۱۴۲، الحدیث: ۳۳۵۷)
(السنن الکبری للبیهقي، المجلد الرابع، کتاب الزکاة، باب (۱۳۲) کراهة البخل والشح والإقتار، ص ۳۱۳_۳۱۴، الحدیث: ۷۸۱۴)
(المحلی للظاهري، المجلد الثامن ص ۲۱۵)

Marfat.com

حلال و حرام مال سے صدقہ کرنا

اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف حلال خرچ کیا گیا مال قابلِ قبول ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس خرچ کیے گئے ثواب پہاڑ کی مثل عطا فرماتا ہے، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا الطَّيِّبَ، فَإِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهِ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهِ، كَمَا يُرَبِّيْ أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ، حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ"[1]

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو حلال کمائی سے کھجور کے برابر صدقہ کرے، اور اللہ تعالیٰ صرف حلال ہی کو قبول کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اُسے اپنے داہنے بے مثل دستِ قدرت سے قبول فرماتا ہے پھر صدقہ کی صدقے کرنے والے کے حق میں ایسی پرورش کرتا ہے جیسے تم میں کوئی اپنے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے۔

---

[1] (الموطا للإمام مالک، کتاب (۵۸) الصدقة، باب (۱) الترغیب في الصدقة، ص۵۵۵، الحدیث: ۱۸۷۴)
(سنن الدارمي، کتاب (۳) الزکاة، باب (۳۵) فضل الصدقة ص۴۹۲، الحدیث: ۱/۱۶۷۵)
(صحیح البخاري، کتاب (۲۴) الزکاة، باب (۸) الصدقة من کسب طیب، ص۳۴۵۔۳۴۶، الحدیث: ۱۴۱۰)
(صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاة، باب (۱۹) قبول الصدقة من الکسب الطیب وتربیتها، ص۳۶۴، الحدیث: ۶۳۔۱۰۱۴)

Marfat.com

حدیث شریف میں کھجور کے تذکرے کے متعلق حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یعنی معمولی سے معمولی چیز اللہ کی راہ میں دے، عرب شریف میں کھجور معمولی چیز ہے، پھر اس کی قاش تو بہت ہی معمولی ہوئی''۔

''یہ بہت ہی اہم قانون ہے کہ خیرات حلال کمائی سے کی جائے تب ہی قبول ہوگی حتی کہ حج بھی طیب و پاک کمائی سے کرے یہاں دو قاعدے یاد رکھنا چاہئیں: ایک یہ کہ مال مخلوط سے اُجرت، صدقہ، دعوت وغیرہ لینا جائز ہے: دیکھو موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے ہاں اور حضور انور ﷺ نے ابو طالب کے ہاں پرورش پائی جن کا مال مخلوط تھا، اگر اس مال پر حرام کے احکام جاری ہوتے، تو رب تعالیٰ اپنے ان محبوبوں کو وہاں پرورش نہ کراتا، دوسرا یہ کہ مال حرام دو قسم کا ہے ایک وہ جو انسان کی ملکیت میں آتا ہی نہیں جیسے زنا کی اُجرت، سُود کا پیسہ اور بیع باطل کے معاوضے، سُور شراب وغیرہ کی قیمتیں۔ دوسرا وہ کہ مالک کی ملک میں آجاتا ہے اگرچہ مالک اس کاروبار پر گنہگار ہوتا ہے جیسے بیع بالشرط وغیرہ تمام فاسد بیعوں کی قیمت، اور ناجائز پیشوں (گانے بجانے، داڑھی مونڈنے وغیرہ) کی اجرت: پہلی قسم کا حرام کسی کے قبضہ میں پہنچے حرام ہی رہے گا کیونکہ پہلا شخص ہی اس کا مالک نہ بنا اور دوسری قسم کا حرام

= (سنن الترمذي، المجلد الأول، كتاب (٥) الزكاة، باب (٢٨) ما جاء في فضل الصدقة، ص٤٧٦، الحديث: ٦٦١)
(سنن ابن ماجة، المجلد الثاني، كتاب (٨) الزكاة، باب (٢٨) فضل الصدقة، ص ٤١١، الحديث: ١٨٤٢)
(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (٢٣) الزكاة، باب (٤٨) الصدقة من غلول، ص ٦١، الحديث: ٢٥٢٤)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٦) فضل الصدقة، الفصل الأول، ص٣٥٩، الحديث: ١٨٨٨)

Marfat.com

دوسرے کی ملک میں پہنچ کر اس کے لئے حلال ہوگا، وہ جو فقہاء فرماتے ہیں کہ جس کے پاس حرام یا مشکوک پیسہ ہو وہ دوسرے سے قرض لے کر حج یا صدقہ کرے اور اپنے مال سے وہ قرض ادا کردے اس سے مراد یہی آخری حرام ہے کیونکہ مِلک (یعنی ملکیت) بدلنے سے حکم بدل جاتا ہے حضور انور ﷺ فرماتے ہیں: "لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ."

"داہنے ہاتھ میں قبول کرنے سے مراد راضی ہوکر قبول فرماتا ہے اور مطلب یہ ہے کہ مال ونیت خیر کا صدقہ رضائے الٰہی کا باعث ہے اور وہ صدقہ کے وقت سے لے کر قیامت تک بھاری ہوتا رہے گا حتی کہ میزان میں سارے گناہوں پر غالب آجائے گا جیسے اچھی زمین میں بوئی ہوئی ادرک آلو وغیرہ، اس حدیث کی تائید اس آیت سے ہے ﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ﴾[1] (البقرۃ: ۲/۲۷۶)

ترجمہ: اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو (کنزالایمان)۔

حرام مال سے چاہے کتنا ہی صدقہ خیرات کرلے بے سود ہے اور بجائے موجب ثواب کے باعثِ عتاب ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ جَمَعَ مَالًا حَرَامًا، ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهٖ لَمْ يَكُنْ لَهٗ فِيْهِ أَجْرٌ، وَكَانَ إِصْرُهٗ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو حرام مال جمع کرے پھر اس سے صدقہ دے تو اس میں اس کے لئے کوئی اجر نہیں اور اس کا وبال

[1] (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳، ص ۹۲۔ ۹۳)

Marfat.com

عَلَيْهِ"۔[1]

اسی پر ہوگا۔

اس مقام پر اس مسئلہ کا ذکر کرنا نہایت ضروری ہے کہ اگر حرام قطعی (مثلاً سودی) مال سے صدقہ کرتے وقت اگر اس پر ثواب کی نیت رکھی تو صدقہ کرنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہوجائے گا، یوں ہی اگر لینے والے (فقیر) کو بھی علم ہو کہ دینے والا حرام قطعی مال سے دے رہا ہے اور لیتے وقت دعا دے تو وہ بھی کافر ہوجائے گا۔

چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ فرماتے ہیں،

رجل دفع إلى فقير من المال الحرام شيئاً يرجو به الثواب يكفر، ولو علم الفقير بذلک فدعا له وأمن المعطي كفرا جميعاً۔[2]

یعنی، اگر کوئی شخص ثواب کی امید پر حرام مال سے فقیر کو صدقہ دے تو کافر ہوجائے گا، اور اگر فقیر یہ بات جانتا ہو (کہ یہ حرام مال سے دے رہا ہے) اور دینے والے کے لئے دعا کرے اور دینے والا آمین کہے تو دونوں کافر ہوگئے۔

---

[1] (صحيح ابن حبان، المجلد الثامن، ص ۱۵۳، الحديث: ۳۳۶۷)
(السنن الكبرى للبيهقي، المجلد الرابع، كتاب الزكاة، باب (۳) الدليل على أن من أدى فرض الله في الزكاة فليس عليه أكثر منه إلا أن إلخ، ص ۱۴۱، الحديث: ۷۲۴۰)

[2] (رد المحتار، المجلد الثالث، كتاب (۳) الزكاة، باب (۴) زكاة الغنم، مطلب في التصدق من المال الحرام، ص ۲۶۱)

Marfat.com

صدقہ دے کر رجوع کرنا کیسا ہے؟

صدقہ دے کر واپس لینا نہایت ناپسندیدہ ہے اگرچہ واپس لے لینا جائز ہے، حدیث شریف میں ایسا کرنے کو کتے کے قے کر کے چاٹ لینے سے تشبیہ دی گئی ہے، چنانچہ:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ: حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَضَاعَهُ الَّذِيْ كَانَ عِنْدَهُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَبِيْعُهُ بِرُخْصٍ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: "لَا تَشْتَرِهِ وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ، فَإِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهِ كَالْكَلْبِ الَّذِيْ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهِ"۔[1]

حضرت عمر بن خطاب ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، میں نے کسی کو اللہ کی راہ میں گھوڑا دیا، جس کے پاس وہ گھوڑا تھا اس نے اسے برباد کر دیا، میں نے چاہا کہ گھوڑا خرید لوں میرا خیال تھا کہ سستا بیچ دے گا، میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا آپ نے فرمایا اسے نہ خریدو اور اپنا صدقہ واپس نہ لو اگرچہ تمہیں ایک درہم میں دے دے، کیونکہ اپنے صدقے میں رجوع کرنے والا اس کتے کی طرح ہوتا ہے جو قے کر کے چاٹ لے۔

اپنا صدقہ واپس نہ لو اگرچہ تمہیں ایک درہم میں دے دے،" اس جملہ کی بنا

---

[1] (مشکاۃ المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاۃ، باب (۹) من لا تحل لہ الصدقۃ، ص ۳۷۰، الحدیث: ۱۹۵۴)

Marfat.com

پر بعض علماء فرماتے ہیں کہ اپنے دیئے ہوئے صدقہ کا خریدنا حرام ہے، مگر حق یہ ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے، اور کراہت کی کمی صدقہ کی واپسی ہے، مثلاً اگر سو روپیہ کا مال اُس نے اسی میں دے دیا، تو گویا صدقہ دینے والے نے بیس روپیہ صدقہ کر کے واپس لے لئے، لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ مِلک بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں اس کی مثال بالکل یوں سمجھ لو کہ اگر تم نے اپنے پڑوسی فقیر کو صدقہ دیا، اُس نے اس مال کا کھانا پکا کر تمہاری دعوت کی، یہ اگر اس مہربانی کا شکریہ میں ہو، تو وہ دعوت ناجائز ہے، اور اگر عام دعوت تھی، جس میں اتفاقاً تمہیں بھی بلا لیا گیا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں"۔

اور کتا قے کر کے چاٹ لے" اس تشبیہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ ممانعت تنزیہی ہے کیونکہ کتے کے اپنی قے کو چاٹ لینے سے اس کا پیٹ تو بھر ہی جائے گا مگر یہ کام گھناؤنا ہے ایسے ہی اپنے صدقہ کو خرید لینے سے ملکیت تو حاصل ہو ہی جائے گی اگرچہ کام بہت بُرا ہے یہی تشبیہ واپس لینے والے پر بھی دی گئی ہے حالانکہ ہبہ کی واپسی بالاتفاق جائز ہے اگرچہ مکروہ ہے"۔[1]

---

[1] (مرآۃ المناجیح، ج ۳، ص ۳۰۳)

Marfat.com

صدقات کی وصولیابی کے فضائل اور اس میں خیانت پر وعیدیں

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اَلْعَامِلُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ لِوَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى كَالْغَازِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﷻ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلٰى أَهْلِهِ".[1]

حضرت رافع بن خدیج ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا، زکوٰۃ کا اللہ کی رضا کی خاطر سچا (زکوٰۃ وصول کرنے والا) عامل، اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کرنے والے غازی کی طرح ہے یہاں تک کہ اپنے گھر واپس آجائے۔

"یعنی جیسے مجاہد جاتے آتے ہر حال میں عبادت کا ثواب پاتا ہے، ایسے ہی انصاف والا عامل ہر حال میں ثواب پائیگا، کیونکہ مجاہد اسلام کے پھیلانے کا ذریعہ ہے، اور یہ عامل اسلامی قانون پھیلانے، مالداروں کو ان کے فریضہ سے فارغ کرنے اور

---

[1] (سنن أبي داود، المجلد الثالث، كتاب (١٤) الخراج والإمارة والفيء، باب (٧) في السعاية على الصدقة، ص٢٣٥، الحديث: ٢٩٣٦)
(سنن الترمذي، المجلد الأول، كتاب (٥) الزكاة، باب (١٨) ما جاء في العامل على الصدقة بالحق، ص٢٦٧، الحديث: ٦٤٥)
(سنن ابن ماجة، المجلد الثاني، كتاب (٨) الزكاة، باب (١٤) ما جاء في عمّال الصدقة، ص٣٩٤، الحديث: ١٨٠٩)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، الفصل الثاني، ص٣٣٩، الحديث: ١٧٨٥)

Marfat.com

فقراء کو ان کا حق دلانے کا ذریعہ، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر نیت خیر ہو تو دینی خدمت پر تنخواہ لینے کی وجہ سے اس کا ثواب کم نہیں ہوتا، دیکھو ان عاملوں کو پوری اجرت دی جاتی تھی مگر ساتھ میں یہ ثواب بھی تھا، چنانچہ مجاہد کو غنیمت بھی ملتی ہے اور ثواب بھی، حضرات خلفائے راشدین سوائے حضرت عثمان غنی کے سب نے خلافت پر تنخواہیں لیں، مگر ثواب کسی کا کم نہیں ہوا، ایسے ہی وہ علماء یا امام ومؤذن جو تنخواہ لے کر تعلیم، اذان، امام کے فرائض انجام دیتے ہیں اگر ان کی نیت خدمت دین ہے تو ان شاء اللہ ثواب بھی ضرور پائیں گے"۔[1]

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "إِنَّ الْخَازِنَ الْمُسْلِمَ الْأَمِينَ الَّذِي يَنْفُذُ مَا أُمِرَ بِهِ فَيُعْطِيهِ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبَةً بِهِ نَفْسُهُ فَيَدْفَعُهُ إِلَى الَّذِي أُمِرَ بِهِ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ".[2]

حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷺ نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا، بے شک وہ مسلمان امانت دار خازن صدیقین سے ہے، جسے ہم کسی کام پر بھیجیں اور اُسے پورا اجر دیں کہ جس پر اس کا نفس مطمئن ہو، اور وہ جس کے متعلق حکم دیا گیا، کو پورا (مالِ صدقہ) دے۔

---

[1] (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۳، ص ۱۸)

[2] (صحيح البخاري، المجلد الأول، كتاب (٢٤) الزكاة، باب (٢٧) أجر الخادم إذا تصدق بأمر صاحبه غير مفسدة، ص ٣٥٢، الحديث: ١٤٣٨)
(صحيح مسلم، كتاب (١٢) الزكاة، باب (٢٥) أجر الخازن الأمين، والمرأة إذا تصدقت من بيت زوجها غير مفسدة إلخ، ص ٣٦٧، الحديث: ٧٩-(١٠٢٣)) =

Marfat.com

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "خَيْرُ الْكَسْبِ كَسْبُ يَدِ الْعَامِلِ إِذَا نَصَحَ".[1]

حضرت ابوہریرہ ﷺ نبی کریم ﷺ سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا، اچھی کمائی عامل کی کمائی ہے جبکہ مخلص ہو۔

اور:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰى عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا فَمَا أَخَذَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ غُلُوْلٌ".[2]

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا، جسے ہم کسی کام پر لگادیں، پھر ہم اُسے معاوضہ دے دیں تو اس کے بعد جو کچھ لے گا وہ خیانت ہے۔

"یعنی اپنی تنخواہ کے علاوہ جو کچھ چھپا کر لے گا وہ چوری و خیانت ہوگا"۔[3]

اور:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ﷺ حضرت عبادہ بن صامت ﷺ سے مروی ہے

= (سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (٣) الزكاة، باب (٣٣) أجر الخازن، ص٢١٥، الحديث: ١٦٨٤)
(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (٢٣) الزكاة، باب (٦٧) أجر الخازن إذا تصدق بإذن مولاه، ص٨٣، الحديث: ٢٥٥٩)

[1] (المسند للإمام أحمد، المجلد الثالث، مسند أبي هريرة، ص ٢٧٨، الحديث: ٨٣٩٣)

[2] (سنن أبي داود، المجلد الثالث، كتاب (١٤) الخراج والإمارة والفيء، باب (١٠) في أرزاق العمال، ص٢٣٨، الحديث: ٢٩٤٣)
(مشكاة المصابيح، المجلد الثاني، كتاب الإمارة والقضاء، باب (٣) رزق الولاة وهداياهم، الفصل الثاني، ص١٦، الحديث: ٣٧٣٨)

[3] (مرآۃ المناجیح، ج۵، ص۳۸۸)

Marfat.com

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَهُ عَلَى الصَّدَقَةِ فَقَالَ: "يَا أَبَا الْوَلِيْدِ اتَّقِ اللّٰهَ لَا تَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِبَعِيْرٍ تَحْمِلُهُ لَهُ رُغَاءٌ، أَوْ بَقَرَةٌ لَهَا خُوَارٌ، أَوْ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ". قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ذٰلِكَ لَكَذٰلِكَ؟ قَالَ: "إِيْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ". قَالَ: فَوَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَعْمَلُ لَكَ عَلٰى شَيْءٍ أَبَدًا.[1]

کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں صدقات کی وصولیابی کے لئے بھیجا تو فرمایا اے ابو ولید اللہ سے ڈر، قیامت کے دن یوں نہ آنا کہ وہ صدقہ کا اُونٹ تمہاری گردن میں بلبلاتا ہو یا گائے چیختی ہو یا بکری ممیاتی ہو، عرض کی یارسول اللہ یہ ایسے ہی ہوگا؟ فرمایا، ہاں اس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے (ایسا ہی ہوگا)، عرض کی، تو اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میں کبھی کسی چیز کا عامل نہ بنوں گا۔

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ عَدِيِّ بْنِ عُمَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلٰى عَمَلٍ فَكَتَمَنَا مِخْيَطًا فَمَا فَوْقَهُ كَانَ غُلُوْلًا يَأْتِيْ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ". فَقَامَ إِلَيْهِ

حضرت عدی بن عمیرہ ؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہم تم میں سے جسے کسی کام پر عامل بنائیں پھر وہ ہم سے سُوئی یا اس سے زیادہ چھپالے تو یہ بھی خیانت ہے، جسے قیامت کے دن لائیگا۔ راوی فرماتے ہیں کہ آپ کی بارگاہ میں

---

[1] (السنن الکبری للبیہقی، المجلد الرابع، کتاب الزکاۃ، باب (۱۰۰) غلول الصدقۃ، ص۲۶۷، الحدیث: ۷۶۷۳)

Marfat.com

رَجُلٌ أَسْوَدُ مِنَ الْأَنْصَارِ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْبَلْ عَنِّيْ عَمَلَكَ. قَالَ: "وَمَا لَكَ"؟ قَالَ: سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا. قَالَ: "وَأَنَا أَقُوْلُ الْآنَ: مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلَى عَمَلٍ فَلْيَجِئْ بِقَلِيْلِهِ وَكَثِيْرِهِ، فَمَا أُوْتِيَ مِنْهُ أَخَذَ وَمَا نُهِيَ عَنْهُ انْتَهٰى"۔[1]

ایک حبشی انصاری صحابی حاضر ہوئے گویا کہ میں اُن کی جانب دیکھ رہا تھا عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! آپ مجھ سے اپنا کام واپس قبول فرمالیجئے، سرکار ﷺ نے فرمایا، کیا ہوا؟ عرض کی، میں نے آپ کو فلاں فلاں بات فرماتے سُنا۔ فرمایا، میں تو اب بھی کہتا ہوں کہ ہم جسے کسی کام پر لگائیں تو وہ اس کا کم وبیش (سب) ہماری بارگاہ میں لے کر حاضر ہو اور جو (ہماری بارگاہ سے) اُسے دیا جائے لے لے اور جس سے منع کیا جائے (اس سے) باز رہے۔

"یعنی خیانت چھوٹی ہو یا بڑی قیامت میں سزا اور رسوائی کا باعث ہے خصوصاً جو خیانت زکوٰۃ وغیرہ میں کی جائے، کیونکہ یہ عبادت میں خیانت ہے اور اس میں اللہ کا حق مارنا ہے اور فقیروں کو اُن کے حق سے محروم کرنا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ ([آل عمران: ۳/ ۱۶۱] ترجمہ: اور جو چھپا رکھے وہ قیامت کے دن اپنی چھپائی چیز لے کر آئے گا (کنزالایمان)) خیال رہے کہ مافوق سے مراد سوئی سے کم چیز ہے یا سوئی سے زیادہ"۔[2]

---

[1] (صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاۃ، باب (۷) تحریم هدایا العمّال، ص۷۳۵، الحدیث: ۳۰-(۱۸۳۳))
(مشکاۃ المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاۃ، الفصل الأول، ص۳۳۸، الحدیث: ۱۷۸۰)

[2] (مرآۃ المناجیح، ج۳، ص۱۵)

Marfat.com

ایک اور حدیث شریف جس میں ایک نہایت قیمتی قاعدہ بیان فرمایا جس سے آج کل کے اکثر لوگ نابلد ہیں اور جنہیں ادراک ہے وہ بھی جانے انجانے ہیں،

چنانچہ:

عَنْ أَبِيْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ ﷺ قَالَ: اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا مِنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ اللُّتْبِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: هٰذَا لَكُمْ، وَهٰذَا أُهْدِيَ إِلَيَّ. قَالَ: فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: "أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّيْ أَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ عَلَى الْعَمَلِ مِمَّا وَلَّانِيَ اللّٰهُ، فَيَأْتِيْ فَيَقُوْلُ: هٰذَا لَكُمْ، وَهٰذَا أُهْدِيَتْ لِيْ، أَفَلَا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْهِ وَأُمِّهِ حَتّٰى تَأْتِيَهِ هَدِيَّتُهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا؟ وَاللّٰهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَا أَعْرِفَنَّ أَحَدًا

حضرت ابو حمید ساعدی سے مروی ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے قبیلہ ازد کے ایک شخص کو جنہیں ابن لتبیہ کہا جاتا تھا صدقہ پر عامل بنایا، جب وہ واپس آئے تو کہا، یہ تمہارا ہے اور یہ مجھے ہدیۃً دیا گیا، تب نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیا، اللہ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا، حمد وثناء کے بعد سنو! ہم تم میں سے بعض کو ان چیزوں پر عامل بناتے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں والی بنایا تو ان میں سے بعض آکر کہتے ہیں کہ یہ تمہارا ہے اور یہ مجھے ہدیہ نذرانہ دیا گیا تو وہ اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہ بیٹھا رہا؟ پھر دیکھتا اُسے نذرانہ ملتا ہے یا نہیں۔ اللہ کی قسم تم میں سے جو شخص اس میں سے کچھ ناحق لے گا تو بروزِ قیامت اللہ کی بارگاہ میں اُسے اپنے اوپر اُٹھائے آئے گا تو میں اسے (سفارش کیلئے) نہ پہچانوں گا

Marfat.com

مِنْكُمْ لَقِيَ اللّٰهَ يَحْمِلُ بَعِيْراً لَهُ رُغَاءٌ، أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ، أَوْ شَاةً تَيْعَرُ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رُؤِيَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ"۔[1]

اور وہ اس خیانت والے جانور کو اپنی گردن پر اُٹھا کر لائیگا، اگر اُونٹ ہے تو بلبلاتا ہوگا یا گائے ہے تو وہ چیختی ہوگی یا بکری کہ ممیاتی ہوگی۔ پھر حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ اُٹھائے، حتی کہ ہم نے حضور کی بغلوں کی سفیدی دیکھی پھر بارگاہِ خداوندی میں عرض گزار ہوئے، الٰہی میں نے تبلیغ کردی۔

''یعنی ان کے پاس وصول کردہ زکوٰۃ سے زیادہ مال تھا جو زکوٰۃ دینے والوں نے انہیں بطور ہدیہ علاوہ زکوٰۃ دیا تھا، یہ ان صحابی کی انتہائی دیانتداری ہے کہ اس ہدیہ کو گھر نہ رکھ گئے سب کچھ بارگاہ شریف میں پیش کردیا اور اصل واقعہ بیان کردیا''۔

اور جو حدیث شریف میں فرمایا، اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہ بیٹھا رہا پھر دیکھتا اُسے نذرانہ ملتا ہے یا نہیں، ''یعنی یہ نذرانہ نہیں ہے بلکہ رشوت ہے کہ اس کے ذریعہ صاحب نصاب آئندہ اصل زکوٰۃ سے کچھ کم کرانے کی کوشش کریں گے، نیز جب اسے کام کی اُجرت پوری ہم دیتے ہیں تو یہ ہدیہ کیا چیز ہے، فقہاء فرماتے ہیں کہ

---

[1] (صحيح البخاري، المجلد الثاني، كتاب (٥١) الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب (١٧) من لم يقبل الهدية لعلة، ص ١٥٤-١٥٥، الحديث: ٢٥٩٧)
(صحيح مسلم، كتاب (٢٣) الإمارة، باب (٧) تحريم هدايا العمال، ص ٧٣٤-٧٣٥، الحديث: ٢٦-(١٨٣٢))
(سنن أبي داود، المجلد الثالث، كتاب (١٤) الخراج والإمارة والفيء، باب (١١) في هدايا العمال، ص ٢٣٩، الحديث: ٢٩٤٦)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، الفصل الأول، ص ٣٣٨، الحديث: ١٧٧٩)

Marfat.com

حکام کے نذرانے اور خاص دعوتیں رشوت ہیں، ہاں حاکم عام دعوت ولیمہ وغیرہ کھا سکتا ہے، نیز جو نذرانے، ہدیہ اور ڈالیاں اس کے حاکم بننے کے بعد شروع ہوں وہ سب رشوتیں ہیں، ہاں جن لوگوں کے ساتھ اس کا پہلے ہی سے لین دین ہو اور اس کے معزول ہونے کے بعد بھی وہی لین دین رہے وہ رشوت نہیں، جیسے عزیزوں اور قدیمی احباب سے نیوتے بھاجی وغیرہ، ان مسائل کی اصل یہ حدیث ہے"۔

"جو عامل زکوٰۃ میں چوری یا خیانت کرے یا زکوٰۃ دینے والوں سے رشوت وصول کرے، غرض کہ بالواسطہ یا بلاواسطہ جس طرح بھی خفیۃً یا علانیۃً کچھ لے لفظ مِنہُ ان سب کو شامل ہے (مرقات) غرض کہ یہاں زکوٰۃ کی چوری ہی مراد نہیں کیونکہ ان صاحب نے کوئی چوری نہ کی تھی، خیال رہے کہ یہاں تو گردن کے اُٹھانے کا ذکر ہے قرآن شریف میں پیٹھوں پر لادنے کا ارشاد ہوا: ﴿وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ﴾ ([الأنعام: ۶/ ۳۱] ترجمہ: اور وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھ پر لادے ہوئے ہیں (کنزالایمان)) کیونکہ آیت میں کفار کا ذکر ہے اور یہاں گنہگار مسلمان کا چونکہ کفار کے گناہ زیادہ اور بھاری ہونگے اس لئے وہ پیٹھوں پر لادینگے اور مسلمان گنہگار کے گناہ ان سے کم اور ہلکے ہوں گے، اس لئے گردن پر اُٹھائیں گے، یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ پیٹھ کی انتہا گردن ہے، لہٰذا گردن پر اُٹھانا گویا پیٹھ پر ہی اُٹھانا ہے مگر پہلی بات زیادہ قوی ہے"۔

اور جو فرمایا کہ اگر اُونٹ ہے تو بلبلاتا ہوگا یا گائے ہے تو چیختی ہوگی یا بکری ہے تو ممیاتی ہوگی، "یعنی اگر خیانۃً یا رشوۃً اُونٹ، گائے، بکری یا کوئی اور جانور بھی لیا ہوگا، تو اُسے بھی اپنی گردن پر اُٹھائے پھرے گا، بوجھ سے دبے گا بھی اور ان آوازوں

Marfat.com

کی وجہ سے سارے میں بدنام ہوگا، معلوم ہوا کہ نیکیوں پر قیامت میں انسان سوار ہوگا، اور بدیاں انسان پر سوار ہوں گی۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں مسلمانوں کے خفیہ گناہ نہ کھولے گا ستاری فرمائے گا، مگر جو بے غیرت دنیا میں علانیہ گناہ کریں، اور ان پر فخر بھی کریں وہ ضرور کھلیں گے، لہٰذا یہ حدیث عیب پوشی کی احادیث کے خلاف نہیں''۔[1]

حدیث شریف میں فرمایا میں اُس (خائن) کو بروزِ قیامت شفاعت کے لئے نہ پہچانوں گا، یہاں اس فعل کی قباحت کا بیان اور اس پر زجر کرنا ہے جیسا کہ ماں بچے کو کسی غلط کام سے بچنے کے لئے پہلے سے کہہ دے کہ دیکھ ایسا مت کرنا ورنہ میں تیری مدد نہ کروں گی لیکن پھر بھی بچے سے وہ کام سرزد ہو جائے تو کیا ماں اُسے بے یار و مددگار چھوڑ دے گی؟؟ جواب قاری پر ہے۔ (مؤلف غفرلہٗ)

ایک دوسری حدیث شریف:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ ﷺ قَالَ: بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاعِياً، ثُمَّ قَالَ: "انْطَلِقْ أَبَا مَسْعُوْدٍ لَا أُلْفِيَنَّكَ تَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى ظَهْرِكَ بَعِيْرٌ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ لَهُ رُغَاءٌ قَدْ غَلَلْتَهُ". قَالَ: إِذاً لَا أَنْطَلِقُ

حضرت ابن مسعود انصاری ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھے عامل بنا کر بھیجا پھر فرمایا اے ابو مسعود میں تمہیں قیامت کے دن اس حال میں آتے ہرگز نہ پاؤں کہ تمہاری پیٹھ پر صدقہ کا اُونٹ بلبلاتا ہو، کہ تو نے خیانت کی ہے راوی فرماتے ہیں تو میں نے عرض کی، یوں ہے تو میں نہیں جاتا،

[1] (مرآۃ المناجیح، ج ۳، ص ۱۳۔۱۴)

Marfat.com

قَالَ: "إِذاً لَا أُكْرِهُكَ".[1] فرمایا ٹھیک ہے میں بھی تمہیں منع نہیں کرتا۔

دیکھئے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے زہد وتقویٰ کا عالَم کہ جس میں حرام کاری کے تھوڑے عُنصَر کا بھی شُبہ ہوتا تو اس فعل سے اجتناب کرتے حالانکہ ظاہراً اس کام پر معاوضہ بھی ملتا مگر ان کے دلوں میں حبِّ مال نہیں خشیتِ الٰہی راسخ تھی۔ ان کی سیرت سے بالخصوص وہ لوگ درس حاصل کریں جو زکوٰۃ وعشر کی وصولیابی کی نوکریوں کے حصول کے لئے سرگرداں ہیں جس میں بعض لوگوں کا اصل مقصد تو رشوتیں کمانا ہی ہوتا ہے۔ چند روزہ زندگی کے لئے کیوں اپنی عاقبت کو داغدار کیا جائے؟

ایک اور حدیث شریف پڑھئے اور درسِ عبرت حاصل کیجئے:

عَنْ أَبِي رَافِعٍ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ ذَهَبَ إِلَى بَنِيْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَيَتَحَدَّثُ عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَنْحَدِرَ لِلْمَغْرِبِ. قَالَ أَبُوْ رَافِعٍ: فَبَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ مُسْرِعٌ إِلَى الْمَغْرِبِ مَرَرْنَا بِالْبَقِيْعِ، فَقَالَ: "أُفًّا لَكَ أُفًّا لَكَ"، فَكَبُرَ ذٰلِكَ فِيْ ذَرْعِيْ،

حضرت ابو رافع ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ جب عصر پڑھتے تو قبیلہ بنو عبد الاشہل کے پاس جاتے اور انہیں نصیحت فرماتے، یہاں تک کہ مغرب کے لئے لوٹتے۔ ابو رافع فرماتے ہیں، تو جس دوران نبی کریم ﷺ مغرب کے لئے تیزی سے جارہے تھے تو ہم بقیع شریف سے گزرے تو آپ نے فرمایا، تجھ پر اُف ہے تجھ پر اُف ہے، تو میں خوف زدہ ہوا

[1] (سنن أبي داود، المجلد الثالث، كتاب (١٤) الخراج والإمارة والفيء، باب (١٢) غلول الصدقة، ص ٢٣٠، الحديث: ٢٩٤٧)

Marfat.com

فَاسْتَأْخَرْتُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيْدُنِيْ، فَقَالَ: "مَا لَكَ امْشِ"، فَقُلْتُ: أَأَحْدَثْتُ حَدَثاً؟ قَالَ: "وَمَا لَكَ"؟ قُلْتُ: أَفَفْتَ بِيْ؟ قَالَ: "لَا، وَلٰكِنْ هٰذَا فُلَانٌ بَعَثْتُهُ سَاعِياً عَلٰى بَنِيْ فُلَانٍ فَغَلَّ نَمِرَةً فَدُرِّعَ عَلٰى مِثْلِهَا مِنَ النَّارِ".[1]

اور رُک گیا کہ شاید آپ مجھ سے فرمارہے ہیں، تو آپ نے فرمایا کیا ہوا؟ چلو نا! تو میں نے عرض کی کیا مجھ سے کوئی خطا ہوئی؟ فرمایا نہیں، میں نے عرض کی، آپ نے مجھ سے بے زاری کا اظہار فرمایا؟ فرمایا نہیں، مگر یہ فلاں ہے جسے میں نے فلاں قبیلے پر وصولیابی کے لئے بھیجا تھا تو اس نے ایک چادر کی خیانت کی اب اُسے (قبر میں) اُسی چادر کی مثل آگ کی زرہ سے عذاب دیا جارہا ہے۔

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَلْمُعْتَدِيْ فِي الصَّدَقَةِ كَمَانِعِهَا".[2]

حضرت انس بن مالک ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، زکوٰۃ میں حد سے تجاوز کرنے والا زکوٰۃ نہ دینے والے کی طرح ہے۔

---

[1] (الترغيب والترهيب، الملجلد الأول، كتاب الصدقات، فصل، الترغيب في العمل على الصدقة بالتقوى إلخ، ص۲۸۹، الحديث: ۱۱)

[2] (سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (۳) الزكاة، باب (۴) في زكاة السائمة، ص۱۶۶، الحديث: ۱۵۸۵)
(سنن الترمذي، المجلد الأول، كتاب (۵) الزكاة، باب (۱۹) ما جاء في المعتدي في الصدقة، ص۴۶۸، الحديث: ۶۴۶)
(سنن ابن ماجة، المجلد الثاني، كتاب (۸) الزكاة، باب (۱۴) ما جاء في عمّال الصدقة، ص۳۹۳_۳۹۴، الحديث: ۱۸۰۸)

Marfat.com

"اس حدیث کے دو معنی ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ جو عامل زکوٰۃ وصول کرنے میں زیادتی کرے کہ یا زیادہ لے یا بہترین مال لے، وہ ایسا ہی گنہگار ہے جیسے زکوٰۃ نہ دینے والا، یا جو مالک زکوٰۃ دینے میں زیادتی کرے کہ یا تو کم دینے کی کوشش کرے یا ناقص یا ٹال مٹول کرے وہ ایسا ہی گنہگار ہے جیسے زکوٰۃ نہ دینے والا، علماء فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ خوش دلی سے دو، اسے عبادت سمجھو ٹیکس نہ سمجھو، مستحق کو دو، جان بوجھ کر غیر مستحق کو نہ دو، دے کر احسان نہ جتاؤ اگر اپنے عزیز فقیر کو دی ہے تو اسے طعنہ نہ دو بلکہ اس کا ذکر کبھی بھی نہ کرو کہ ان سے صدقہ باطل ہو جاتا ہے، ربّ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى﴾ [البقرۃ: ۲/۲۶۴] ترجمہ: اپنے صدقے باطل نہ کردو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر (کنزالایمان)) اور یہ سب حد سے بڑھنے میں داخل ہیں"۔[1]

عاملِ خائن جنت میں داخل نہ ہوگا، چنانچہ:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "لَا يَدْخُلُ صَاحِبُ مَكْسٍ الْجَنَّةَ".[2]

حضرت عقبہ بن عامر ﷺ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا، زکوٰۃ وصدقات وصول کرنے والا (خائن) جنت میں داخل نہ ہوگا۔

= (مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (۱) ما تجب فيه الزكاة، الفصل الثاني، ص ۳۴۳، الحديث: ۱۸۰۱)

[1] (مرآۃ المناجیح، ج ۳، ص ۳۵)

[2] (المسند للإمام أحمد، المجلد الخامس، مسند عقبة بن عامر، ص ۹۰۱، الحديث: ۱۷۴۸۷)
(صحيح ابن خزيمة، المجلد الرابع، ص ۵۱، الحديث: ۲۳۳۳)
(المستدرک على الصحيحين، المجلد الأول، ص ۵۶۲، الحديث: ۱۴۶۹) =

Marfat.com

یوں ہی خائن عامل کی دعا بھی قبول نہیں ہوتی، چنانچہ:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: "كَانَ لِدَاوُدَ نَبِيِّ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ يُوْقِظُ فِيْهَا أَهْلَهُ، يَقُوْلُ: يَا آلَ دَاوُدَ! قُوْمُوْا فَصَلُّوْا فَإِنَّ هٰذِهِ سَاعَةٌ يَسْتَجِيْبُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْهَا الدُّعَاءَ إِلَّا لِسَاحِرٍ أَوْ عَشَّارٍ".[1]

حضرت عثمان بن ابی العاص سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا، حضرت داوٗد علیہ السلام کی رات میں ایک گھڑی ایسی تھی جس میں اپنے گھر والوں کو جگاتے تھے، فرماتے تھے اے داوٗد کے گھر والو! اُٹھو نماز پڑھ لو کیونکہ یہ وہ گھڑی ہے جس میں اللہ تعالیٰ جادوگر یا (خائن) محصولیوں کے سوا سب کی دعا قبول فرماتا ہے۔

''چونکہ یہ دونوں بڑے ظالم ہوتے ہیں کہ جادوگر لوگوں پر جانی ظلم کرتا ہے، اور چنگی والے ٹیکس وصول کرنے والے مالی ظلم بہت کرتے ہیں اور انکے ذمہ حقوق العباد بہت ہوتے ہیں اس لئے ان کی تہجد کے وقت مانگی ہوئی دعا بھی قبول نہیں ہوتی کیونکہ لوگوں کی بددعائیں ان کے پیچھے پڑی ہوتی ہیں، صوفیاء فرماتے ہیں، دعا کی قبولیت چاہتے ہو تو بددعائیں نہ لو، عشار عشر سے بنا ہے بمعنی پیداوار کا دسواں حصہ جو حکومت لیتی ہے''۔[2]

= (السنن الكبرى للبيهقي، المجلد السابع، كتاب قسم الصدقات، باب (١٦) لا يحكم منها شيء، ص٢٦، الحديث: ١٣١٧٥)

[1] (المسند للإمام أحمد، المجلد الخامس، مسند عثمان بن أبي العاص، ص٥٧٩، الحديث: ١٦٣٩٠)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الصلاة، باب (٣٣) التحريض على قيام الليل، الفصل الثالث، ص ٢٤٣، الحديث: ١٢٣٥)

[2] (مرآۃ المناجیح، ج۲، ص۲۶۱)

Marfat.com

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "تُفْتَحُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ نِصْفَ اللَّيْلِ فَيُنَادِي مُنَادٍ هَلْ مِنْ دَاعٍ فَيُسْتَجَابُ لَهُ، هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَيُعْطَى، هَلْ مِنْ مَكْرُوبٍ فَيُفَرَّجُ عَنْهُ، فَلَا يَبْقَى مُسْلِمٌ يَدْعُو بِدَعْوَةٍ إِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ إِلَّا زَانِيَةً تَسْعَى بِفَرْجِهَا أَوْ عَشَّارًا".[1]

حضرت ابو العاص ثقفی سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، آدھی رات کو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں تو ایک منادی پکارتا ہے، ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے؟، ہے کوئی مانگنے والا کہ اُسے دیا جائے؟، ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اس کی حاجت روائی کی جائے؟، تو اس وقت اللہ تعالیٰ ہر مومن کی دُعا قبول فرماتا ہے سوائے زانیہ کے جو اپنی شرمگاہ سے بدکاری کرتی ہے اور (خائن) وصولی کرنے والے کے۔

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ لِلْعَبَّاسِ سَلِ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَعْمِلْكَ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَسَأَلَهُ قَالَ: "مَا كُنْتُ لِأَسْتَعْمِلَكَ عَلَى غُسَالَةِ ذُنُوبِ النَّاسِ".[2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا، آپ نبی کریم ﷺ سے گذارش کریں کہ وہ آپ کو صدقات کی وصولیابی پر عامل بنادیں تو حضرت عباس نے گذارش کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ میں آپ کو لوگوں کے گناہ دھونے پر استعمال نہیں کرسکتا۔

---

[1] (المعجم الأوسط للطبراني، المجلد الثالث، ص ۱۵۴، الحديث: ۲۷۶۹)

[2] (صحيح ابن خزيمة، المجلد الرابع، باب استحباب الاستعفاف عن أكل الصدقة إلخ، ص ۷۹، الحديث: ۲۳۹۰)

Marfat.com

قناعت کی عظمت اور سوال کی مذمّت

اللہ کے ولی امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں، جان لو کہ فقر قابلِ تعریف ہے لیکن فقیر کو لوگوں سے نہ لالچ رکھنے والا ہونا چاہئے نہ لوگوں کے پاس موجودہ چیزوں کی طرف توجہ کرنے والا اور نہ مال کی کمائی کے مختلف طریقے ڈھونڈنے والا ہونا چاہئے کہ چاہے جس طرح بھی حاصل ہو، اور یہ اُسی وقت ممکن ہے جب وہ کھانے، پہننے اور رہنے میں بقدرِ ضرورت پر قناعت کرے۔[1]

حدیث شریف میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "لَا تَزَالُ الْمَسْأَلَةُ بِأَحَدِكُمْ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى، وَلَيْسَ فِيْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ".[2]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو ہمیشہ مانگتا رہے تو قیامت کے روز یوں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا کوئی ٹکڑا نہ ہوگا۔

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان ذم الحرص والطمع، ومدح القناعة واليأس مما في أيدي الناس، ص۳۱۸)

[2] (صحيح البخاري، المجلد الأول، كتاب (۲۴) الزكاة، باب (۵۴) من سأل الناسَ تكثّراً، ص۳۶۳، الحديث: ۱۴۷۴)
(صحيح مسلم، كتاب (۱۲) الزكاة، باب (۳۵) كراهة المسألة للناس، ص۳۷۲، الحديث: ۱۰۳-(۱۰۴۰))

Marfat.com

اسی طرح ایک حدیث شریف میں سوال یعنی مانگنے کو سائل کے چہرے پر خراشوں کا سبب فرمایا گیا ہے، چنانچہ:

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ الْمَسَائِلَ كُدُوْحٌ يُكْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ، فَمَنْ شَاءَ أَبْقَى عَلَى وَجْهِهِ، وَمَنْ شَاءَ تَرَكَ إِلَّا أَنْ يَّسْأَلَ ذَا سُلْطَانٍ، أَوْ فِيْ أَمْرٍ لَا يَجِدُ مِنْهُ بُدًّا".[1]

حضرت سمرہ بن جندب ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک سوالات خراشیں ہیں جو مانگتے وقت منگتے کے چہرے پر پڑتی ہیں تو جو چاہے اپنا چہرہ بچا لے اور جو چاہے چھوڑ دے سوائے اس کے کہ صاحبِ سلطنت سے مانگے یا اُس صورت میں مانگے کہ اس کے سوا چارۂ کار نہ ہو۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اَلْمَسْأَلَةُ كُدُوْحٌ فِيْ وَجْهِ صَاحِبِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَمَنْ شَاءَ فَلْيَسْتَبْقِ عَلَى وَجْهِهِ".[2] الحديث.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا، مانگنا بروزِ قیامت منگتے کے چہرے پر خراشیں ثابت ہوگا، تو جو چاہے اپنا چہرہ بچا لے۔

---

[1] (سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (٣) الزكاة، باب (٢٦) ما تجوز فيه المسألة، ص١٩٨، الحديث: ١٦٣٩)
(سنن الترمذي، المجلد الأول، كتاب (٥) الزكاة، باب (٣٨) ما جاء في النهي عن المسألة، ص٤٨٨، الحديث: ٦٨١)
(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (٢٣) الزكاة، باب (٩٢) مسألة الرجل ذا السلطان، ص١٠٥، الحديث: ٢٥٩٨)

[2] (شعب الإيمان، المجلد الثالث، باب في الزكاة، فصل في الاتعفاف عن المسألة، ص٢٧٠، الحديث: ٣٥١٠)

Marfat.com

خراشوں کے علاوہ مانگنے والے کا چہرہ بھی بگڑ جاتا ہے، چنانچہ:

عَنْ مَسْعُوْدِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "لَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَسْأَلُ وَهُوَ غَنِيٌّ حَتّٰى يَخْلَقَ وَجْهُهُ فَمَا يَكُوْنُ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ وَجْهٌ".[1]

حضرت مسعود بن عمرو ﷺ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص غنی ہونے کے باوجود مانگتا رہے یہاں تک کہ چہرہ بگڑ جائے تو اللہ کے ہاں اس کے لئے کیا رضا ہوگی؟

ایک اور حدیث شریف:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ سَأَلَ النَّاسَ فِيْ غَيْرِ فَاقَةٍ نَزَلَتْ بِهٖ، أَوْ عِيَالٍ لَا يُطِيْقُهُمْ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِوَجْهٍ لَيْسَ عَلَيْهِ لَحْمٌ".[2]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کسی سے بغیر فاقے یا ایسی احتیاج کے بغیر مانگے جس کی وہ طاقت نہ رکھے تو بروزِ قیامت یوں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت نہ ہوگا۔

بلا احتیاج مانگنے کا نتیجہ دائمی محتاجی ہے جس کا تدارک انسانی کوششوں سے بالاتر ہے، چنانچہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ فَتَحَ عَلٰى نَفْسِهٖ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو خود پر

---

[1] (المعجم الكبير للطبراني، المجلد العشرون، ص ۳۳۳، الحديث: ۷۹۰)
(الإصابة، المجلد السادس، ص ۱۰۲، الحديث: ۷۹۲۱)

[2] (شعب الإيمان، المجلد الثالث، كتاب (۲۲) في الزكاة، فصل في الاستعفاف عن المسألة، ص ۲۷۴، الحديث: ۳۵۲۶)

Marfat.com

بَابَ مَسْأَلَةٍ مِنْ غَيْرِ فَاقَةٍ نَزَلَتْ بِهِ، أَوْ عِيَالٍ لَا يُطِيْقُهُمْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَاقَةٍ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ".[1]

بغیر فاقے یا ایسی احتیاج کے بغیر سوال کے دروازہ کھولے گا کہ جو اس کی برداشت سے بڑھ کر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر فاقہ کا ایسا در کھولے گا کہ کبھی شمار نہ کر سکے گا۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ خشک روٹی کو پانی کے ساتھ تر کر کے کھاتے اور فرماتے جو شخص اس پر قناعت کرتا ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔[2]

اگر معلوم ہو جائے کہ مانگنے میں کیا کراہت ہے تو کوئی نہ مانگے، چنانچہ:

عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْأَلُهُ فَأَعْطَاهُ، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى أُسْكُفَّةِ الْبَابِ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَو يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْمَسْأَلَةِ مَا مَشٰى أَحَدٌ إِلٰى أَحَدٍ يَسْأَلُهُ".[3]

حضرت عائذ بن عمرو ﷺ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں سوال کرنے آیا تو آپ نے عطا فرمایا، جب (لوٹتے ہوئے) اس شخص نے دہلیز پر قدم رکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر لوگ جان لیتے کہ سوال میں کیا (کراہت) ہے تو کوئی شخص کسی کے پاس مانگنے نہ جاتا۔

اور یہ بات اسی وقت ممکن ہے جب وہ ضروری کھانے، لباس اور رہائش ہی پر قناعت کرے کہ اس کی مقدار بھی کم ہو اور ادنیٰ قسم کا ہو اور اپنی توجہ کو ایک دن یا ایک

---

[1] (شعب الإيمان، المجلد الثالث، كتاب (٢٢) في الزكاة، فصل في الاستعفاف عن المسألة، ص ٢٧٣، الحديث: ٣٥٢٦)

[2] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، الآثار، ص ٣٢٠)

[3] (السنن الكبرى للنسائي، المجلد الثاني، ص ٥٠، الحديث: ٢٣٦٧)

Marfat.com

مہینے کی طرف مبذول رکھے اور مہینے کے بعد جو کچھ ہے اس میں دلچسپی سے گریز کرے اگر زیادتی کی چاہ رکھے گا یا طویل امید قائم کرے گا تو قناعت کے اعزاز سے محروم ہو جائے گا اور لازماً لالچ کی گرد میں آلودہ ہوگا اور حرص کی ذلت برداشت کرنا پڑے گی۔ پھر حرص اور لالچ اسے (مزید) بری عادات اور برائیوں کے ارتکاب کی طرف لے جائیں گی جس سے مروت ختم ہو جائے گی کہ حرص ولالچ تو انسان کی فطرت میں رکھی گئی ہیں یہی وجہ ہے کہ انسان فطرتاً قناعت بہت کم کرتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر انسان کے پاس سونے کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری وادی تلاش کرتا ہے اور انسان کے پیٹ کو مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔

حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کی طرف وحی آتی تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ ہمیں اس وحی کی تعلیم فرماتے، ایک دن میں حاضر خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے بے شک ہم نے مال نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے اتارا ہے اور اگر انسان کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو وہ پسند کرتا ہے کہ اس کے پاس دوسری وادی بھی ہو اور اگر دوسری بھی ہو تو وہ چاہے گا کہ تیسری بھی ہو اور انسان کے پیٹ کو تو صرف مٹی ہی بھر سکتی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی طرف آتی ہے۔[1]

ایک اور حدیث شریف میں غنی کے سوال کی قباحت کا بیان ہوا، چنانچہ:

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان ذم الحرص والطمع، ومدح القناعة واليأس مما في أيدي الناس، ص۳۱۸)

Marfat.com

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَسْأَلَةُ الْغَنِيِّ شَيْنٌ فِيْ وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَسْأَلَةُ الْغَنِيِّ نَارٌ إِنْ أُعْطِيَ قَلِيْلًا فَقَلِيْلٌ، وَإِنْ أُعْطِيَ كَثِيْرًا فَكَثِيْرٌ".[1]

حضرت عمران بن حصین ﷺ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، غنی کا مانگنا بروزِ قیامت اس کے چہرے پر عیب کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ اور (ایک اور روایت میں ہے کہ) غنی کا مانگنا آگ ہے، اگر (غنی کو) کم ملا تو کم ہے اور اگر زیادہ ملا تو زیادہ ہے۔

حضرت علی ﷺ کے پاس ایک سائل آیا آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا تو حیاء سے اس کا رنگ بدل گیا تو حضرت علی نے فرمایا اپنی حاجت زمین پر لکھ لو تا کہ میں تمہارے مانگنے کی شرمندگی کو نہ دیکھوں، تو اس نے لکھا،

لم يبق لي شيء يباع بدرهم ... تغنيک حالة منظري عن مخبري
إلا بقية ماء وجه صنته ... أن لا يباع ونعم أنت المشتري

یعنی، میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس کی قیمت ایک درہم ہی ہو۔ میری خستہ حالی بیان کی محتاج نہیں۔ سوائے چہرے کی شرم کے، کہ جسے اب تک سنبھالے رکھا ہے اور یہ ایک ایسی انمول شے ہے جسے بیچا نہیں جاتا اور اے مولیٰ علی حیدر کرار! (رضی اللہ عنک) آپ کیا ہی اچھے مول دینے والے ہیں۔

تو حضرت علی ﷺ نے اس کے لئے ایک سونے چاندی سے لدے اونٹ کا حکم فرمایا، پھر فرمایا،

عاجلتنا فأتاک عاجل برنا ... فلا ولو أمهلتنا لم تقتر
فخذ القليل وكن كأنک لم تبع ... ما صنته وكأننا لم نتشر

---

[1] (المعجم الكبير للطبراني، المجلد الثامن عشر، ص۱۷۵، الحديث: ۴۰۰)

Marfat.com

یعنی، تو نے ہم سے مانگنے میں جلدی کی تو تجھے ہماری جلد بھلائی میسّر آئی اور اگر تو ہمیں مہلت نہ دیتا کہ تیری مہمان نوازی کی جاتی، تو اب تھوڑا لے اور یوں ہو جا کہ گویا تو نے بیچا ہی نہیں، اُسے جو تیرے چہرے کی شرم ہے اور گویا کہ ہم نے خریدا نہیں۔[1]

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ سَأَلَ وَهُوَ غَنِيٌّ عَنِ الْمَسْأَلَةِ يُحْشَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَهِيَ خُمُوْشٌ فِيْ وَجْهِهِ".[2]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو اس حال میں مانگے کہ مانگنے سے بے نیاز ہو (یعنی اُسے سوال کی حاجت نہ ہو) تو اُس کا مانگنا بروزِ قیامت اس کے لئے چہرے پر خراشیں ثابت ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب تعالیٰ سے عرض کی، اے میرے رب! تیرا کونسا بندہ زیادہ غنی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ شخص جو میرے دیئے پر سب سے زیادہ قناعت کرے۔ عرض کی، سب سے زیادہ عدل کرنے والا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو اپنے آپ سے انصاف کرتا ہے۔[3]

قناعت کو ترک کر کے بلا ادائیگیٔ حقوق، بے جا مال جمع کرنے والوں کو قیامت کے دن ان کے سکّوں سے داغا جائے گا، چنانچہ:

---

[1] (نزهة المجالس، المجلد الثاني، باب فضل الصدقة وفعل المعروف، ص ۴۳)
[2] (المعجم الأوسط للطبراني، المجلد الخامس، ص ۳۳۲، الحديث: ۵۴۶۷)
[3] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان ذم الحرص والطمع، ومدح القناعة واليأس مما في أيدي الناس، ص ۳۱۹)

Marfat.com

عَنْ مَسْعُوْدِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أُتِيَ بِرَجُلٍ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ فَقَالَ: "كَمْ تَرَكَ"؟ قَالُوْا: دِيْنَارَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً. قَالَ: "تَرَكَ كَيَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَ كَيَّاتٍ"، فَلَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْقَاسِمِ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ لَهُ: ذَاكَ رَجُلٌ كَانَ يَسْأَلُ النَّاسَ تَكَثُّرًا.[1]

حضرت مسعود بن عمرو ﷺ نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ ایک شخص کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف لائے تو فرمایا، کتنا چھوڑ مرا؟ لوگوں نے عرض کی دو تین دینار چھوڑے ہیں، فرمایا دو تین داغ (لگنے کے اسباب) چھوڑ گیا۔ (یعنی ان دیناروں سے بروزِ قیامت اُسے داغا جائے گا والعیاذ باللہ) راوی فرماتے ہیں، تو میں نے عبد اللہ بن قاسم جو ابو بکر کے آزاد کردہ غلام ہیں، سے مِلکر یہ حدیث شریف بیان کی تو انہوں نے فرمایا، وہ شخص لوگوں سے بہت مانگا کرتا تھا۔

یوں ہی مانگنے کو انگارے جمع کرنا فرمایا گیا، چنانچہ:

عَنْ حُبْشِ بْنِ جُنَادَةَ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اَلَّذِيْ يَسْأَلُ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ كَمَثَلِ الَّذِيْ يَلْتَقِطُ الْجَمْرَ".[2]

حضرت حبش بن جنادہ ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا، جو بغیر حاجت لوگوں سے مانگتا پھرے تو گویا وہ اپنے لئے انگارے جمع کرتا ہے۔

---

[1] (الترغيب والترهيب، الملحق الثاني، كتاب الصدقات، فصل، الترهيب من المسألة وتحريمها مع الغنى، ص۲۹۵، الحديث: ۱۱)

[2] (شعب الإيمان، المجلد الثالث، باب (۲۲) في الزكاة، فصل في الاستعفاف عن المسألة، ص۲۷۱، الحديث: ۳۵۱۷)

Marfat.com

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تمہاری بہترین دنیا وہ ہے جس میں تم مبتلا نہ ہو جاؤ اور بہترین چیز جس میں تمہاری آزمائش ہوتی ہے وہ ہے جو تمہارے ہاتھ سے نکل جائے۔[1]

ایک اور روایت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا، فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ".[2]

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص مال بڑھانے کیلئے بھیک مانگے تو وہ انگارہ مانگتا ہے، اب چاہے کم کرے یا زیادہ۔

"یعنی بلا سخت ضرورت بھیک مانگے بقدر حاجت مال رکھتا ہو زیادتی کے لئے مانگتا پھرے وہ گویا دوزخ کے انگارے جمع کر رہا ہے چونکہ یہ مال دوزخ میں جانے کا سبب ہے اسی لئے اسے انگارہ فرمایا: اس حدیث سے آج کل کے عام پیشہ ور بھکاریوں کو عبرت لینی چاہئے"۔[3]

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

حضرت علی ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، الآثار، ص ۳۲۰)

[2] (صحيح مسلم، كتاب (۱۲) الزكاة، باب (۳۵) كراهة المسألة للناس، ص ۳۷۲، الحديث: ۱۰۵-(۱۰۴۱))

(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (۴) من لا تحل له المسألة ومن تحل له، الفصل الأول، ص ۳۴۹، الحديث: ۱۸۳۹)

[3] (مرآۃ المناجیح، ج ۳، ص ۵۵)

Marfat.com

اللّٰہِ ﷺ: "مَنْ سَأَلَ مَسْأَلَةً عَنْ ظَهْرِ غِنًى، اسْتَكْثَرَ بِهَا مِنْ رَضْفِ جَهَنَّمَ". قَالُوْا: وَمَا ظَهْرُ غِنًى؟ قَالَ: "عَشَاءُ لَيْلَةٍ".[1]

اللہ ﷻ نے فرمایا، جو تونگری چھپا کر لوگوں سے مانگتا ہے تو گویا وہ اس طرح (اپنے لئے) جہنم کے تپتے پتھر بڑھا رہا ہے۔ صحابہ نے عرض کی، غناء چھپانے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا، رات کا کھانا۔

یعنی جس شخص کے پاس رات کا کھانا ہو اُسے سُوال جائز نہیں۔ لہٰذا جس شخص کے پاس بقدرِ حاجت مال ہو تو اُسے سُوال جائز نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں ہر دن ایک فرشتہ آواز دیتا ہے اے ابنِ آدم! تھوڑا جو تمہیں کفایت کرے اس زیادہ سے بہتر ہے جو تمہیں سرکش بنادے۔[2]

حضرت سمیط بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے انسان! تمہارا پیٹ ایک بالشت مکعب ہے پھر وہ تجھے دوزخ میں کیوں لے جاتا ہے کسی دانا سے پوچھا گیا کہ آپ کا مال کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ظاہر میں اچھی حالت میں رہنا، باطن میں میانہ روی اختیار کرنا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے مایوس ہونا۔[3]

ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے ابن آدم! اگر تمام دنیا تیرے لئے ہوتی پھر بھی تجھے غذا ہی ملتی تو اگر میں تجھے غذا دے دوں اور اس کا حساب

---

[1] الرضف: الحجارة المحمّاة.
(سنن الدار قطني، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (١٦) الغنى التي يحرم السؤال، ص١٠٥، الحديث: ١٩٨٠)
[2] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، ص٣٢٠)
[3] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، ص٣٢٠)

Marfat.com

دوسروں پر رکھوں تو یہ میرا تجھ پر احسان ہوگا۔[1]

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ سَأَلَ النَّاسَ وَلَهُ مَا يُغْنِيْهِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَسْئَلَتُهُ فِيْ وَجْهِهِ خُمُوْشٌ أَوْ خُدُوْشٌ أَوْ كُدُوْحٌ"، قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا يُغْنِيْهِ؟ قَالَ: "خَمْسُوْنَ دِرْهَماً أَوْ قِيْمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ".[2]

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو لوگوں سے مانگے حالانکہ اسکے پاس بقدرِ دفع حاجت (مال موجود) ہے تو قیامت میں اس طرح آئیگا کہ اسکے سوال اس کے چہرے میں کھرچن یا خارش یا زخم ہونگے، عرض کیا گیا یارسول اللہ قدرِ غنا کیا ہے؟ فرمایا، پچاس درہم یا اس قیمت کا سونا۔

''یعنی اس کے پاس روز مرہ کی ضروریات کھانا کپڑا ہے اور کوئی خاص ضرورت درپیش نہیں''۔

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، ص ۳۲۰)

[2] (سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (۳) الزكاة، باب (۲۳) من يعطى من الصدقة وحد الغنى، ص ۱۸۹، الحديث: ۱۶۲۶)

(سنن ابن ماجة، المجلد الثاني، كتاب (۸) الزكاة، باب (۲۶) من سأل عن ظهر غنى، ص ۲۱۰، الحديث: ۱۸۴۰)

(سنن الترمذي، المجلد الأول، كتاب (۵) الزكاة، باب (۲۴) ما جاء من تحل له الزكاة، ص ۴۷۰، الحديث: ۶۵۰)

(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (۲۳) الزكاة، باب (۸۷) حد الغنى، ص ۱۰۲، الحديث: ۲۵۹۱)

(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (۴) من لا تحل له المسألة ومن تحل له، ص ۳۴۹، الحديث: ۱۸۴۷)

Marfat.com

''ظاہر یہ ہے کہ تینوں ہی الفاظ اور کے ساتھ حضور انور ﷺ ہی کے ہیں، راوی کا شک نہیں اور ان تینوں کے الگ الگ معنی ہیں، ہر دوسرے لفظ میں پہلے سے ترقی زیادہ ہے، جیسا کہ ہم (حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ) نے ترجمہ میں ظاہر کر دیا، چونکہ بے ضرورت بھکاری تین قسم کے تھے معمولی کبھی کبھی مانگ لینے والے، اور ہمیشہ کے بھکاری، ضدی ہٹ دھرم بھکاری، اسی لئے ان کے چہروں کے آثار بھی تین طرح کے ہوئے جیسی بھیک ویسا اس کا اثر لہٰذا او تقسیم کے لئے ہے شک کے لئے نہیں''۔

''خیال رہے کہ جس نصاب سے سوال حرام ہوتا ہے اس کی مقداریں مختلف آئی ہیں، یہاں تو پچاس درہم یعنی قریباً ساڑھے بارہ روپے ارشاد ہوئے، (یہ تخمینہ سیدی حکیم الامت کے زمانے کا ہے قاری پچاس درہم کا تخمینہ 13.125 تولہ چاندی کی قیمت سے اعتبار کرے (مؤلف)) دوسری روایت میں ہے کہ اوقیہ ارشاد ہوا یعنی چالیس درہم، تیسری روایت میں دن رات کا کھانا ارشاد ہوا، لہٰذا بعض شارحین نے ان دونوں حدیثوں کو دن رات کے کھانے والی حدیث سے منسوخ مانا، لیکن چونکہ ہر شخص کی حاجت مختلف ہوتی ہے، بڑے کنبے والے کا روزانہ خرچ زیادہ ہوتا ہے درمیانی کنبے والے کا درمیانہ، اور اکیلے آدمی کا خرچہ بھی بہت معمولی، سرکار کے یہ تین ارشاد تین قسم کے لوگوں کے لحاظ سے ہیں، جیسا موقعہ اور جیسا مسئلہ پوچھنے والا ویسا حضور انور ﷺ کا جواب، حکیم کی ہر بات حکمت سے ہوتی ہے، لہٰذا حدیث میں تعارض نہیں، اور ممکن ہے کہ حرمت سوال کا حکم تدریجاً آہستگی سے وارد ہوا ہو، اولاً پچاس درہم والوں کو روکا گیا ہو، پھر چالیس والوں کو آخر میں دن رات کے کھانے پر قدرت

Marfat.com

رکھنے والے کو، جیسے شراب کا حال ہوا، کیونکہ اہل عرب سوال کے عادی تھے، ایکدم سوال چھوڑ نہ سکتے تھے اس لئے یہ تربیت برتی گئی''۔[1]

اپنی حاجات عام لوگون کے بجائے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرنے سے اللہ تعالیٰ جلد غِنَاء عطا فرماتا ہے، چنانچہ:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ؛ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ. وَمَنْ أَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ، أَوْشَكَ اللّٰهُ لَهُ بِالْغِنٰى، إِمَّا بِمَوْتٍ عَاجِلٍ، أَوْ غِنًى آجِلٍ".[2]

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جسے فاقہ پہنچے وہ اسے لوگوں پر پیش کرے تو اس کا فاقہ بند نہ ہوگا اور جو اُسے اللہ پر پیش کرے اُسے اللہ بہت جلد غنی کردیگا یا فوری موت سے یا آئندہ غنا سے۔

''یعنی اپنی غریبی کی شکایت لوگوں سے کرتا پھرے اور بے صبری ظاہر کرے اور لوگوں کو اپنا حاجت روا جان کر ان سے مانگنا شروع کردے، تو اس کا انجام یہ ہوگا کہ اُسے مانگنے کی عادت پڑ جائے گی، جس میں برکت نہ ہوگی اور ہمیشہ مانگتا ہی رہے گا''۔

---

[1] (مرآة المناجيح، ج ۳، ص ۶۱۔ ۶۲)

[2] (سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (۳) الزكاة، باب (۲۸) في الاستعفاف، ص ۲۰۲، الحديث: ۱۶۴۵)
(سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (۳۷) الزهد، باب (۱۸) ما جاء في الهمّ في الدنيا وحبها، ص ۲۹۶، الحديث: ۲۳۲۶)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (۴) من تحل له المسألة ومن لا تحل له، الفصل الثاني، ص ۳۵۲، الحديث: ۱۸۵۲)

Marfat.com

اور" جو اپنا فاقہ لوگوں سے چھپائے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں مانگے اور حلال پیشہ میں کوشش کرے، تو رب تعالیٰ اُسے مانگنے کی ضرورت ڈالے گا ہی نہیں، اگر اس کے نصیب میں دولت مندی نہیں ہے تو اُسے ایمان پر موت نصیب کر کے جنت کی نعمتیں عطا فرمائیگا، اور اگر دولت مندی نصیب میں ہے تو وہ جلدی نہ سہی دیر سے ہی عطا فرمادے گا کہ اسکی کمائی میں برکت دیگا، ہماری اس تقریر سے یہ اعتراض اُٹھ گیا کہ موت سے غِناء کیسے حاصل ہوتی ہے، کیونکہ پہلے غنا سے مراد مالداری نہیں بلکہ لوگوں سے بے نیازی ہے خیال رہے کہ آدمی مر کر لوگوں کے مال سے بے نیاز ہو جاتا ہے اگر چہ اُنکے ایصال ثواب کا منتظر رہتا ہے یہاں مالی غنا مراد ہے"۔[1]

زیادتی مال کی حرص میں بھیک مانگنا حقیقتاً جہنم کے انگارے جمع کرنا ہے، چنانچہ:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ سَأَلَ النَّاسَ لِيُثْرِيَ مَالَهُ، فَإِنَّمَا هِيَ رَضْفٌ مِّنَ النَّارِ مُلْهِبَةٌ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُقِلَّ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْثِرْ".[2]

حضرت عمر بن خطاب ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو مالدار ہونے کے لئے لوگوں سے بھیک مانگتا پھرتا ہے تو یہ درحقیقت جہنم کے گرم بھڑکتے پتھر جمع کرتا ہے، تو جو چاہے کم مانگے اور جو چاہے زیادہ مانگے۔

قناعت کی عظمت اور سوال کی مذمت میں ایک اور حدیث شریف:

---

[1] (مرآۃ المناجیح، ج ۳، ص ۶۵۔۶۶)

[2] (صحیح ابن حبان، المجلد الثامن، ص ۱۸۵، الحدیث: ۳۳۹۱)

Marfat.com

عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ ﷺ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ الْعَبَّاسَ ﷺ فَحَفَنَ لَهُ، ثُمَّ قَالَ: "أَزِيدُكَ"؟ قَالَ: نَعَمْ، فَحَفَنَ لَهُ، ثُمَّ قَالَ: "أَزِيدُكَ"؟ قَالَ: نَعَمْ، فَحَفَنَ لَهُ، ثُمَّ قَالَ: "أَزِيدُكَ"؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: "أَبْقِ لِمَنْ بَعْدَكَ"، ثُمَّ دَعَانِي، فَحَفَنَ لِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، خَيْرٌ لِي أَوْ شَرٌّ لِي؟ قَالَ: "لَا. بَلْ شَرٌّ لَكَ"، فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ مَا أَعْطَانِي ثُمَّ قُلْتُ: لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَقْبِلُ مِنْ أَحَدٍ عَطِيَّةً بَعْدَكَ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ: قَالَ حَكِيمٌ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُبَارِكَ لِي. قَالَ: "اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُ فِي صَفْقَةِ يَدِهِ".[1]

حضرت حکیم بن حزام ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، بحرین کا ایک شخص بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا، تو آپ نے حضرت عباس ﷺ کو بلا کر اُسے لپ بھر دیا، پھر فرمایا، اور دوں کیا؟ عرض کی ضرور تو آپ نے اُسے لپ بھر دیا اور فرمایا اور دوں کیا؟ تو عرض کی جی ضرور! تو لپ بھر دیا پھر فرمایا اور دوں؟ عرض کی جی ضرور! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اپنے بعد والے کے لئے بھی چھوڑ!، (راوی فرماتے ہیں) پھر آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور لپ بھر دیا تو میں نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ یہ میرے لئے خیر ہے یا شر؟ فرمایا، نہیں بلکہ شر ہے تو میں نے عطا کردہ وہ چیز لوٹا دی پھر عرض کی اُس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے آپ کے بعد کسی اور سے کوئی عطیہ نہ لوں گا۔ محمد بن سیرین نے فرمایا، حکیم (راویٔ حدیث) نے فرمایا، میں نے عرض کی یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ میرے لئے برکت فرمادے، تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ ان کی ہاتھ کی کمائی میں برکت فرمادے۔

[1] (المعجم الكبير للطبراني، المجلد الثالث، ص ۲۰۵، الحديث: ۳۱۳۶)

Marfat.com

قناعت کرنے اور سوال سے اجتناب کی شان میں وارد ایک اور حدیث شریف جو:

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ ﷺ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تِسْعَةً، أَوْ ثَمَانِيَةً أَوْ سَبْعَةً، فَقَالَ: "أَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ"؟ وَكُنَّا حَدِيْثَ عَهْدٍ بِبَيْعَةٍ، فَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: "أَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ"، فَقُلْنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ: "أَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ"؟ قَالَ: فَبَسَطْنَا أَيْدِيَنَا وَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَعَلَامَ نُبَايِعُكَ؟ قَالَ: "عَلٰى أَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ، وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا، وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ،

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بن مالک اشجعی ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، ہم نو، آٹھ یا سات اشخاص (صحابہ) نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے تو آپ نے فرمایا آپ لوگ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کیوں نہیں کرتے؟ حالانکہ ہم بیعت سے مشرف ہو چکے تھے، تو ہم نے عرض کی یارسول اللہ ہم تو آپ سے شرفِ بیعت حاصل کر چکے ہیں، تو راوی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا، آپ لوگ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کیوں نہیں کرتے؟، تو ہم نے عرض کی مگر ہم تو سعادتِ بیعت سے فیضیاب ہو چکے ہیں، آپ نے دوبارہ فرمایا، آپ لوگ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کیوں نہیں کرتے؟ تو ہم نے اپنے ہاتھ بچھا دیئے اور عرض کی ہم بیعت کرتے ہیں، پر آپ کس بات پر بیعت کرار ہے ہیں؟ فرمایا، اس بات پر کہ اللہ کی عبادت کروگے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے، پنجوقتہ نماز کی پابندی کروگے،

Marfat.com

وَتُطِيْعُوْا۔ وَأَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيَّةً۔ وَلَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئاً"، فَلَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ أُولٰئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُ أَحَدِهِمْ، فَمَا يَسْأَلُ أَحَداً يُنَاوِلُهُ إِيَّاهُ.[1]

فرمانبرداری کروگے اور آہستہ سے فرمایا، اور لوگوں سے نہ مانگو گے، (راوی فرماتے ہیں) پھر میں نے اس محفل میں موجود صحابہ سے بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ جب ان (کے گھوڑوں) کی سَوط (چابک) بھی گر جاتی ہے تو کسی سے سُوال نہیں کرتے کہ کوئی اُٹھادے۔

یعنی وہ اس گری ہوئی چابک کو بھی خود ہی اُتر کر اُٹھاتے۔ ایک اور حدیث شریف میں اس طرح کا مفہوم ہے، چنانچہ:

عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ يُّبَايِعُ"؟ فَقَالَ ثَوْبَانُ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: بَايِعْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ: "عَلٰى أَنْ لَّا تَسْأَلَ أَحَداً شَيْئاً"، فَقَالَ ثَوْبَانُ: فَمَا لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "الْجَنَّةُ"،

حضرت ابو اُمامہ ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کون بیعت کرے گا؟ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان نے عرض کی، ہم سب بیعت کریں گے تو آپ نے فرمایا، اس بات پر (بیعت کرو) کہ کسی سے کچھ نہ مانگو گے تو ثوبان عرض کرنے لگے ایسے (بیعت کرنے والے یا ایسا کرنے والے) کے لئے کیا اجر ہے؟ فرمایا، جنت!

---

[1] (صحيح مسلم، كتاب (١٢) الزكاة، باب (٣٥) كراهة المسألة للناس، ص ٣٧٣، الحديث: ١٠٨-(١٠٤٣))

(سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (٣) الزكاة، باب (٢٧) كراهية المسألة، ص ٢٠١، الحديث: ١٦٤٢)

(سنن ابن ماجة، المجلد الثالث، كتاب (٢٤) الجهاد، باب (٤١) البيعة، ص ٣٩٨-٣٩٩، الحديث: ٢٨٦٧)

Marfat.com

فَبَايَعَهُ ثَوْبَانُ. قَالَ أَبُوْ أُمَامَةَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بِمَكَّةَ فِيْ أَجْمَعِ مَا يَكُوْنُ مِنَ النَّاسِ يَسْقُطُ سَوْطُهُ وَهُوَ رَاكِبٌ، فَرُبَّمَا وَقَعَ عَلٰى عَاتِقِ رَجُلٍ فَيَأْخُذُ الرَّجُلُ فَيُنَاوِلُهُ فَمَا يَأْخُذُهُ حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ يَنْزِلُ فَيَأْخُذُهُ.[1]

تو ثوبان بیعت سے سرفراز ہوئے (راویٔ حدیث) ابوأمامہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ مکہ میں کثیر لوگوں کے درمیان بھی آپ (یعنی ثوبان) سے سواری کی حالت میں اگر چھڑی گر جاتی تو بسا اوقات کسی شخص کے کندھے پر گر جاتی اور وہ شخص اُسے پکڑ لیتا تاکہ ثوبان اُسے لے لیں تو حضرت ثوبان اُس وقت بھی وہ چھڑی سواری سے اُترے بغیر نہ لیتے۔

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ: أَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ ﷺ بِسَبْعٍ: حُبِّ الْمَسَاكِيْنِ، وَأَنْ أَدْنُوَ مِنْهُمْ، وَأَنْ أَنْظُرَ إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنِّيْ، وَلَا أَنْظُرَ إِلٰى مَنْ فَوْقِيْ، وَأَنْ أَصِلَ رَحِمِيْ وَإِنْ جَفَانِيْ، وَأَنْ أُكْثِرَ مِنْ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، وَأَنْ أَتَكَلَّمَ بِمُرِّ الْحَقِّ لَا تَأْخُذَنِيْ

حضرت ابوذر ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، مجھے میرے خلیل ﷺ نے سات باتوں کی وصیت فرمائی ہے، مسکینوں سے محبت کی کہ ان کے قریب ہوجاؤں، اپنے سے کم تر کو دیکھوں (تاکہ شکر گزاری کروں) اور اپنے سے برتر کو نہ دیکھوں (کہ حرص کے دلدل میں پھنس جاؤں)، اُس سے بھی صلۂ رحمی کروں جو بے وفائی کرجائے، زیادہ سے زیادہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ پڑھوں، حق بات کہوں اگرچہ کڑوی ہو،

[1] (المعجم الكبير للطبراني، المجلد الثامن، ص ۲۰۶، الحديث: ۷۸۳۲)

Marfat.com

فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ، وَأَنْ لَّا أَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئاً۔[1]

ملامت کرنے والے کی ملامت مجھے ضرر نہ دیگی، اور یہ کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگوں۔

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کعب احبار رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ علماء کے دلوں سے علم کو کونسی چیز لے جاتی ہے جب وہ اسے سمجھ بھی لیتے ہیں اور یاد بھی کر لیتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا نفس کی حرص اور حاجات کی طلب۔

ایک شخص نے حضرت فُضَیل رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت کعب کے اس قول کی وضاحت پوچھی تو انہوں نے فرمایا جب آدمی کسی چیز کی لالچ کرتا ہے تو اسے طلب کرتا ہے تو یوں وہ اپنا دین کھو بیٹھتا ہے جہاں تک حرص کا تعلق ہے تو نفس کی حرص بھی اس چیز کی طرف کی جاتی ہے اور کبھی اُس چیز کی طرف، حتی کہ وہ کسی بھی چیز کے ہاتھوں سے نکل جانے کو پسند کرتا ہے اور کبھی کسی شخص سے غرض ہوتی ہے اور کبھی اس سے کام ہوتا ہے اور جب وہ اس کا کام پورا کر دیتا ہے تو نکیل اس کے ہاتھ میں چلی جاتی ہے وہ جہاں چاہتا ہے لے جاتا ہے وہ تجھ پر قادر ہوتا ہے اور تو اس کے سامنے جھکتا ہے اور دنیا کی محبت کے باعث جب تو اس کے پاس سے گزرتا ہے تو اسے سلام کرتا ہے جب وہ بیمار ہوتا ہے تو تُو اس کی عیادت کرتا ہے تو اسے رضائے خداوندی کی خاطر سلام نہیں کرتا اور نہ ہی عیادت سے رضائے الٰہی مقصود ہوتی ہے پس اگر تجھے اس سے کوئی کام نہ ہوتا تو تیرے لئے اچھا تھا پھر حضرت فُضَیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بات فلاں فلاں کی سو باتوں سے بہتر ہے۔[2]

---

[1] (الكتاب المصنف لابن أبي شيبة، المجلد السابع، كتاب (٣٣) الزهد، (٦) ما ذكر عن نبينا ﷺ في الزهد، ص ١٠٢، الحديث: ٣٤٣٣٩)

[2] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، الآثار، ص ٣٢١-٣٢٢)

Marfat.com

سوال کی مذمت میں وارد ایک اور حدیث شریف:

عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ ﷺ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ قَالَ: "يَا حَكِيمُ، هٰذَا الْمَالُ خَضِرٌ حُلْوٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى". قَالَ حَكِيمٌ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَحَداً بَعْدَكَ شَيْئاً حَتّٰى أُفَارِقَ الدُّنْيَا، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ ﷺ يَدْعُو حَكِيماً لِيُعْطِيَهُ الْعَطَاءَ، فَيَأْبٰى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئاً، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ ﷺ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَأَبٰى أَنْ

حضرت حکیم بن حزام ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے مانگا حضور نے دیا میں نے پھر مانگا حضور ﷺ نے مجھے اور دیا پھر مانگا پھر دیا، پھر مجھ سے فرمایا اے حکیم یہ مال خوش نما خوش ذائقہ ہے جو اسے دلی لاپرواہی سے لے گا اسے اس مال میں برکت ہوگی اور جو اسے نفسانی طمع سے لے گا اُسے برکت نہ ہوگی اور وہ اس کی طرح ہوگا جو کھائے اور سیر نہ ہو، اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، حضرت حکیم فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ میں آپ کے سوا کسی سے کچھ نہ مانگوں گا حتی کہ دنیا چھوڑ دوں تو حضرتِ ابو بکر ﷺ آپ کو (اپنے دورِ خلافت میں) عطیہ دینے کے لئے بلاتے تو آپ کچھ بھی قبول کرنے سے انکار کرتے پھر عمر فاروق ﷺ (اپنے دور خلافت میں) آپ کو عطیہ دینے کے لئے

Marfat.com

يَقْبَلَهُ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ: أُشْهِدُكُمْ عَلَى حَكِيْمٍ أَنِّيْ أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ الَّذِيْ قَسَمَ اللّٰهُ لَهُ فِيْ هٰذَا الْفَيْءِ، فَيَأْبَى أَنْ يَّأْخُذَهُ، وَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيْمٌ أَحَداً مِنَ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى تُوُفِّيَ ﷺ۔[1]

بلاتے تو آپ لینے سے انکار کرتے۔ تو حضرت عمر نے فرمایا، اے مسلمانوں کی جماعت! میں تمہاری توجہ حکیم کی جانب دلاؤں، کہ میں ان کو ان کا وہ حق پیش کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے غنیمت سے ان کا حصہ مقرر فرمایا ہے تو آپ وہ لینے سے انکار کرتے ہیں اور حکیم نے نبی کریم ﷺ (کی بارگاہ میں عہد) کے بعد کسی سے کچھ نہ مانگا حتی کہ آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

''زمانہ جاہلیت میں لوگ مانگنے کو عیب نہ سمجھتے تھے بلا ضرورت بھی دست سوال دراز کرتے تھے، نومسلم حضرات اسی عادت کے مطابق اولاً مانگتے تھے، نبی کریم ﷺ اکثر انہیں دے کر سوال سے منع فرماتے تھے، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا گیا کہ آپ مسجد کے بھکاری کو پہلے دیتے، پھر مسجد میں مانگنے سے منع کرتے، شاید آپ کے عمل کا ماخذ یہ حدیث ہو''۔

---

[1] (صحيح البخاري، المجلد الأول، كتاب (٢٤) الزكاة، باب (٥٢) الاستعفاف عن المسألة، ص ٣٦٢، الحديث: ١٤٧٢)
(صحيح مسلم، كتاب (١٢) الزكاة، باب (٣٢) بيان أن اليد العليا خير من اليد السفلى إلخ، ص ٣٧١، الحديث: ٥٦_(١٠٣٥))
(سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (٣٨) صفة القيامة والرقائق والورع، باب (٢٩)، ص ٣٦٦، الحديث: ٢٤٦٣)
(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (٢٣) الزكاة، باب (٩٣) مسألة الرجل في أمر لابد له منه، ص ١٠٦، الحديث: ٢٦٠١)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٣) من لا تحل له المسألة ومن تحل له، الفصل الأول، ص ٣٥٠، الحديث: ١٨٤٢)

Marfat.com

''لاپرواہی سے مراد طمع اور ہوس کا مقابل ہے، یعنی جو مال لے تو لیکن صبر و قناعت کے ساتھ کہ ناجائز کی طرف نہ اُٹھائے اور جائز مال کا بھی ہوس نہ ہو تو اگرچہ اس کے پاس مال تھوڑا ہو مگر برکت ہوگی، کیونکہ اس میں اللہ رسول کی رضا شامل ہوگی، خیال رہے کہ مال کی زیادتی اور ہے، برکت کچھ اور، زیادتی مال کبھی ہلاک کر دیتی ہے، مگر برکت مال دین و دنیا میں رب تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے برکت والا تھوڑا پانی پیاس بجھا دیتا ہے، بہت سا پانی ڈبو دیتا ہے دیکھو طالوت کے جن ساتھیوں نے نہر سے ایک چلّو پانی پر قناعت کی، وہ کامیاب رہے اور بہت سا پینے والے مارے گئے، کیونکہ چلّو میں برکت تھی اور اس میں محض کثرت''۔

''جوع البقر (گائے کی بھوک) کی بیماری والا کبھی سیر نہیں ہوتا اور استسقاء والا پانی سے، ان دونوں کی یہ بھوک اور پیاس کبھی ہلاکت کا باعث ہو جاتی ہے، حضور انور ﷺ نے مال کی ہوس کو جوع البقر قرار دیا''۔

''اوپر والے ہاتھ سے مراد دینے والا اور نیچے والے سے مانگ کر لینے والا، خواہ دینے والا نذرانہ کے طور پر نیچا ہاتھ کر کے ہی دے اور لینے والا اوپر ہاتھ کر کے ہی اُٹھائے، مگر پھر بھی دینے والا ہی اونچا ہے، یہاں دینے اور لینے سے مراد بھیک دینا اور لینا ہے اولاد کا ماں باپ کو دینا، مرید صادق کا اپنے شیخ کامل کی خدمت میں کچھ پیش کرنا، انصار کا حضور ﷺ کی بارگاہ میں نذرانے پیش کرنا اس حکم سے علیحدہ ہیں، اگر ہماری کھالوں کے جوتے بنیں اور زشتۂ جان کے تسمے اور حضور انور ﷺ اسے استعمال فرمالیں تو ان کے حق کا کروڑواں حصہ ادا نہ ہو اس حدیث سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ غنا فقر سے بہتر ہے، اور غنی شاکر، فقیر صابر سے افضل، مگر حق یہ ہے کہ فقیر صابر غنی

Marfat.com

شاکر سے افضل ہے، ہماری اس تقریر سے یہ حدیث غنی کے افضل ہونے کی دلیل نہیں ہوسکتی کیونکہ یہاں بھکاری فقیر کا ذکر ہے نہ کہ صابر کا بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ یہاں اوپر والے ہاتھ سے فقیر صابر مراد ہے اور نیچے والے سے بھکاری، تب تو سبحان اللہ بہت لطف کی بات ہے''۔

''بَعُد کے معنی سوا بہت ہی مناسب ہیں جو شیخ نے اختیار کئے یعنی آپ سے تو جیتے جی قبر میں حشر میں مانگتا ہی رہوں گا کیوں نہ مانگوں میں بھکاری آپ داتا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ﴾ [النساء: ۴/۶۴] ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں (کنزالایمان)) اور فرماتا ہے: ﴿وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝۱۰﴾ [الضحی: ۹۳/۱۰] ترجمہ: اور منگتا کو نہ جھڑکو (کنزالایمان)) آپ سے مانگنے میں ہماری عزت ہے، ہاں آپ کے سواء کسی سے نہ مانگوں گا، شعر

اُن کی در کی بھیک چھوڑیں سروری کے واسطے

اُن کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

کل قیامت میں ساری مخلوق حضور ﷺ سے شفاعت وغیرہ کی بھیک مانگے گی، حضرت حکیم نے یہ وعدہ ایسا پورا کیا کہ اگر گھوڑے سے آپ کا کوڑا گر جاتا تو خود اُتر کر لیتے، کسی سے مانگتے نہیں، خیال رہے کہ اَرْزَءُ رَزْءٌ سے بنا بمعنی کم کرنا، چونکہ مانگنے والے کی عزت گھٹ جاتی ہے اور دینے والے کا کچھ مال بھی کم ہوتا ہے، اس لئے اسے رزء فرمایا''۔[1]

---

[1] (مرآۃ المناجیح، ج ۳، ص ۵۷۔۵۸)

Marfat.com

سُوال سے گریز کرنے پر جنت کی بشارت ہے، چنانچہ:

عَنْ ثَوْبَانَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ يَكْفُلْ لِيْ أَنْ لَّا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئاً أَتَكَفَّلْ لَهُ بِالْجَنَّةِ"، فَقُلْتُ: أَنَا، فَكَانَ لَا يَسْأَلُ أَحَداً شَيْئاً۔[1]

حضرت ثوبان ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو مجھے اس کی ضمانت دے کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگے گا تو میں اُس کے لئے جنت کا ضامن ہوں، حضرت ثوبان نے کہا میں۔ اس کے بعد آپ (ثوبان) کسی سے کچھ نہ مانگتے۔

''یعنی جو مجھ سے بھیک نہ مانگنے کا عہد کرے تو میں اُس کی چار چیزوں کا ذمہ دار ہوتا ہوں، زندگی تقویٰ پر، موت ایمان پر کامیابی، قبر میں چھٹکارا، حشر میں کیونکہ جنت ان چار چیزوں کے بعد نصیب ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اپنی جنت کا مالک ومختار بنایا ہے کیونکہ بغیر اختیار ضمانت کیسی، یہ بھی معلوم ہوا کہ سوال سے بچنے والے کو حضور انور ﷺ اپنی امان میں لے لیتے ہیں پھر اس پر نہ شیطان کا داؤ چلے، نہ نفس امارہ قابو پائے، جسے وہ اپنے دامن میں چھپالیں اُس کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ کا تصرف اور حضور علیہ السلام کی امن وامان عالم میں قیامت تک جاری ہے، کیونکہ حضور انور ﷺ کی یہ ضمانت صرف صحابہ کے لئے نہیں تا قیامت ہر سوال سے بچنے والے مومن کے لئے ہے، شعر

---

[1] (سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (٣) الزكاة، باب (٢٨) في الاستعفاف، ص ٢٠٢، الحديث: ١٦٤٣)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٣) من لا تحل له المسألة ومن تحل له، الفصل الثالث، ص ٣٥٣، الحديث: ١٨٥٧)

Marfat.com

ڈھونڈا ہی کریں صدرِ قیامت کے سپاہی
وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

یہاں شیخ نے فرمایا کہ انبیائے کرام کی یہ ضمانتیں باذنِ الٰہی ہیں اور برحق ہیں حتی کہ ایک پیغمبر کا نام ہی ذی الکفل ہے کیونکہ وہ اپنی اُمّت کے لئے جنت کے کفیل ہو گئے تھے"۔

"سب سے پہلے اس حدیث پر خود حضرت ثوبان نے ایسا عمل کیا کہ وفات تک کسی سے کچھ نہ مانگا، معلوم ہوا کہ علم پر عالم خود عمل کرے"۔[1]

سوال کا انجام فقر ہے، جس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قسم کھائی، چنانچہ:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "ثَلَاثٌ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ إِنْ كُنْتُ لَحَالِفاً عَلَيْهِنَّ: لَا يَنْقُصُ مَالٌ مِنْ صَدَقَةٍ فَتَصَدَّقُوْا، وَلَا يَعْفُوْ عَبْدٌ عَنْ مَظْلَمَةٍ يَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا عِزّاً، وَلَا يَفْتَحُ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ.[2]

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد [ﷺ] کی جان ہے تین باتیں ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں، صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا تو صدقہ دیا کرو، اور جو بندہ اللہ کی رضا کی خاطر ظلم کو درگزر کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت اُسے عزّت عطا فرمائے گا اور جو بندہ خود پر سوال کا دروازہ کھول لے تو اللہ تعالیٰ اس پر فقیری کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

---

[1] (مرآۃ المناجیح، ج ۳، ص ۶۸)
[2] (المسند للإمام أحمد بن حنبل، المجلد الأول، مسند عبد الرحمان بن عوف، ص ۵۱۵، الحدیث: ۱۶۷۴)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب تم میں سے کوئی شخص اپنی ضرورت طلب کرے تو نرمی سے طلب کرے اور کسی کے پاس جا کر یہ نہ کہے کہ تم ایسے ہو تم ایسے ہو کہ اس کی پیٹھ توڑ دے (یعنی تعریف میں مبالغہ کرتا جائے) کیوں کہ رزق تو اتنا ہی ملے گا جو اس کے نصیب میں ہے بنو امیہ میں سے کسی نے حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا اور قسم دے کر کہا جو حاجات ہوں مجھے بتائیں حضرت ابو حازم نے جواباً لکھا میں نے اپنی حاجات اپنے مولا کے ہاں پیش کر دی ہیں تو وہ جو کچھ دے گا قبول کروں گا اور جو کچھ مجھ سے روک رکھے گا اس پر صبر کروں گا۔[1]

مانگنے والا حقیقتاً آگ طلب کرتا ہے، چنانچہ:

عَنْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ:	حضرت سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	فرماتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی،
لَقَدْ سَمِعْتُ فُلَانًا وَفُلَانًا	یا رسول اللہ میں نے فلاں اور فلاں کو
يُحْسِنَانِ الثَّنَاءَ يَذْكُرَانِ أَنَّكَ	تعریفیں کرتے سُنا کہ آپ نے انہیں دو
أَعْطَيْتَهُمَا دِيْنَارَيْنِ. قَالَ: فَقَالَ	دینار دیئے ہیں، راوی فرماتے ہیں کہ نبی
النَّبِيُّ ﷺ: "وَاللّٰهِ لٰكِنْ فُلَانًا	کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم مگر حقیقتاً ایسا
مَا هُوَ كَذٰلِكَ لَقَدْ أَعْطَيْتُهُ مَا	نہیں میں نے تو اُسے دس سے سو کے
بَيْنَ عَشَرَةٍ إِلٰى مِائَةٍ فَمَا يَقُوْلُ	درمیان کچھ دیئے ہیں تو وہ یہ کیا کہہ رہا
ذٰلِكَ، أَمَا وَاللّٰهِ إِنَّ أَحَدَكُمْ	ہے (کہ دو دینار دیئے) خبردار! اللہ کی
لَيَخْرُجُ مَسْأَلَتُهُ مِنْ عِنْدِيْ	قسم تم میں جو کوئی مجھ سے اپنی طلب

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، الآثار، ص ۳۲۰)

Marfat.com

يَتَأَبَّطُهَا"، يَعْنِي تَكُوْنُ تَحْتَ إِبْطِهِ نَاراً، فَقَالَ: قَالَ عُمَرُ ﷺ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (ﷺ) لِمَ تُعْطِيْهَا إِيَّاهُمْ؟ قَالَ: "فَمَا أَصْنَعُ؟ يَأْبَوْنَ إِلَّا ذٰلِكَ، وَيَأْبَى اللّٰهُ لِيَ الْبُخْلَ".[1]

بغل میں دبائے لے جاتا ہے، تو حقیقتاً اس کی بغل میں آگ ہوتی ہے تو حضرت عمر ﷺ نے عرض کی یارسول اللہ (اگر یوں ہے تو) آپ نے اُنہیں دیا کیوں؟ فرمایا، میں کیا کروں وہ مانگنے سے باز نہیں آتے اور مجھے اللہ تعالیٰ نے بُخل سے منع فرمایا ہے۔

صاحب نزہۃ المجالس فرماتے ہیں کہ میں نے تفسیر علائی میں سورۂ یٰس شریف میں دیکھا کہ ایک مرتبہ عیسیٰ علیہ السلام ایک گاؤں سے گزرے تو وہاں والوں کو راستہ میں غیر مدفون مُردوں کی صورت میں پایا تو اپنے رب سے ان کے متعلق پوچھا تو اللہ تعالیٰ انہیں وحی فرمائی کہ جب رات ہو تو ان کو پکاریئے گا یہ آپ کو جواب دیں گے۔ جب رات ہوئی تو آپ نے انہیں پکارا تو ان میں سے ایک بولا لبیک اے روح اللہ! حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، تمہارا کیا معاملہ ہے؟ اس نے جواب دیا، ہم دن عافیت میں گزارتے تھے اور راتیں خواہشات میں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا، کیوں؟ اس نے جواب دیا اس لئے کہ ہم دنیا سے یوں محبت کرتے تھے جیسے بچہ ماں سے محبت کرتا ہے جب کوئی دنیاوی اچھائی پاتے تو بہت خوش ہوتے اور جب کوئی مصیبت پڑتی تو روتے تھے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، تمہارے ساتھیوں کو کیا ہوا وہ کیوں جواب نہیں دیتے؟ عرض کی، انہیں عذاب کے فرشتے اپنے ہاتھوں سے آگ کے کوڑے برسا

---

[1] (الترغيب والترهيب، الملجلد الأول، كتاب الصدقات، فصل، الترهيب من المسألة وتحريمها مع الغنى، ص ۳۰۰، الحديث:۲۸)

Marfat.com

رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا، تو تم کیسے ان کے درمیان جواب دے رہے ہو؟ عرض کی، میں ان میں سے نہیں میں تو بس ان پر عذاب نازل ہوتے وقت ان کے درمیان سے گزر رہا تھا تو وہ عذاب مجھے بھی آ پہنچا اور میں جہنم کے کنارے ایک بال سے لٹکا ہوا ہوں پس میں نہیں جانتا کہ میں اس سے نجات پاؤں گا یا نہیں۔[1]

تین قسم کے لوگوں کے سوا کسی کو سوال جائز نہیں، چنانچہ:

عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ قَبِيْصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ ﷺ قَالَ: تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً، فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَسْأَلُهُ فِيْهَا فَقَالَ: "أَقِمْ حَتّٰى تَأْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَأْمُرَ لَكَ بِهَا". ثُمَّ قَالَ: "يَا قَبِيْصَةُ، إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدِ ثَلَاثَةٍ: رَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَهَا ثُمَّ يُمْسِكَ، وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَاحَتْ مَالَهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَاماً مِنْ عَيْشٍ۔ أَوْ

حضرت ابو بشر قبیصہ بن مخارق ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، میں ایک قرض کا ضامن بن گیا تھا، تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس کے لئے کچھ مانگنے کو حاضر ہوا، تو حضور نے فرمایا ٹھہرو حتی کہ صدقہ آجائے تو ہم اُس کا تمہارے لئے حکم دے دیں گے پھر فرمایا اے قبیصہ تین شخصوں کے سواء کسی کو مانگنا جائز نہیں ایک وہ جو کسی قرض کا ضامن ہوگیا ہو اُسے مانگنا جائز ہے حتی کہ بقدرِ قرض پالے پھر باز رہے، ایک وہ جس پر آفت آجائے جو اُس کا مال برباد کردے اُسے مانگنا حلال ہے حتی کہ زندگانی کا قیام پائے یا

[1] (نزهة المجالس، باب الزهد والقناعة والتوكل، ص ۲۴)

Marfat.com

قَالَ۔ سِدَاداً مِنْ عَيْشٍ، وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتّٰى يَقُوْلَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجٰى مِنْ قَوْمِهِ: لَقَدْ أَصَابَتْ فُلَاناً فَاقَةٌ، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَاماً مِنْ عَيْشٍ۔ أَوْ قَالَ۔ سِدَاداً مِنْ عَيْشٍ، فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ يَا قَبِيْصَةُ سُحْتٌ يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتاً"۔[1]

فرمایا کہ زندگی کی درستی پائے، اور ایک وہ جسے فاقہ پہنچ جائے حتی کہ اس قوم کے تین عقل والے اُٹھ کر کہہ دیں کہ فلاں فاقہ کو پہنچا ہے تو اُسے مانگنا حلال ہے حتی کہ زندگی کا قیام یا زندگی کی درستی پائے، اے قبیصہ ان کے سواء مانگنا حرام ہے کہ مانگنے والا حرام کھاتا ہے۔

''اس ضمانت کی صورت یہ ہوتی ہے کہ دو قومیں دیت یا دوسرے قرض کی وجہ سے آپس میں لڑنے لگیں، کوئی اُن میں صلح کرانے اور دفع شر کے لئے مقروض کا قرض یا مقتول کی دیت اپنے ذمہ لے لے یعنی دفع فساد یا صلح کرانے کے لئے مال کا ضامن بن جانا یا اپنے ذمہ لے لینا''۔

''صدقہ سے مراد ظاہری جانوروں کی پیداوار کی زکوٰۃ ہے جو حکومت

---

[1] (سنن الدارمي، كتاب (٣) الزكاة، باب (٣٧) من تحل له الصدقة، ص٤٩٣، الحديث: ١٦٨٤)
(صحيح مسلم، كتاب (١٢) الزكاة، باب (٣٦) من تحل له المسألة، ص٣٧٣، الحديث: ١٠٩_(١٠٤٤))
(سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (٣) الزكاة، باب (٢٦) ما تجوز فيه المسألة، ص١٩٨_١٩٩، الحديث: ١٦٤٠)
(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (٢٣) الزكاة، باب (٨٠) الصدقه لمن تحمل بحمالة، ص٩٣_٩٤، الحديث: ٢٥٨٠)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٤) من لا تحل له المسألة ومن تحل له، الفصل الأول، ص٣٤٩، الحديث: ١٨٣٧)

Marfat.com

اسلامیہ وصول کرتی تھی یا مال باطنی یعنی سونے چاندی وغیرہ کی زکوٰۃ جو غنی صحابہ حضور انور ﷺ کی خدمت میں حاضر کرتے تھے تاکہ حضور ﷺ ہی خیرات کردیں اور حضور انور ﷺ کی برکت سے خیرات قبول ہو یعنی اے قبیصہ اتنا توقف کرو کہ زکوٰۃ وصول ہوجائے تو اس سے تمہارا زرِ ضمانت ادا کردیا جائیگا"۔

"اس سے معلوم ہوا کہ ایسا ضامن اگرچہ مالدار بھی ہو تو صدقہ مانگ سکتا ہے کیونکہ یہ مانگنا اپنے لئے نہیں بلکہ اُس مقروض فقیر کے لئے ہے جو فقیر ہے جس کا یہ ضامن ہے، رب تعالیٰ نے زکوٰۃ کے مصارف میں غارمین (مقروضوں) کا بھی ذکر فرمایا ہے وہ یہ ہی مقروض ہیں"۔[1]

ایک اور حدیث شریف میں سُوال سے اجتناب کی تعلیم فرمائی گئی، چنانچہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اسْتَغْنُوْا عَنِ النَّاسِ، وَلَوْ بِشَوْصِ السِّوَاكِ".[2]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لوگوں سے مانگنے سے احتراز کرو اگرچہ مسواک ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بے شک لالچ فقر ہے اور (لوگوں سے) ناامیدی، مالداری ہے جو شخص لوگوں کے پاس موجود چیزوں سے ناامید ہوجائے تو وہ لوگوں سے بے نیاز ہوجاتا ہے۔ کسی دانا سے پوچھا گیا کہ مالداری کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا، تیرا خواہش کم کرنا اور جو کچھ موجود ہو اسی پر

---

[1] (مرآۃ المناجیح، ج ۳، ص ۵۴)

[2] (المعجم الكبير للطبراني، المجلد الحادي عشر، ص ۴۴۴، الحديث: ۱۲۲۵۷)

Marfat.com

راضی رہنا مالداری ہے۔[1]

مانگنے والے سے اللہ تعالیٰ نفرت فرماتا ہے (نعوذ باللہ من ذلک)، چنانچہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يَأْمَنَ جَارُهُ بَوَائِقَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ: فَلْيَقُلْ خَيْرًا، أَوْ لِيَسْكُتْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْغَنِيَّ الْحَلِيْمَ الْمُتَعَفِّفَ، وَيُبْغِضُ الْبَذِيَّ الْفَاحِرَ السَّائِلَ الْمُلِحَّ". رواه البزار.[2]

حضرت ابو ہریرہ ﷺ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوتا جب تک اس کا ہمسایہ مصائب سے محفوظ نہ ہو۔ اور جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لاتا ہے تو اسے لازم ہے کہ مہمان نوازی کرے اور جو اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہو تو یا اچھی بات کہے یا خاموش رہے، بے شک اللہ تعالیٰ بردبار پرہیزگار غنی کو پسند فرماتا ہے اور بدگو فاجر مانگنے والے سے نفرت فرماتا ہے۔

کسی دانا سے پوچھا گیا کہ سمجھدار کے لئے زیادہ خوشی کا باعث کیا چیز ہے اور غم دور کرنے میں کون سی چیز زیادہ معاون ثابت ہوسکتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا اس کے لئے زیادہ خوشی کا باعث وہ (نیک) اعمال ہیں جو اس نے آگے بھیجے ہوں اور اس کا غم اس وقت ہی دور ہوسکتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہو۔[3]

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، الآثار، ص ۳۲۰)

[2] (الترغيب والترهيب، الملجلد الأول، كتاب الصدقات، فصل، الترهيب من المسألة وتحريمها مع الغنى، ص ۳۰۱، الحديث: ۳۱)

[3] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل، ذم حب المال، الآثار، ص ۳۲۰)

Marfat.com

جہنم میں داخل ہونے والے پہلے تین اشخاص میں فاجر فقیر بھی شامل ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "عُرِضَ عَلَيَّ أَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَّدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، وَأَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُوْنَ النَّارَ، فَأَمَّا أَوَّلُ الثَّلَاثَةِ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ: فَالشَّهِيْدُ، وَعَبْدٌ مَمْلُوْكٌ أَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَنَصَحَ لِسَيِّدِهِ، وَفَقِيْرٌ مُتَعَفِّفٌ ذُوْ عِيَالٍ، وَأَمَّا أَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُوْنَ النَّارَ فَسُلْطَانٌ مُسَلَّطٌ وَذُوْ ثَرْوَةٍ مِنَ الْمَالِ لَمْ يُعْطِ حَقَّ مَالِهِ وَفَقِيْرٌ فَجُوْرٌ".[1]

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجھ پر وہ تین شخص پیش کئے گئے جو پہلے جنت میں جائیں گے اور وہ تین بھی جو پہلے جہنم میں جائیں گے۔ تو پہلے تین جو جنت میں جائیں گے ان میں ایک شہید ہے، دوسرا وہ غلام جو (غلام ہوتے ہوئے بھی) اپنے رب کا حق ادا کرے اور اپنے آقا کو اچھی نصیحت کرتا رہے اور وہ محتاج جو (محتاج ہوتے ہوئے بھی سوال سے) پرہیز کرے اور دیگر تین جو پہلے جہنم میں جائیں گے ان میں ایک زبردستی مسلط حاکم ہے دوسرا ایسا صاحب ثروت جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے اور تیسرا فاجر فقیر۔

کسی دانا نے فرمایا کہ میں نے سب سے زیادہ غمگین حاسدوں کو پایا اور سب سے خوشحال اس شخص کو پایا جو زیادہ قناعت کرتا ہے اور خواہشات والی چیزوں پر صبر کرتا ہے۔ جو شخص تارک الدنیا ہو اس کی زندگی آسانی سے گزرتی ہے اور جو عالم

---

[1] (السنن الكبرى للبيهقي، المجلد الرابع، كتاب الزكاة، باب (١) ما ورد من الوعيد فيمن كنز مال زكاة ولم يؤد زكاته، ص ١٣٨، الحديث: ٧٢٢٧)

Marfat.com

زیادہ کوتاہی کرتا ہے اسے ندامت زیادہ ہوتی ہے۔[1]

ایک اور حدیث شریف:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ، وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ: "الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى، وَالْعُلْيَا: هِيَ الْمُنْفِقَةُ، وَالسُّفْلٰى: هِيَ السَّائِلَةُ".[2]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا، جبکہ آپ صدقہ کرنے اور مانگنے سے باز رہنے کا ذکر فرما رہے تھے، کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اوپر والا ہاتھ دینے والا ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہے۔

حضرت عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ایک راہب کے پاس سے گزرا تو میں نے پوچھا آپ کہاں سے کھاتے ہیں؟ اس نے کہا مہربان خبر رکھنے والے (اللہ تعالیٰ) کی گندم کے ڈھیر سے کھاتا ہوں جس نے چکی یعنی میرے دانت

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، الآثار، ص ۳۲۰)

[2] (صحيح البخاري، المجلد الأول، كتاب (۲۴) الزكاة، باب (۲۰) لا صدقة إلا عن ظهر غنى، ص ۳۵۰، الحديث: ۱۴۲۹)
(صحيح مسلم، كتاب (۱۲) الزكاة، باب (۳۲) بيان أن اليد العليا خير من اليد السفلى إلخ، ص ۳۷۰۔ ۳۷۱، الحديث: ۹۴۔(۱۰۳۳))
(سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (۳) الزكاة، باب (۲۸) في الاستعفاف، ص ۲۰۳، الحديث: ۱۶۴۸)
(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (۲۳) الزكاة، باب (۵۳) الصدقة عن ظهر غنى، ص ۶۶، الحديث: ۲۵۳۳)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (۴) من لا تحل له المسألة ومن تحل له، الفصل الأول، ص ۳۵۰، الحديث: ۱۸۴۳)

Marfat.com

بنائے ہیں وہی پیدا ہوا دے دیتا ہے۔ وہ قادر خبر رکھنے والا پاک ہے۔[1]

ایک اور حدیث شریف:

عَنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَلْأَيْدِي ثَلَاثَةُ أَيْدٍ: فَيَدُ اللّٰهِ الْعُلْيَا، وَيَدُ الْمُعْطِي الَّتِي تَلِيْهَا، وَيَدُ السَّائِلِ أَسْفَلُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَاسْتَعِفُّوْا عَنِ السُّؤَالِ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَمَنْ أُعْطَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا فَلْيُرَ عَلَيْهِ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ، وَارْضَخْ مِنَ الْفَضْلِ، وَلَا تُلَامُ عَلَى كَفَافٍ وَلَا تُعْجِزُ عَنْ نَفْسِكَ".[2]

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہاتھ تین قسم کے ہیں، اللہ کا بے مثل دستِ قدرت دینے والے کا ہاتھ جو اللہ کے دستِ قدرت سے ملا ہے (یعنی اللہ کے فضل و کرم و عطا سے مشرّف ہے) اور تیسرا ہاتھ مانگنے والے کا ہے جو قیامت تک نیچا ہے۔ تو سوال سے پرہیز کرو اور جس قدر ممکن ہو مانگنے سے بچو اور جسے اللہ تعالیٰ کوئی اچھی چیز عطا فرمائے تو وہ اس پر نظر آنی چاہئے (یعنی اسے استعمال کرے) اور (دینے میں) اہلِ قرابت سے ابتداء کرو اور زیادتی سے کم دو (یعنی بقدرِ حاجت دو) کہ بقدرِ حاجت پر (لینے والے کو) ملامت نہ ہوگی اور نہ خود کو تکلیف میں ڈالے گا۔

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَلْيَدُ

حضرت حکیم بن حزام ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، الآثار، ص ۳۲۲)

[2] (السنن الكبرى للبيهقي، المجلد الرابع، كتاب الزكاة، باب (۱۴۷) بيان اليد العليا واليد السفلى، ص ۳۳۳، الحديث: ۷۸۸۶)

Marfat.com

الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ، وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ"۔[1]

اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور (دینے میں) اہلِ قرابت سے ابتداء کرو، اچھا صدقہ وہ ہے جو بقدرِ حاجت ہو۔ تو جو (سوال سے) پرہیز کرے گا تو اللہ اُسے پرہیزگار بنائے گا اور جو غنی بننا چاہے اُسے اللہ غنی بنادے گا۔

بنی اسرائیل کے ایک عابد نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی اے موسیٰ اپنے رب سے سوال کیجئے کہ مجھے عطا فرمائے تو آپ نے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اے موسیٰ آپ نے کم مانگا ہے یا زیادہ تو عرض کی اے میرے پروردگار میں نے تجھ سے زیادہ دینے کی دعا کی ہے دوسرے دن صبح کے وقت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ اس شخص کو ایک درندے نے کھالیا ہے۔ تو عرض کی اے رب میں نے تجھ سے عرض کی تھی کہ اسے زیادہ دے مگر اسے تو درندے نے کھالیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے موسیٰ بے شک آپ نے اس کے لئے کثرت کی دعا فرمائی مگر دنیا کا سب کا سب مال قلیل ہے۔[2]

سوال کی مذمت میں ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ أُنَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوْهُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ انصاری لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے مانگا حضور نے انہیں دیا، پھر مانگا

---

[1] (صحيح البخاري، المجلد الأول، كتاب (٢٤) الزكاة، باب (٢٠) لا صدقة إلا عن ظهر غنى، ص٣٥٠، الحديث: ١٤٢٧)

[2] (نزهة المجالس، باب الزهد والقناعة والتوكل، ص٢٥)

Marfat.com

فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوْهُ فَأَعْطَاهُمْ، حَتّٰى إِذَا نَفِدَ مَا عِنْدَهُ قَالَ: "مَا يَكُوْنُ عِنْدِيْ مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ، وَمَنِ اسْتَعَفَّ يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ، وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ، وَمَا أُعْطِيَ اللّٰهُ أَحَداً عَطَاءً هُوَ خَيْرٌ لَّهُ، وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ".[1]

حضور نے پھر عطا کیا، حتی کہ جو آپ کے پاس (ظاہراً) تھا ختم ہوگیا، پھر فرمایا جو کچھ مال میرے پاس ہوگا وہ تم سے ہرگز بچا نہ رکھوں گا، جو سوال سے بچنا چاہے اللہ اُسے بچائے گا اور جو غنا چاہے گا اللہ اُسے غنا دیگا اور جو صبر چاہے گا اللہ تعالیٰ اُسے صبر عطا کریگا، اور اللہ نے کسی کو صبر سے بہتر اور وسیع چیز نہ دی۔

"وہ حضرات مانگتے رہے اور حضور ﷺ دیتے رہے انہیں سب کچھ دے کر مسئلہ بتایا، اس میں تبلیغ بھی ہے اور سخاوت مطلقہ کا اظہار بھی معلوم ہوا کہ بلا ضرورت مانگنے والوں کو دینا حرام نہیں اگرچہ انہیں مانگنا ممنوع ہے خیال رہے کہ جس کو حضور ﷺ

---

[1] (سنن الدارمي، كتاب (٣) الزكاة، باب (٩) في الاستعفاف عن المسألة، ص ٤٨١، الحديث: ١٦٥٢)

(صحيح البخاري، المجلد الأول، كتاب (٢٤) الزكاة، باب (٥٢) الاستعفاف عن المسألة، ص ٣٦١، الحديث: ١٤٦٩)

(صحيح مسلم، كتاب (١٢) الزكاة، باب (٤٢) فضل التعفف والصبر، ص ٣٧٦، الحديث: ١٢٤-(١٠٥٣))

(سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (٣) الزكاة، باب (٢٨) في الاستعفاف، ص ٢٠٢، الحديث: ١٦٤٤)

(سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (٢٨) البر والصلة، باب (٧٧) ما جاء في الصبر، ص ١٢٣، الحديث: ٢٠٢٤)

(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (٢٣) الزكاة، باب (٨٥) الاستعفاف عن المسألة، ص ١٠٠، الحديث: ٢٥٨٧)

(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٣) من لا تحل له المسألة ومن تحل له، الفصل الأول، ص ٣٥٠، الحديث: ١٨٤٤)

Marfat.com

نے کچھ خوش ہو کر دیا ہے وہ بہت عرصہ تک ختم نہ ہوا، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ ﷺ کو تھوڑے تھوڑے جو عطا فرمائے تھے جو اُن بزرگوں نے سالہا سال کھائے اور کھلائے، پھر جب تولے تو اتنے ہی تھے مگر تولنے سے ختم ہو گئے، حضرت طلحہ کے ہاں ساڑھے چار سَیر جَو کی روٹی پر سینکڑوں آدمیوں کی دعوت فرمائی"

"یہ حدیث اس حدیث قدسی کی شرح ہے أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ یعنی رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے قریب رہتا ہوں اس کا ظہور آخرت میں تو ہوگا ہی کہ اگر بندہ معافی کی امید کرتا ہوا مر جائے تو ان شاء اللہ اُسے معافی ہی ملے گا، اکثر دنیا میں بھی ہو جاتا ہے کہ جو قرض نہ لینے نہ مانگنے کا خدا کے بھروسے پر پورا ارادہ کر لے، تو اللہ تعالیٰ اسے ان سے بچا ہی لیتا ہے، اور جو یہ کوشش کرے کہ دنیا والوں سے لاپرواہ رہوں۔ تو بہت حد تک اللہ تعالیٰ اُسے لاپرواہ ہی رکھتا ہے، مگر یہ فقط زبانی دعویٰ نہ ہو عملی کوشش بھی ہو کہ کمانے میں مشغول رہے، خرچ درمیانہ رکھے، کُل چھوڑے نہ اُڑائے اللہ رسول سچے ہیں ان کے وعدے حق، غلطی ہم کر جاتے ہیں"۔

"رب تعالیٰ کی عطاؤں میں سے بہترین اور بہت گنجائش والی عطا صبر ہے کہ رب تعالیٰ نے اس کا ذکر نماز سے پہلے فرمایا: ﴿اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ (البقرۃ: ۲/۱۵۲) ترجمہ: صبر اور نماز سے مدد چاہو (کنزالایمان) اور صابر کے ساتھ اللہ ہوتا ہے، نیز صبر کے ذریعہ انسان بڑی بڑی مشقتیں برداشت کر لیتا ہے اور بڑے بڑے درجے حاصل کر لیتا ہے، رب تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

Marfat.com

﴿اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا﴾ [ص: ۴۴] ہم نے انہیں بندۂ صابر پایا، صبر ہی کی برکت سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سیّد الشہداء ہوئے"۔[1]

اور غِنَاء کثرتِ مال کا نام نہیں بلکہ اصل غِنَاء تو دل کی تونگری ہے، چنانچہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ".[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، امیری زیادہ مال واسباب سے نہیں، بلکہ امیری دل کی غنا سے ہے۔

"دل کی غنا سے مراد قناعت وصبر رضا بر قضا ہے۔ حریص مالدار فقیر ہے قناعت والا غریب امیر ہے، شعر

تو انگری نہ بمال است نزد اہل کمال ❁ کہ مال تالب گور است بعد ازاں اعمال

(یعنی اہلِ کمال کے ہاں تونگری وخوشحالی مال نہیں کہ مال تو قبر کے کنارے تک ہے اس کے بعد تو اعمال ہیں)

ہوسکتا ہے کہ غنی نفس سے مراد کمالات روحانیہ ہوں کہ اس کی برکت سے دولت منداں

---

[1] (مرآۃ المناجیح، ج ۳، ص ۵۹۔۶۰)

[2] (صحيح البخاري، المجلد الرابع، كتاب (۸۱) الرقاق، باب (۱۵) الغنى غنى النفس، ص ۱۹۷، الحديث: ۶۴۴۶)

(صحيح مسلم، كتاب (۱۲) الزكاة، باب (۴۰) ليس الغنى عن كثرة العرض، ص ۳۷۵، الحديث: ۱۲۰۔(۱۰۵۱))

(سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (۳۷) الزهد، باب (۴۰) ما جاء أن الغنى غنى النفس، ص ۳۱۸، الحديث: ۲۳۷۳)

(سنن ابن ماجة، المجلد الرابع، كتاب (۳۷) الزهد، باب (۹) القناعة، ص ۴۸۲، الحديث: ۴۱۳۷)

(مشكاة المصابيح، المجلد الثاني، كتاب الرقاق، الفصل الأول، ص ۲۴۴، الحديث: ۵۱۷۰)

Marfat.com

کے دروازہ کی خاک چاٹتے ہیں دیکھ لو داتا گنج بخش اور خواجہ اجمیری کے آستانے رضی اللہ عنہما مطلب یہ ہے کہ غنی وہ ہے جس کو نفس غنا (یعنی) نفس کا کمال حاصل ہو حضرت علی فرماتے ہیں، شعر

رضينا قسمة الجبّار رفينا ❁ لنا علم وللجهال مالٌ

فإنّ المال يفني عن قريب ❁ وإنّ العلم باقٍ لا يزالُ "[1]

(ہم تو رب تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہیں ہمارے لئے (دولت) علم ہے جبکہ جاہلوں کے لئے مال، بے شک مال جلد فناء ہو جائے گا اور بے شک علم باقی رہے گا زائل نہ ہوگا)

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "يَا أَبَا ذَرٍّ أَتَرٰى كَثْرَةَ الْمَالِ هُوَ الْغِنٰى"؟ قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "أَفَتَرٰى قِلَّةَ الْمَالِ هُوَ الْفَقْرِ"؟ قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ: "إِنَّمَا الغِنٰى غِنَى الْقَلْبِ".[2]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے ابوذر کیا آپ سمجھتے ہیں کہ غنی ہونا کثرتِ مال ہے؟ میں نے عرض کی، جی یا رسول اللہ، فرمایا، تو کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ مال کی کمی فقر ہے؟ میں نے عرض کی، جی یا رسول اللہ، فرمایا، بے شک غنی ہونا تو دل کی تونگری ہے۔

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول

---

[1] (مرآۃ المناجیح، ج۷، ص۱۱۔۱۲)

[2] (الترغيب والترهيب، الملجلد الأول، كتاب الصدقات، فصل، الترهيب من المسالة وتحريمها مع الغنى، ص۳۰۴، الحديث: ۴۲)

Marfat.com

اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ، وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنَ الَّذِيْ لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيْهِ، وَلَا يُفْطَنُ لَهُ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ، وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ".[1]

اللہ ﷺ نے فرمایا، مسکین وہ نہیں جو لوگوں پر چکر لگاتا پھرے کہ اُسے ایک دو لقمے یا ایک دو چھوہارے دے کر لوٹا دیں بلکہ مسکین وہ ہے جو تونگری نہ پائے اور لوگوں سے لاپرواہ ہوجائے اور اُسے پہچانا بھی نہ جائے، تاکہ اُسے صدقہ دیا جائے اور نہ اٹھ کر لوگوں سے سوال کرے۔

''یعنی جس مسکینیت پر ثواب ہے اور صابروں کے زمرہ میں داخل ہے وہ یہ بھکاری فقیر نہیں ہے بلکہ یہ تو عام حالات میں اسی سوال پر گنہگار ہے کہ جب وہ بھیک مانگنے کے لئے اتنی دَوڑ دھوپ کرسکتا ہے تو وہ کمانے کے لئے بھی کرسکتا ہے، ہاں صابر وہ مسکین ہے جو حاجت مند ہو، مگر پھر کسی پر اپنی حاجت ظاہر نہ کرے، اپنے فقر کو چھپانے کی کوشش کرے، اسی مسکین کی رب تعالیٰ نے قرآن پاک میں تعریف فرمائی ہے کہ فرمایا: ﴿لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ الآية

---

[1] (صحيح البخاري، المجلد الأول، كتاب (٢٤) الزكاة، باب (٥٥) قول الله تعالىٰ: ﴿لَا يَسْأَلُوْنَ النَّاسَ إِلْحَافًا﴾ كم الغنى، ص ٣٦٤، الحديث: ١٤٧٩)
(صحيح مسلم، كتاب (١٢) الزكاة، باب (٣٤) المسكين الذي لا يجد غنى إلخ، ص ٣٧٢، الحديث: ١٠١ـ(١٠٣٩))
(سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (٣) الزكاة، باب (٢٣) من يعطى من الصدقة، وحد الغنى، ص ١٩٣، الحديث: ١٦٣١)
(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (٢٣) الزكاة، باب (٧٦) تفسير المسكين، ص ٩٠، الحديث: ٢٥٧١)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٣) من لا تحل له الصدقة، الفصل الأول، ص ٣٣٧، الحديث: ١٨٢٨)

Marfat.com

([البقرة:۲۷۳/۳] ترجمہ: ان فقیروں کے لئے جو راہِ خدا میں روکے گئے (کنزالایمان))

خیال رہے کہ جس مسکینیت کی دعا حضور انور ﷺ نے مانگی ہے وہ مسکینیت دل ہے یعنی دل میں عجز وانکسار ہونا، تکبّر وغرور نہ ہونا، ایسا شخص اگر مالدار بھی ہو تو مبارک مسکین ہے، اور جن احادیث میں فقر ومسکینیت سے پناہ مانگی گئی ہے وہ ایسی تنگدستی ہے جو فتنہ میں مبتلا کردے، لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں اور نہ اعتراض ہے کہ حضور انور ﷺ نے تو مسکینیت کی دعا کی مگر رب تعالیٰ نے حضور انور ﷺ کو بادشاہ بنادیا یہ دعا قبول نہ ہوئی"۔[1]

کامیاب وہی ہے جس نے بکفایت رزق پایا اور قناعت کی، چنانچہ:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَرُزِقَ كَفَافاً، وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ".[2]

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، وہ کامیاب ہوگیا جو مسلمان ہوا، اور بقدرِ کفایت رزق دیا گیا، اور اللہ نے اُسے اپنے عطا کردہ پر قناعت دی۔

"یعنی جسے ایمان وتقویٰ بقدر ضرورت مال اور تھوڑے مال پر صبر یہ چار نعمتیں مِل گئیں، اُس پر اللہ کا بڑا ہی کرم وفضل ہوگیا، وہ کامیاب رہا، اور دنیا سے

---

[1] (مرآۃ المناجیح، ج۳، ص۴۹)

[2] (صحيح مسلم، كتاب (١٢) الزكاة، باب (٤٣) في الكفاف والقناعة، ص٣٧٦، الحديث: ١٢٥-(١٠٥٤))
(سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (٣٧) الزهد، باب (٣٥) ما جاء في الكفاف والصبر عليه، ص٣٠٧، الحديث: ٢٣٤٨)
(مشكاة المصابيح، المجلد الثاني، كتاب الرقاق، الفصل الأول، ص٢٤٣، الحديث: ٥١٦٥)

Marfat.com

کامیاب گیا"۔[1]

ابو محمد یزیدی فرماتے ہیں میں ہارون الرشید کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ ایک کاغذ کو دیکھ رہا ہے جس کی تحریر سونے کی ہے جب مجھے دیکھا تو ہنس پڑا میں نے کہا اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو سلامت رکھے کیا کوئی فائدہ مند چیز ہے؟ اس نے کہا ہاں میں نے بنوامیہ کے ایک خزانے کو ان دو شعروں میں پایا تو ان کو اچھا سمجھا اور ان کے ساتھ تیسرا شعر بھی ملا دیا اور مجھے وہ شعر سنائے ؎

إِذَا سَدَّ بَابٌ عَنْكَ مِنْ دُوْنِ حَاجَةٍ

فَدَعْهُ لِأُخْرٰى يَنْفَتِحُ لَكَ بَابُهَا

فَإِنَّ قِرَابَ الْبَطْنِ يَكْفِيْكَ مِلْؤُهُ

وَيَكْفِيْكَ سَوْآتُ الْأُمُوْرِ اجْتِنَابُهَا

وَلَا تَكُ مِبْذَالًا لِعِرْضِكَ وَاجْتَنِبْ

رُكُوْبَ الْمَعَاصِيْ يَجْتَنِبْكَ عِقَابُهَا

جب تمہاری حاجت سے ایک دروازہ بند ہو جائے تو اس کو چھوڑ دو تیرے لئے دوسرا دروازہ کھل جائے گا پیٹ کے مشکیزے کا بھر جانا تیرے لئے کافی ہے اور برائی کے کاموں سے پرہیز بھی کافی ہے، اپنی عزت کو داؤ پر نہ لگا اور گناہوں پر سوار ہونے سے بچ سزا سے بچ جائے گا۔[2]

ضروریات سے باقی ماندہ خرچ کرنے میں بھی فضیلت ہے، چنانچہ:

---

[1] (مرآۃ المناجیح، ج۵، ص۹)

[2] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، الآثار، ص ۳۲۱)

Marfat.com

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ أَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ، وَأَنْ يُمْسِكَهُ شَرٌّ لَّكَ، وَلَا تُلَامُ عَلَى كَفَافٍ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى".[1]

حضرت ابو امامہ ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رب تعالیٰ فرماتا ہے، اے انسان اگر تو بچا مال خرچ کردے تیرے لئے اچھا ہے اور اگر تو اُسے روک رکھے تو تیرے لئے بُرا ہے اور بقدرِ ضرورت پر ملامت نہیں اور اپنے عیال سے ابتدا کر اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

"یعنی اپنی ضروریات سے بچا ہوا مال خرچ کردینا خود تیرے لئے ہی مفید ہے کہ اس سے تیرا کوئی کام نہ رُکے گا اور تجھے دنیا وآخرت میں عوض مل جائے گا، اور اسے روکے رکھنا خود تیرے لئے ہی بُرا ہے کیونکہ وہ چیز سڑ گل یا اور طرح ضائع ہوجائے گی اور تُو ثواب سے محروم ہوجائے گا، اسی لئے حکم ہے کہ نیا کپڑا پاؤ تو پرانا کپڑا خیرات کردو، نیا جوتا رب تعالیٰ دے تو پرانا جوتا جو تمہاری ضرورت سے بچا ہوا ہے کسی فقیر کو دے دو کہ تمہارے گھر کا کوڑا نکل جائے گا اور اُس کا بھلا ہوجائے گا"۔[2]

حدیث شریف میں لالچ کو فقر فرمایا گیا، چنانچہ:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

---

[1] (صحيح مسلم، كتاب (١٢) الزكاة، باب (٣٢) بيان أن اليد العليا خير من اليد السفلى إلخ، ص ٣٧١، الحديث: ٩٧-(١٠٣٦))
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٥) الإنفاق وكراهية الإمساك، الفصل الأول، ص ٣٥٤، الحديث: ١٨٦٣)

[2] (مرآۃ المناجیح، ج ۳، ص ۷۰)

Marfat.com

"إِيَّاكُمْ وَالطَّمَعَ، فَإِنَّهُ هُوَ الْفَقْرُ، وَإِيَّاكُمْ وَمَا يُعْتَذَرُ مِنْهُ"۔[1]

لالچ سے بچو، کیونکہ لالچ فقیری (کا سبب) ہے۔ اور لالچ سے پیدا ہونے والی معذوری سے بچو۔

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حکایت بیان کی گئی کہ ایک شخص نے قنبرہ (چنڈول پرندہ) شکار کیا، تو پرندے نے کہا تم میرے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا میں تجھے ذبح کر کے کھاؤں گا پرندے نے کہا اللہ کی قسم نہ میں تیری خواہش کو پورا کر سکتا ہوں اور نہ ہی مجھے کھا کر تو سیر ہوگا البتہ میں تجھے تین باتیں سکھاتا ہوں جو مجھے کھانے سے بہتر ہیں ایک بات تو ابھی سکھاؤں گا جب تیرے قبضے میں ہوں دوسری بات اس وقت سکھاؤں گا جب درخت پر چلا جاؤں اور تیسری بات اس وقت بتاؤں گا جب پہاڑ پر چلا جاؤں۔ اس آدمی نے کہا پہلی بات بتاؤ پرندے نے کہا گزری ہوئی بات پر افسوس نہ کرنا اس نے اسے چھوڑ دیا جب پرندہ درخت پر چلا گیا تو اس نے کہا دوسری بات بتاؤ، پرندے نے کہا جو کام نہ ہو سکے اس کے ہونے کا یقین نہ کرنا، پھر وہ اُڑ کر درخت پر جا بیٹھا اور کہا اے بدبخت! اگر تو مجھے ذبح کرتا تو میرے پوٹے میں سے دو موتی نکلتا ہر موتی کا وزن بیس مثقال ہے حضرت شعبی فرماتے ہیں یہ سن کر اس شخص کو افسوس ہوا اور کہا تیسری بات بتا اس نے کہا تو تُو پہلی دو باتیں بھول چکا ہے تیسری بات کیسے بتاؤں کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ جو کچھ ہاتھوں سے نکل جائے اس پر افسوس نہ کرنا اور جو کچھ نہ ہو سکے اس پر یقین نہ کرنا؟ میں تو ایک گوشت، خون اور پروں کا مجموعہ ہوں اور یہ سب کچھ ملا کر بیس مثقال وزن نہیں ہو سکتا تو میرے

---

[1] (المعجم الأوسط للطبراني، المجلد السابع، ص ۳۷۰، الحديث: ۷۷۵۴)

Marfat.com

پوٹے میں بیس بیس مثقال کے دو موتی کیسے ہو سکتے ہیں؟ پھر وہ پرندہ اُڑ کر چلا گیا۔ یہ مثال انسان کے زیادہ لالچ کرنے سے متعلق ہے کہ اس (لالچ) کے سبب آدمی حق بات کو پانے سے اندھا ہو جاتا ہے حتی کہ جو کام نہ کر سکتا ہو وہ اس کے بارے میں خیال کرتا ہے کہ ہو جائے گا۔[1]

اور قناعت نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے، چنانچہ:

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَلْقَنَاعَةُ كَنْزٌ لَا يَفْنٰى".[2]

حضرت جابر ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قناعت ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امید تیرے دل میں ایک رسی ہے جو پاؤں کی بیڑی بنی ہوئی ہے تو دل سے امید کو نکال دے کہ تیرے پاؤں سے بیڑی خود بخود نکل جائے گی۔[3]

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحْصِنٍ الْخُطَمِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ آمِناً فِيْ سِرْبِهِ مُعَافًى فِيْ بَدَنِهِ، عِنْدَهُ قُوْتُ يَوْمِهِ فَكَأَنَّمَا

حضرت عبید اللہ بن محصن ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص تم میں سے صبح پائے کہ اُس کے دل میں امن و امان ہو، اپنے جسم میں تندرستی، اُس کے پاس اُس دن کا کھانا ہو تو گویا

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، الآثار، ص ۳۲۱)
[2] (كتاب الزهد الكبير للبيهقي، المجلد الثاني، ص۸۸، الحديث: ۱۰۴)

Marfat.com

حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا بِحَذَافِيْرِهَا"۔[1] اُس کے لئے دنیا پوری کی پوری جمع کر دی گئی۔

"سرب سین کے فتحہ یا کسرہ سے ر کے سکون سے بمعنی راستہ، چہرہ، سینہ، دل، نفس، یہاں بمعنی دل ہے، یعنی اس کو نہ دشمن کا خوف ہو، نہ عذابِ الٰہی کا خطرہ، کیونکہ اُس کا دشمن کوئی نہ ہو، اور اُس نے کفر یا گناہ نہ کیا ہو، اہل عرب کہتے ہیں لیس العید لمن لبس الجدید إنما العید لمن آمن الوعید یعنی عید اُس کی نہیں جو نئے کپڑے پہن لے، بلکہ عید اُسکی ہے جو عذاب سے امن میں ہو"۔[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا، ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام سمندر کے کنارے تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک مومن اور ایک کافر کو مچھلیاں پکڑتے دیکھا مومن تو اللہ کے ذکر میں مشغول تھا شکار نہیں کر رہا تھا مگر کافر اپنے بتوں کا نام لے رہا تھا کہ اس کے جال میں مچھلی آ گئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اس پر تعجب فرمایا، اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی دیکھئے موسیٰ! تو آپ علیہ السلام نے جنت میں دیکھا تو وہاں ایک حوض پر سونے سے مومن بندے کا نام لکھا تھا جس میں بے شمار مچھلیاں تھیں اور جہنم میں ایک آگ کا محل تھا جس پر کافر کا نام لکھا تھا اور اس میں بے شمار سانپ اور بچھو تھے کہ جن کی تعداد کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی، اے موسیٰ میرے مومن بندے سے فرمایئے کہ اُسے سمندر کی مچھلیاں زیادہ پسند ہیں یا جنت کی نعمتیں؟ تو وہ شخص رویا اور عرض کی اے رب اگر تو مجھ سے

---

[1] (سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (٣٧) الزهد، باب (٣٤)، ص ٣٠٥، الحديث: ٢٣٤٦)
(سنن ابن ماجة، المجلد الرابع، كتاب (٣٧) الزهد، باب (٩) القناعة، ص ٣٨٤، الحديث: ٤١٤١)
مشكاة المصابيح، المجلد الثاني، كتاب الرقاق، الفصل الثاني، ص ٢٣٧، الحديث: ٥١٩١)

[2] (مرآۃ المناجیح)

Marfat.com

رزق روکتا ہے تو میں تیری رضا کی خاطر کھانے سے بھی صبر کرسکتا ہوں تو مچھلیوں سے کیوں نہ کروں۔[1]

ایک اور حدیث شریف جس میں حضور ﷺ نے ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کو سوال سے بچنے اور قناعت پر عمل کرنے کا طریقہ تعلیم فرمایا، چنانچہ:

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: "أَمَا فِي بَيْتِكَ شَيْءٌ"؟ قَالَ: بَلَى. حِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضَهُ، وَنَبْسُطُ بَعْضَهُ، وَقَعْبٌ نَشْرَبُ فِيهِ مِنَ الْمَاءِ. قَالَ: "ائْتِنِي بِهِمَا"، فَأَتَاهُ بِهِمَا فَأَخَذَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ، وَقَالَ: "مَنْ يَّشْتَرِي هٰذَيْنِ". قَالَ رَجُلٌ: أَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهِمٍ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ يَّزِيْدُ عَلٰى دِرْهَمٍ" مَرَّتَيْنِ. قَالَ رَجُلٌ: أَنَا آخَذُهُمَا بِدِرْهَمَيْنِ فَأَعْطَاهُمَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، کہ ایک انصاری نبی ﷺ کی بارگاہ میں مانگنے کے لئے حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا کہ کیا تیرے گھر میں کچھ نہیں، عرض کیا ہاں ایک ٹاٹ ہے جو ہم کچھ اوڑھ لیتے ہیں کچھ بچھا لیتے ہیں اور ایک پیالہ جس میں پانی پیتے ہیں فرمایا دونوں ہمارے پاس لے آؤ وہ یہ دونوں چیزیں لے کر حاضر ہوئے، اُنہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا، یہ کون خریدتا ہے؟ ایک شخص نے کہا ایک درہم میں، میں لیتا ہوں، آپ نے دو بار فرمایا، ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟ ایک صاحب بولے کہ میں دو درہم میں لیتا ہوں، آپ نے فرمایا یہ دونوں چیزیں

[1] (نزهة المجالس، المجلد الثاني، باب الزهد والقناعة والتوكل، ص۲۵)

Marfat.com

بِيَادُ، وَأَخَذَ الدِّرْهَمَيْنِ فَأَعْطَاهُمَا الْأَنْصَارِيَّ، وَقَالَ: "اشْتَرِ بِأَحَدِهِمَا طَعَاماً فَانْبِذْهُ إِلَى أَهْلِكَ، وَاشْتَرِ بِالْآخَرِ قَدُوماً فَائْتِنِي بِهِ"، فَأَتَاهُ بِهِ فَشَدَّ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عُوداً بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ: "اذْهَبْ فَاحْتَطِبْ وَبِعْ، وَلَا أَرَيَنَّكَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْماً"، فَفَعَلَ فَجَاءَ وَقَدْ أَصَابَ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ فَاشْتَرَى بِبَعْضِهَا ثَوْباً وَبِبَعْضِهَا طَعَاماً فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "هٰذَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَجِيءَ الْمَسْأَلَةُ نُكْتَةً فِي وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَصْلَحُ إِلَّا لِثَلَاثٍ: لِذِي فَقْرٍ مُدْقِعٍ، أَوْ لِذِي غُرْمٍ مُفْظِعٍ، أَوْ لِذِي دَمٍ مُوجِعٍ".[1]

اُنہیں دے دو اور دو درہم اُن انصاری کو دیئے اور فرمایا ان میں سے ایک کا غلّہ خرید کر اپنے گھر میں ڈال دے اور دوسرے کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لا، وہ حضور کے پاس کلہاڑی لائے حضور انور ﷺ نے اپنے دست اقدس سے اسمیں دستہ ڈالا، پھر فرمایا جاؤ لکڑیاں کاٹو اور بیچو اور اب میں تمہیں پندرہ دن نہ دیکھوں پھر وہ صاحب لکڑیاں کاٹتے اور بیچتے پھر حاضر ہوئے جبکہ دس درہم کما چکے تھے انہوں نے کچھ درہموں سے کپڑا اور کچھ سے غلّہ خریدا، حضور ﷺ نے فرمایا، تمہارے لئے یہ اس سے بہتر ہے کہ سوالات قیامت کے دن تمہارے منہ میں داغ بن کر آئیں، تین شخصوں کے سواء کسی کو سوال جائز نہیں، کمر توڑ فقیری یا رسوا کن قرض یا تکلیف دہ خون سے۔

---

[1] (سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (٣) الزكاة، باب (٢٦) ما تجوز فيه المسألة، ص٢٠٠-٢٠١، الحديث: ١٦٤١)

Marfat.com

''یعنی ایک درہم کے جَو خرید کر اپنی بیوی کو دے تا کہ وہ پیس کر پکا کر خود بھی کھائے تجھے اور بچّوں کو بھی کھلائے، اور دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید کر مجھے دے جا اور روٹی کھا کر پھر آنا، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ فقیر نادار پر بھی بیوی بچوں کا خرچہ واجب ہے، کیونکہ حضور انور ﷺ نے یہ نہ فرمایا کہ بیوی سے بھی کمائی کرا، دوسرے یہ کہ کمانا صرف مرد پر لازم ہے نہ کہ بیوی پر، کہ حضور انور ﷺ نے کلہاڑی صرف مرد کو دی، دو کلہاڑیاں لیکر عورت و مرد میں تقسیم نہ فرمائیں، اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو لڑکیوں سے کمائی کرانے کے لئے بی۔اے، ایم۔اے کرا رہے ہیں اور جو ضروری مسائل لڑکیوں کو سیکھنا فرض ہیں اُن سے بالکل بے خبر ہیں''۔

اس حدیث شریف سے یہ بھی ''معلوم ہوا کہ جس سے کوئی کام کاج شروع کرایا جائے اس کی کچھ بدنی امداد بھی کی جائے، دیکھو حضور انور ﷺ نے یہاں اس کی مالی امداد نہ کی بلکہ بدنی امداد فرمائی، کیونکہ مالی امداد سے اس کے مانگنے کی عادت نہ چھوٹتی، اب اُسے عبرت ہوگئی کہ جب سرکار (ﷺ) خود اپنے ہاتھ سے اتنا کام کر سکتے ہیں تو میں کیوں محنت نہ کروں''۔

''اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ جنگلی لکڑیاں شکاری جانوروں کی طرح عام مباح ہیں جو قبضہ کر لے وہ اس کا مالک ہے کہ وہ اسے بیچ بھی سکتا ہے، دوسرے یہ کہ نبی کریم ﷺ باذنِ الٰہی مالکِ احکام ہیں، دیکھو حضور انور ﷺ نے اسکے

= (سنن ابن ماجة، المجلد الثالث، كتاب (١٢) التجارات، باب (٢٥) بيع المزايدة، ص٣٨، الحديث: ٢١٩٨)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٣) من لا تحل له المسألة ومن تحل له، الفصل الثاني، ص٣٥٢، الحديث: ١٨٥١)

Marfat.com

لئے ان پندرہ دنوں کی جماعت سے نماز معاف فرمادی، حتی کہ درمیان میں جمعہ بھی آیا، وہ بھی اس کے لئے معاف رہا، اسی دوران میں اسے مسجد نبوی میں آنا ممنوع ہوگیا کیونکہ اس کو فرمایا گیا تجھ کو میں دیکھوں نہیں، اب اگر وہ مسجد میں حاضر ہوتے، تو اس ممانعت کے مرتکب ہوتے، انہوں نے اس زمانہ میں دن کی نماز جنگل میں اور رات کی گھر پڑھیں"۔

"اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت پندرہ دن تک مسجد میں قطعاً حاضر نہ ہوئے ورنہ اگر اس دوران میں جماعت عشاء کے لئے بھی کبھی آئے ہوتے، تو اس کا ضرور یہاں ذکر ہوتا اور سرکار ﷺ ان سے روزانہ کا حساب پوچھتے، یہ ان کی خصوصیات میں سے ہے، اب کسی تاجر یا پیشہ ور کو یہ جائز نہیں کہ کاروبار میں مشغول رہ کر جماعت ترک کرے"۔

"حلال پیشہ خواہ کتنا ہی معمولی ہو بھیک مانگنے سے افضل ہے کہ اس میں دنیا وآخرت میں عزت ہے، افسوس آج بہت سے لوگ اس تعلیم کو بھول گئے، مسلمانوں میں صدہا خاندان پیشہ ور بھکاری ہیں"۔[1]

ایک اور حدیث شریف:

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لِأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ أَحْبُلَهُ فَيَأْتِيَ بِحُزْمَةٍ مِنْ حَطَبٍ عَلٰى

حضرت زبیر بن عوام ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے ہر ایک کے لئے لوگوں سے مانگنے سے زیادہ بہتر ہے، چاہے وہ اُسے دیں یا نہ دیں، کہ وہ اپنی رسیاں لے کر لکڑیوں کے

[1] (مرآۃ المناجیح، ج ۳، ص ۶۴۔۶۵)

Marfat.com

ظَهْرِهٖ، فَيَبِيْعَهَا، فَيَكُفَّ بِهَا وَجْهَهُ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَّسْأَلَ النَّاسَ أَعْطَوْهُ أَمْ مَنَعُوْهُ".[1]

گٹھے اپنی پیٹھ پر اُٹھائے اور انہیں بیچے کہ اس کی وجہ سے اس کا چہرہ بارونق ہوگا۔

اپنے ہاتھ کی کمائی کا کھانا ہی بہتر ہے، چنانچہ:

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِ يَكْرِبَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: "مَا كَسَبَ أَحَدٌ طَعَاماً خَيْراً مِّنْ أَنْ يَّأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوٗدَ عليه السلام كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ".[2]

حضرت مقدام بن معدیکرب ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کسی شخص نے کبھی کوئی کھانا اس سے اچھا نہ کھایا کہ انسان ہاتھوں کی کمائی سے کھائے، اللہ کے نبی داوٗد علیہ السلام اپنے دست ہائے اقدس سے محنت کر کے کھاتے۔

"ہاتھوں سے مراد پوری ذات ہے، ہاتھ سے کمائے یا پاؤں سے یا آنکھ یا زبان سے غرضیکہ اپنی قوت سے حلال روزی کمائے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ﴾ (شوریٰ: ۳۰/۴۲) ترجمہ: جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا (کنزالایمان)) وہاں بھی اَیْدِیْ یعنی ہاتھوں سے ذات ہی مراد ہے، مقصد یہ ہے کہ

---

[1] (صحيح البخاري، المجلد الأول، كتاب (٢٤) الزكاة، باب (٥٢) الاستعفاف عن المسألة، ص٣٦٤، الحديث: ١٤٧٠)
(سنن ابن ماجة، المجلد الثاني، كتاب (٨) الزكاة، باب (٢٥) كراهية المسألة، ص٤٠٨، الحديث: ١٨٣٦)

[2] (صحيح البخاري، المجلد الثاني، كتاب (٣٤) البيوع، باب (١٥) كسب الرجل وعمل يده، ص١٠، الحديث: ٢٠٧٢)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب البيوع، باب (١) الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ص٥١٣، الحديث: ٢٧٥٩)

Marfat.com

دوسروں کی کمائی پر اپنا گزارہ نہ کرے خود محنت کرے"۔

حضرت داؤد علیہ السلام "باوجودیکہ آپ بادشاہ تھے مگر آپ نے کبھی خزانہ سے اپنے پر خرچ نہ کیا بلکہ روزانہ ایک زرہ بناتے تھے جسے چھ ہزار درہم میں فروخت کرتے تھے، دو ہزار اپنے بال بچوں پر خرچ فرماتے تھے اور چار ہزار فقراء بنی اسرائیل پر خیرات کرتے تھے (مرقات) علماء فرماتے ہیں کہ بقدر ضرورت کمائی فرض ہے اور زیادہ مباح، اور فخر و زیادتی مال کے لئے کمائی مکروہ ہے"۔[1]

اگر مانگنا واقعی ناگزیر ہو تو نیک لوگوں سے مانگا جائے، چنانچہ:

عَنِ ابْنِ الْفِرَاسِيِّ، أَنَّ الْفِرَاسِيَّ قَالَ: قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: أَسْأَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "لَا، وَإِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَسَلِ الصَّالِحِيْنَ".[2]

ابن فراسی سے مروی ہے کہ فراسی فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں مانگ سکتا ہوں؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا، نہیں اور اگر مانگنا پڑ جائے تو نیکوں سے مانگ۔

"مطلب یہ ہے کہ بلا سخت مجبوری کسی سے کچھ مانگو مت، جب سخت مجبور ہو جاؤ، جس سے شرعاً مانگنا درست ہو جائے تو اللہ کے متقی و نیک بندوں ہی سے مانگو

---

[1] (مرآۃ المناجیح، ج ۳، ص ۲۲۶۔۲۲۷)

[2] (سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (۳) الزكاة، باب (۲۸) في الاستعفاف، ص ۲۰۲، الحديث: ۱۶۴۶)

(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (۲۳) الزكاة، باب (۸۴) سؤال الصالحين، ص ۹۹، الحديث: ۲۵۸۶)

(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (۴) من تحل له المسألة ومن لا تحل له، الفصل الثالث، ص ۳۵۲، الحديث: ۱۸۵۳)

Marfat.com

کیونکہ ان کی روزی حلال ہوگی نیز اس میں برکت ہوگی جو تمہیں بھی نصیب ہو جائے گی نیز وہ تمہیں لعنت ملامت نہ کرینگے جھڑکیں گے نہیں نیز وہ تمہارے حق میں دعا بھی کرینگے جس سے تمہاری فقیری دور ہو جائے گی۔ یہ حکم بھیک مانگنے کے متعلق ہے مگر برکت حاصل کرنے کے لئے ان کے تبرکات مانگنا بہت ہی بہتر ہے جس پر بادشاہوں کو فخر ہوتا ہے، صحابہ کرام نے حضور انور ﷺ کے بال شریف، تہبند، فضالہ پانی حضور انور علیہ السلام سے مانگا ہے بال اور تہبند شریف اپنی قبروں میں لے گئے ہیں، حضور خواجہ اجمیری رضی اللہ عنہ کے لنگر کا دلیہ سلاطین وکن مانگ مانگ کر حاصل کرتے ہیں ہم کو اس پر فخر ہے ہم گدائے آستانۂ غوثیہ ہیں رضی اللہ عنہ"۔[1]

لالچ فقر اور ناامیدی تونگری ہے، چنانچہ:

عَنْ عُمَرَ ﷺ قَالَ: تَعْلَمُنَّ أَيُّهَا النَّاسُ! أَنَّ الطَّمَعَ فَقْرٌ، وَأَنَّ الْإِيَاسَ غِنًى، وَأَنَّ الْمَرْءَ إِذَا يَئِسَ عَنْ شَيْءٍ اسْتَغْنَى عَنْهُ. رواه رزين.[2]	حضرت عمر ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، اے لوگو یقین رکھو کہ لالچ فقیری ہے اور ناامیدی غِنا ہے اور انسان جب کسی چیز سے مایوس ہو جاتا ہے تو اس سے لاپرواہ ہو جاتا ہے۔

"اس سے معلوم ہوا کہ بھیک مانگنا ہمیشہ اور ہر جگہ ہی برا ہے لیکن مبارک تاریخوں اور مبارک مقامات پر بندوں سے بھیک مانگنا بہت زیادہ بُرا مرقات نے فرمایا کہ اسی طرح مسجدوں میں اور جمعہ کے دن بھیک مانگنا بہت بُرا ہے۔ کہ یہ جگہ

---

[1] (مرآۃ المناجیح، ج ۳، ص ۲۶)

[2] (مشکاۃ المصابیح، المجلد الأول، کتاب الزکاۃ، باب (۴) من لا تحل له المسئلة ومن تحل له، الفصل الثالث، ص ۳۵۳، الحدیث: ۱۸۵۶)

Marfat.com

عبادت کے لے ہیں بھیک مانگنے کے لئے نہیں، صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ اللہ کی جگہ میں غیر اللہ سے مانگنا رحمت کے دروازے بند کر دیتا ہے"۔

انسان جب کسی چیز سے مایوس ہو جاتا ہے تو اس سے لاپرواہ ہو جاتا ہے، "اسی لئے کہا جاتا ہے کہ مایوسی بھی ایک قسم کی راحت ہے، کسی نے حضرت ابو محسن شاذلی سے کیمیا پوچھی، آپ نے فرمایا مخلوق سے امید توڑو اور تقدیر پر شاکر رہو، سب سے بڑی کیمیا یہ ہے، شعر:

آس بگزار بادشاہی کن ❁ گردن بے طمع بلند بود[1]

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ نَزَلَتْ بِهِ فَاقَةٌ، فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ، وَمَنْ نَزَلَتْ بِهِ فَاقَةٌ، فَأَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ، فَيُوْشِكُ اللّٰهُ لَهُ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ أَوْ آجِلٍ".[2]

حضرت عبد اللہ بن مسعود ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو فاقہ کا شکار ہو اور لوگوں سے اپنا مدعا بیان کرتا پھرے تو اس کی بھوک نہ مٹے گی اور ایک وہ ہے جسے فاقہ پیش آیا تو وہ اللہ کی بارگاہ میں اپنا معاملہ پیش کرتا ہے تو جلد اللہ تعالیٰ اُسے رزق عطا فرمائے گا یا (اپنی حکمت کے سبب) کچھ تاخیر سے۔

کسی دانا نے فرمایا کہ انسان کا معاملہ بھی عجیب ہے اگر اسے کہا جائے کہ تو

---

[1] (مرآۃ المناجیح، ج ۳، ص ۶۷۔۶۸)

[2] (سنن الترمذي، المجلد الثالث، كتاب (۳۷) الزهد، باب (۱۸) ما جاء في الهم في الدنيا وحبها، ص ۲۹۶، الحديث: ۲۳۲۶)
(سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (۳) الزكاة، باب (۲۸) في الاستعفاف، ص ۲۰۲، الحديث: ۱۶۴۵)

Marfat.com

دنیا میں ہمیشہ رہے گا تو اسے جمع کرنے کی اس قدر حرص نہ ہوتی جتنی اب ہے حالانکہ نفع حاصل کرنے کی مدت کم ہے اور زندگی چند دنوں کی ہے۔[1]

حرص ولالچ کا علاج اور حصولِ قناعت کی دوا:

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حرص اور لالچ کا علاج بیان فرماتے ہیں کہ یہ دوا تین چیزوں کا مرکب ہے: صبر، علم اور عمل اور پانچ باتوں میں یہ تینوں چیزیں آتی ہیں۔

۱) پہلی چیز عمل ہے یعنی گزر بسر میں میانہ روی اور خرچ میں کفایت۔ جو شخص قناعت میں بزرگی چاہتا ہو اسے چاہئے کہ صرف بضرورت خرچ کرے اور حتی الامکان اپنے اوپر عیاشی کا دروازہ بند کرے ایک موٹے کھردرے کپڑے پر قناعت کرے اور جو کھانا میسر ہو اسی پر صابر وشاکر ہو جس قدر ممکن ہو سالن کم استعمال کرے اور اپنے نفس کو اس بات کی عادت ڈالے۔ اگر وہ صاحب اولاد ہو تو ان کو بھی اسی مقدار پر رکھے کیوں کہ یہ مقدار ادنیٰ محنت سے بھی حاصل ہو جاتی ہے اور طلب بھی اچھی رہتی ہے قناعت کے سلسلے میں اصل چیز اعتدال ہے اور اس سے ہماری (یعنی امام غزالی کی) مراد خرچ کرنے میں نرمی اختیار کرنا اور بُرے طریقے سے بچنا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ (صحيح بخاري، كتاب الأدب)

بے شک اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، الآثار، ص ۳۲۲)

Marfat.com

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ. جو شخص اعتدال اختیار کرے گا تنگدست نہیں ہوگا۔

اور فرمایا:

ثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ: خَشْيَةُ اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَالْقَصْدُ فِي الْغِنٰى وَالْفَقْرِ وَالْعَدْلُ فِي الرِّضَا وَالْغَضَبِ. تین باتیں نجات دینے والی ہیں پوشیدہ اور ظاہری حالت میں اللہ تعالیٰ کا خوف، مالداری اور فقر میں اعتدال، اور حالتِ رضا اور غضب میں انصاف سے کام لینا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ زمین سے ایک دانا چُن رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ زندگی سہولت کے ساتھ گزارنا سمجھداری کی دلیل ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْاِقْتِصَادُ حُسْنُ السَّمْتِ وَالْهَدْيُ الصَّالِحُ جُزْءٌ مِّنْ عِشْرِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ. (سنن ابي داود) میانہ روی اچھا طریقہ اور اچھی سیرت نبوت کا چوبیسواں حصہ ہے۔

(مطلب یہ ہے کہ یہ خصائل انبیائے کرام کے خصائل ہیں اور ان کو اپنانا ان کی اقتدا کرنا ہے ورنہ نبوت کے اجزاء نہیں ہوتے، (مصباح السالکین))

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

Marfat.com

التَّدْبِيْرُ نِصْفُ الْمَعِيْشَةِ.

(مسند الفردوس)

تدبیر سے کام لینا نصف معیشت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنِ اقْتَصَدَ أَغْنَاهُ اللّٰهُ، وَمَنْ بَذَّرَ أَفْقَرَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ ذَكَرَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَحَبَّهُ اللّٰهُ. (مجمع الزوائد، كتاب الزهد)

جو شخص (اخراجات میں) اعتدال قائم رکھے گا، اللہ تعالیٰ اسے مالدار بنائے گا، اور جو آدمی ضرورت سے زائد خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے فقیر کر دیتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پسند کرتا ہے۔

اور فرمایا:

إِذَا أَرَدْتَّ أَمْراً فَعَلَيْكَ بِالتُّؤَدَةِ حَتّٰى يَجْعَلَ اللّٰهُ لَكَ فَرَجاً وَّمَخْرَجاً.

(البر والصلة لابن المبارک)

جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو تم پر تاخیر لازم ہے، حتی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کشادگی اور راستہ کھول دے۔

خرچ کرنے میں تاخیر کرنا (یعنی جلد بازی میں سب کچھ خرچ نہ کرنا) نہایت اہم بات ہے۔

۲) جب فی الحال مال کافی ہو تو مستقبل کے لئے زیادہ پریشانی کی ضرورت نہیں ہے اور اس بات پر امید کم رکھنا تمہارے لئے معاون ثابت ہوگا حقیقت یہ ہے کہ جس قدر رزق تمہارے لئے مقدر (لکھ دیا گیا) ہے وہ تمہارے پاس ضرور آئے گا اگر چہ شدید حرص نہ کرے، کیونکہ زیادہ حرص رزق کے پہنچنے کا سبب نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدے پر پختہ یقین ہونا چاہئے کیوں کہ ارشادِ خداوندی ہے:

Marfat.com

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا۔ (ھود: ۱۱/۶)

ترجمہ: اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو (کنزالایمان)

مزید یہ کہ شیطان اسے محتاجی سے ڈراتا بھی ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر تم مال جمع کرنے اور اسے ذخیرہ بنانے کی حرص نہیں کرو گے تو کبھی ایسا ہوگا کہ بیمار پڑ جاؤ گے اور کبھی عاجز ہو جاؤ گے اور مانگ کر ذلیل ہونا پڑے گا، تو وہ زندگی بھر طلب مال میں اسے تھکاتا رہتا ہے کیونکہ اسے اس تھکاوٹ کا ڈر ہوتا ہے، اور شیطان اس پر ہنستا ہے کہ وہ تکلیف برداشت کر رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ تعالیٰ سے غافل بھی ہے جس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ دوسرے موقعہ کی مشقت اور تکلیف کا وہم رکھتا ہے حالانکہ ہوسکتا ہے اسے مستقبل میں یہ پریشانی اٹھانا نہ پڑے اسی قسم کے معاملے میں کہا گیا ہے:

وَمَنْ يُّنْفِقُ السَّاعَاتِ فِيْ جَمْعِ مَالِهٖ مَخَافَةَ فَقْرٍ فَالَّذِيْ فَعَلَ الْفَقْرَ

جو شخص فقر کے خوف سے اپنا تمام وقت مال جمع کرنے میں صرف کرتا ہے اس کا تمام عمل خود فقر اور محتاجی ہے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادے، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان دونوں سے فرمایا:

لَا تَيْأَسَا مِنَ الرِّزْقِ مَا تَهَزْهَزَتْ رُؤُوْسُكُمَا فَإِنَّ الْإِنْسَانَ تَلِدُهُ أُمُّهُ أَحْمَرَ لَيْسَ عَلَيْهِ قِشْرٌ ثُمَّ يَرْزُقُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

جب تک تمہارے سروں میں حرکت ہے تم رزق سے مایوس نہ ہو انسان کو اس کی ماں جنتی ہے تو وہ سرخ رنگ کا ہوتا ہے اس پر چمڑا بھی نہیں ہوتا پھر اللہ تعالیٰ ہی اسے رزق دیتا ہے۔

Marfat.com

اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزر فرمایا جبکہ وہ غمگین تھے تو آپ نے فرمایا:

لَا تُكْثِرْ هَمَّكَ مَا قُدِّرَ يَكُنْ، وَمَا تُرْزَقُ تَأْتِكَ. (الترغيب والترهيب)

زیادہ غمگین نہ ہو جو مقدر میں ہے وہ ہوگا اور جو رزق لکھا گیا ہے وہ آئے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ أَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ لِعَبْدٍ إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ وَلَنْ يَّذْهَبَ عَبْدٌ مِنَ الدُّنْيَا حَتّٰى يَأْتِيَهُ مَا كُتِبَ لَهُ مِنَ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ.

اے لوگو! سنو! اچھی طلب کیا کرو کیوں کہ بندے کے لئے جو کچھ لکھا گیا ہے وہی اسے ملے گا اور کوئی شخص دنیا سے اس وقت تک نہیں جاتا جب تک اس کے لئے مقدرِ دنیا اس کے سامنے ذلیل ہو کر نہ آجائے۔

بندہ حرص سے اس وقت تک بَری نہیں ہوسکتا جب تک وہ بندوں کے رزق سے متعلق اللہ تعالیٰ کی تدبیر پر اچھا اعتقاد نہ رکھے اور یہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ اچھی طلب ہو تو ضرور ملے گا۔ بلکہ اسے اس بات کا یقین ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندے کو جو زیادہ رزق ملتا ہے وہ ان مقامات سے آتا ہے جن کے بارے میں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔

ارشادِ خداوندی ہے:

وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ (الطلاق: ۶۵/۲-۳)

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان نہ ہو (کنزالایمان)

Marfat.com

تو جس دروازے سے اسے رزق کا انتظار تھا اگر وہ بند ہو جائے تو اس سے اس کے دل میں اضطراب اور پریشانی نہیں آنی چاہئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کو وہاں سے رزق دیتا ہے جس کے بارے میں اس کا گمان نہیں ہوتا۔ (کنزالعمال)

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ سے ڈرو تم کسی متقی کو محتاج نہیں دیکھو گے یعنی اللہ تعالیٰ کسی متقی کو یوں نہیں چھوڑتا کہ اس کی ضرورتیں پوری نہ ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دلوں میں ڈالتا ہے کہ وہ اس تک اس کا رزق پہنچائیں۔

حضرت مُفَضَّل ضبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے ایک دیہاتی سے کہا تم کہاں سے کھاتے پیتے ہو؟ اس نے کہا حاجیوں کی نذر سے، میں نے کہا جب وہ چلے جاتے ہیں تو پھر کہاں سے کھاتے ہو؟ اس پر وہ رو پڑا اور کہنے لگا اگر ہم یوں زندگی گزارتے کہ ہمیں معلوم ہوتا تو ہم زندہ نہ رہتے حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے دنیا کو دو چیزوں کی صورت میں پایا ایک وہ جو میرے لئے ہے تو میں اس کے وقت سے پہلے اس کے لئے جلدی نہیں کرتا اگرچہ میں اسے آسمانوں اور زمین کی قوت سے طلب کروں اور دوسری چیز وہ ہے جو میرے غیر کے لئے ہے وہ مجھے پہلے بھی نہیں ملی اور آئندہ بھی نہیں ملے گی دوسروں کی چیز کو مجھ سے اسی ذات نے روکا ہے جس نے میری چیز کو ان سے روکا ہے تو میں ان دو باتوں میں اپنی زندگی کیوں تباہ کروں۔

Marfat.com

تو معرفت کی جہت سے حرص اور لالچ کا علاج یہی ہے اور اسے حاصل کرنا ضروری ہے تا کہ شیطان کا ڈرانا اور محتاجی کا خوف دلانا ختم ہو جائے۔

۳) اس بات کی پہچان حاصل ہونی چاہئے کہ قناعت میں دوسروں سے بے نیازی کی عزت حاصل ہوتی ہے اور لالچ اور حرص کی صورت میں ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جب آدمی کے دل میں یہ بات بیٹھ جائے تو وہ قناعت کی طرف مائل ہوتا ہے اور اس کا جذبہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ حرص کی صورت میں مشقت برداشت کرنا پڑتی ہے اور لالچ، ذلت سے خالی نہیں ہوتی جب کہ قناعت میں خواہش اور زوائد سے صبر کی تکلیف برداشت کرنا ہوتی ہے اور وہ تکلیف ہے جس پر صرف اللہ تعالیٰ ہی مطلع ہوتا ہے اور اس میں آخرت کا ثواب بھی ہے۔ جب کہ لالچ اور حرص لوگوں کے سامنے ہوتی ہے اور اس کا وبال اور گناہ الگ ہے۔ عزت نفس چلی جاتی ہے اور حق کی اتباع کی طاقت بھی نہیں رہتی کیونکہ جو شخص زیادہ حرص اور لالچ کرتا ہے وہ لوگوں کا زیادہ محتاج ہوتا ہے لہٰذا وہ لوگوں کو حق کی طرف بلا نہیں سکتا۔ اور وہ منافقت سے کام لیتا ہے ایسے آدمی کا دین ہلاک ہو جاتا ہے اور جو آدمی اپنے نفس کی عزت کو پیٹ کی خواہش پر ترجیح نہیں دیتا اس کی عقل بہت کمزور ہے اور ایمان ناقص ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عِزُّ الْمُؤْمِنِ اسْتِغْنَاؤُهٗ عَنِ النَّاسِ. مومن کی عزت لوگوں سے بے نیاز رہنا ہے۔

قناعت میں آزادی بھی ہے اور عزت بھی، اسی لئے کہا گیا ہے جس سے کچھ لینا چاہتا ہے اس سے بے نیاز رہ اس کی مثل ہو جائے گا جس سے کوئی حاجت

Marfat.com

طلب کرتا ہے اس کا اسیر ہوجائے گا اور جس پر چاہے احسان کر اس کا امیر ہوجائے گا۔

۴) یہود و نصاریٰ کی عیش پرستی، ذلیل ورسوا قسم کے لوگوں بیوقوف گردوں (گرد ایک قبیلہ ہے) اُجڈ دیہاتوں اور ایسے لوگوں کی حالت کو دیکھ جن کا نہ کوئی دین ہے اور نہ عقل، پھر انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے احوال ملاحظہ کر خلفاء راشدین اور باقی صحابہ کرام کے حالات زندگی دیکھ تابعین کو دیکھ اور پھر ان کی باتیں غور سے سن کر ان کے حالات کا مطالعہ کر اور اس کے بعد اپنی عقل کو اختیار دے کہ وہ ذلیل ورسوا قسم کے لوگوں کی پیروی کو پسند کرتی ہے یا ان لوگوں کی اقتدا چاہتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ معزز ہیں تاکہ معیشت کی تنگی اور تھوڑے رزق پر قناعت آسان ہوجائے اگر پیٹ کو ہی زیادہ بھرنا ہے تو گدھا زیادہ کھاتا ہے اگر جماع کی فروانی چاہتا ہے تو اس سے خنزیر کا رتبہ زیادہ ہوگا اگر لباس اور سواریوں کی زینت مطلوب ہے تو کئی یہودیوں کو زیادہ زینت حاصل ہے اور اگر تھوڑے پر قناعت اور راضی رہے تو اس صورت میں صرف انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے ساتھ شریک ہوگا۔

۵) مال جمع کرنے کا جو خطرہ ہے اسے سمجھنا چاہئے جیسا کہ ہم (یعنی امام غزالی) نے آفات کے ذکر میں بیان کیا ہے۔ اس میں چوری لوٹ کھسوٹ اور ضائع ہونے کا خطرہ رہتا ہے اور جب ہاتھ خالی ہوتا ہے تو امن اور فراغت ہوتی ہے ہم نے مال کی آفات کے سلسلے میں جو کچھ ذکر کیا ہے ان سب پر غور کرنا چاہئے اس کے علاوہ پانچ سو سال تک جنت سے دُور رہے گا اور جب وہ بقدرِ کفایت پر قناعت نہیں کرتا

Marfat.com

تو اغنیاء کے گروہ میں شامل ہوتا ہے اور فقراء کی فہرست سے نکل جاتا ہے اور یہ غور وفکر اس طرح پوری ہوگی کہ دنیا کے معاملے میں ہمیشہ اپنے سے نیچے کے لوگوں کی طرف دیکھے اوپر والوں کی طرف نہ دیکھے کیوں کہ شیطان ہمیشہ اس کی نظر کو اوپر والوں کی طرف پھیرتا ہے اور کہتا ہے کہ طلبِ مال میں کوتاہی کیوں کرتے ہو حالاں کہ مال دار لوگوں کو اچھے اچھے کھانے اور عمدہ لباس حاصل ہیں اور دین کے معاملے میں شیطان اس کی نگاہ کو اپنے سے نیچے والوں کی طرف پھیرتا ہے اور کہتا ہے کہ اپنے نفس کو کیوں مشقت اور تنگی میں ڈالتے ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہو حالانکہ فلاں شخص تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا تمام لوگ عیش وعشرت میں مشغول ہیں تم ان سے کہاں ممتاز ہونا چاہتے ہو۔

حضرت ابوذر غفاری ﷺ فرماتے ہیں مجھے میرے خلیل (نبی کریم ﷺ) نے وصیت فرمائی ہے کہ میں (دنیا کے معاملے میں) اپنے سے نیچے درجے والے کو دیکھوں اور اوپر والے کو نہیں۔ (مجمع الزوائد، کتاب الوصایا)

حضرت ابوہریرہ ﷺ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلٰى مَنْ فَضَّلَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْهُ مِمَّنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ. (صحيح البخاري، كتاب الرقاق)

جب تم میں سے کوئی شخص، اس آدمی کو دیکھے جسے اللہ تعالیٰ نے اس پر مال اور خِلقت کے اعتبار سے فضیلت دی ہے تو اسے اس کی طرف بھی دیکھنا چاہئے جو اس سے کمتر ہے اور اسے اس پر فضیلت حاصل ہے۔

ان امور کے ساتھ قناعت کی صفت حاصل ہونے پر قادر ہو جائے گا تو اصل

Marfat.com

بات یہ ہے کہ صبر کرے اور امید کم رکھے اور یہ بات جان لے کہ دنیا میں اس کے صبر کی انتہا چند روزہ ہے لیکن اس کا نفع ایک طویل زمانے تک ہوگا پس وہ اس مریض کی طرح ہے جو دوائی کی کڑواہٹ پر صبر کرتا ہے کیوں کہ اسے شفاء کے انتظار کی شدید لالچ ہوتی ہے۔[1]

سوال کرنا کیسا ہے؟:

سوال کرنے کے بارے میں بہت زیادہ ممانعت آئی ہے اور اس سلسلے میں اجازت بھی دی گئی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَلَوْ جَاءَ عَلٰى فَرَسٍ (سنن ابی داود، کتاب الزکاۃ)

مانگنے والے کا حق ہے اگر چہ گھوڑے پر آئے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:

رُدُّوا السَّائِلَ وَلَوْ بِظِلْفٍ مُحَرَّقٍ.

سائل کا سوال پورا کرو اگر چہ جلے ہوئے کھر کے ساتھ ہو۔

اگر مانگنا مطلقاً حرام ہوتا تو جو شخص اپنے دشمنوں پر زیادتی کرتا ہے ا کی مدد جائز نہ ہوتی اور عطا کرنا مدد ہے۔تو اس سلسلے میں وضاحت یہ ہے کہ اصل کے اعتبار سے سوال حرام ہے اور ضرورت کے تحت یا کسی اہم حاجت کی صورت میں جو ضرورت کے قریب ہو، مانگنا جائز ہے اگر اس سے بچ سکتا ہو تو سوال حرام ہوگا ہم (یعنی اِمام غزالی) نے یہ کہا کہ اصل میں سوال حرام ہے کیونکہ مانگنے کی صورت میں

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الثالث، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان علاج الحرص والطمع، والدواء الذي يكتسب به صفة القناعة، ص ۳۲۲۔۳۲۵)

Marfat.com

تین حرام کام کرنا پڑتے ہیں:

پہلا کام: اللہ تعالیٰ پر شکوہ کا اظہار، کیوں کہ سوال فقر کا اظہار ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کی کمی کا ذکر عین شکوہ ہے اور جس طرح کسی مملوک غلام کا مانگنا اپنے مالک پر طعن و تشنیع ہے اسی طرح بندوں کا سوال کرنا اللہ تعالیٰ کی ذات پر طعن ہے اور یہ کام حرام ہے اور ضرورت کے بغیر ایسا کرنا جائز نہیں جیسا کہ مردار ضرورت کے وقت ہی حلال ہوتا ہے۔

دوسرا کام: مانگنے میں غیر خدا کے سامنے ذلت اختیار کرنا ہے اور مومن کے لئے جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے سامنے ذلیل و رسوا ہوتا پھرے بلکہ اسے چاہئے کہ اپنے آقا کے سامنے ہی عاجزی اختیار کرے کیوں کہ اس میں اس کی عزت ہے باقی تمام لوگ اس کی طرح بندے ہیں لہٰذا ضرورت کے بغیر ان کے سامنے ذلت و رسوائی اختیار نہ کرے۔ اور سوال کرنے میں مسئول عنہ (جس سے سوال کیا گیا) کی نسبت سائل کی ذلت ہے۔

تیسرا کام: عام طور پر مانگنے والے کو مسئول عنہ کی طرف سے اذیت پہنچتی ہے کیوں کہ بعض اوقات وہ دل کی خوشی سے خرچ کرنا نہیں چاہتا پس اگر وہ سائل سے حیا کرتے ہوئے یا ریاکاری کے طور پر خرچ کرے تو یہ لینے والے پر حرام ہے اور اگر وہ منع کرے تو بعض اوقات وہ حیا کرتے ہوئے منع کرتے وقت اپنے نفس میں اذیت محسوس کرتا ہے کیوں کہ اپنے آپ کو بخیل کی شکل میں دیکھتا ہے کہ خرچ کرنے میں مال کا نقصان ہے اور منع کرنے میں عزت کا نقصان ہے اور یہ دونوں کام اذیت ناک ہیں اور مسائل ہی ایذا کا

Marfat.com

سبب بنے ہیں اور ایذا رسانی ضرورت کے بغیر حرام ہے۔

اب جب تم ان تینوں باتوں کو سمجھ گئے تو تمہیں نبی اکرم ﷺ کے ارشاد گرامی کی سمجھ بھی آگئی ہوگی کہ آپ نے فرمایا:

مَسْئَلَةُ النَّاسِ مِنَ الْفَوَاحِشِ مَا أُحِلَّ مِنَ الْفَوَاحِشِ غَيْرُهَا.

لوگوں سے مانگنا فاحش کاموں سے ہے اور فواحش میں سے بھی صرف مانگنا ہی جائز ہے۔

تو دیکھئے نبی کریم ﷺ نے مانگنے کو فاحش (بے حیائی کا کام) قرار دیا ہے اور یہ بات مخفی نہیں ہے کہ فاحش کام ضرورت کے وقت ہی جائز ہوتا ہے جیسے کہ آدمی کا لقمہ پھنس جائے اور اس کے پاس شراب کے سوا کچھ نہ ہو (تو بدل نخواستہ) اسے استعمال کرسکتا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَأَلَ عَنْ غِنًى فَإِنَّمَا يَسْتَكْثِرُ مِنْ جَمْرِ جَهَنَّمَ. (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ)

جو شخص مالدار ہونے کے باوجود مانگتا ہے وہ جہنم کے انگارے زیادہ کرتا ہے۔

اور آپ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَأَلَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَوَجْهُهُ عَظْمٌ يَتَقَعْقَعُ وَلَيْسَ عَلَيْهِ لَحْمٌ.

(المستدرک للحاکم، کتاب الزکوٰۃ)

جو شخص بے نیازی کے باوجود مانگتا ہے وہ قیامت کے دن یوں آئے گا کہ اس کا چہرہ ایک ہڈی ہوگی جو حرکت کرے گی جبکہ اس پر گوشت نہیں ہوگا۔

دوسری روایت میں اس طرح ہے:

Marfat.com

وَكَانَتْ مَسْأَلَتُهُ خُمُوْشاً وَكُدُوْحاً فِيْ وَجْهِهِ. (سنن أبي داود، كتاب الزكوٰة)

اور اس کا سوال اس کے چہرے پر خراشیں بن جائے گا۔

تو یہ الفاظ مانگنے کی حُرمت اور سختی میں واضح ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ایک جماعت کو اسلام پر بیعت فرمایا تو ان پر سننے اور ماننے کی شرط رکھی پھر ان سے ایک ہلکا سا کلمہ فرمایا:

وَلَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئاً.

اور لوگوں سے کچھ نہ مانگنا۔

(المسند للإمام أحمد، مرويات عوف بن مالك)

نبی کریم ﷺ عام طور پر سوال سے بچنے کا حکم دیتے اور فرماتے:

مَنْ سَأَلَنَا أَعْطَيْنَاهُ وَمَنِ اسْتَغْنٰى أَغْنَاهُ اللّٰهُ وَمَنْ لَّمْ يَسْأَلْنَا فَهُوَ أَحَبُّ إِلَيْنَا. (المسند، مرويات أبي سعيد الخدري)

جو شخص ہم سے مانگے گا ہم اسے دیں گے اور جو بے نیازی اختیار کرے اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کردے گا اور جو آدمی ہم سے سوال نہ کرے وہ ہمیں پسند ہے۔

اور آپ نے ارشاد فرمایا:

اسْتَغْنُوْا عَنِ النَّاسِ وَمَا قَلَّ مِنَ السُّؤَالِ فَهُوَ خَيْرٌ.

لوگوں سے بے نیاز رہو (سوال نہ کرو) اور جس قدر سوال کم ہو (اسی قدر) بہتر ہے۔

(المعجم الكبير للطبراني: ۱۲۲۵۷)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ سے بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں مجھ سے بھی (تواضع کے طور پر یا تعلیم کے لئے فرمایا)۔[1]

---

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الرابع، كتاب الفقر والزهد، بيان تحريم السؤال بغير ضرورة، وآداب الفقير المضطر إليه، ص ۲۸۰-۲۸۲)

Marfat.com

اللہ کے نام پر مانگنا

اللہ کے نام پر سُوال کرنا نہایت قبیح ہے ایسا کرنے والے کو احادیث میں ملعون فرمایا گیا، یوں ہی جس سے اللہ کے نام کا سُوال کیا جائے اور وہ دینے کی استطاعت رکھتے ہوئے بھی نہ دے تو اُسے بھی ملعون فرمایا گیا، چنانچہ:

عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ ﷺ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "مَلْعُوْنٌ مَنْ سَأَلَ بِوَجْهِ اللّٰهِ، وَمَلْعُوْنٌ مَنْ سُئِلَ بِوَجْهِ اللّٰهِ، ثُمَّ مَنَعَ سَائِلَهُ مَا لَمْ يَسْأَلْ هُجْراً"۔[1]

حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷺ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا، لعنت ہے اُس پر جو اللہ کے نام پر مانگے اور لعنت ہے اس پر جس سے اللہ کے نام کا سُوال ہوا پھر مانگنے والے کو دینے سے منع کردے جب تک کہ وہ کوئی قبیح سوال نہ کرے۔

ایک اور حدیث شریف:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فَأَعِيْذُوْهُ، وَمَنْ سَأَلَ بِاللّٰهِ فَأَعْطُوْهُ وَمَنْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو تم سے اللہ کی پناہ لے اُسے پناہ دے دو اور جو اللہ کے نام پر مانگے اُسے کچھ دو اور جو

---

[1] (مسند الروياني، مسند أبي موسى الأشعري، الجزء الأول، ص۱۹۶، الحديث: ۳۹۵)
هجرا: سوالا قبيحا.

Marfat.com

دَعَاكُمْ فَأَجِيْبُوْهُ، وَمَنْ صَنَعَ إِلَيْكُمْ مَعْرُوْفاً فَكَافِئُوْهُ، فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَا تُكَافِئُوْهُ فَادْعُوْا لَهُ حَتّٰى تَرَوْا أَنَّكُمْ قَدْ كَافَأْتُمُوْهُ"۔[1]

تمہیں دعوت دے اُسکی دعوت قبول کرو اور جوکوئی تمہارے ساتھ بھلائی کرے اُس کا بدلہ کرو اگر بدلہ کی چیز نہ پاؤ تو اُس کو دعائیں دو یہاں تک کہ یقین ہوجائے کہ تم نے اُسکا بدلہ کردیا۔

''یعنی جو تمہاری سختی یا غیر کی سختی سے تمہارے پاس اللہ کی پناہ مانگے تو اُسے دیدو، کہ اگر تم کسی کو مارنا چاہتے ہو تو معافی دے دو یا کوئی دوسرا اُس پر سختی کرنا چاہتا ہے اور تم دفع کر سکتے ہو تو کردو، یہ حکم اپنے ذاتی معاملات میں ہے، قوم یا دین کے مجرم کو ہرگز معاف نہیں کر سکتے، اگر چہ وہ کیسی ہی پناہ لے تا کہ امن و دین میں خلل نہ پڑے، لہٰذا یہ حدیث اُسکے خلاف نہیں، کہ آپ نے فاطمہ فخر و میہ کو جس نے چوری کرلی تھی معافی نہ دی''۔

دعوت قبول کرنا، ''بشرطیکہ وہ دعوت ممنوعات شرعیہ سے خالی ہو لہٰذا جس ولیمہ میں ناچ گانا خاص کھانے کی جگہ ہو وہاں نہ جائے، ایسے ہی میت کے کھانے پر رسمی دعوت قبول نہ کرے، لہٰذا یہ فرمان فتویٰ فقہاء کے خلاف نہیں''۔

اور بھلائی کا بدلہ بھلائی کیساتھ، ''اسطرح کہ وہ جس قسم کا سلوک تم سے

---

[1] (سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (٣) الزكاة، باب (٣٨) عطية من سأل بوجه الله، ص٢١٢، الحديث: ١٦٧٢)
(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (٢٣) الزكاة، باب (٧٢) من سأل بوجه الله ﷻ، ص٨٧، الحديث: ٢٥٦٦)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٧) أفضل الصدقة، الفصل الثاني، ص٣٦٨، الحديث: ١٩٤٣)

Marfat.com

کرے قولی، عملی، مالی تم بھی اُس سے ویسا سلوک کرو، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ﴾ ([الرحمٰن:۵۵/۶۰] ترجمہ: نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی (کنزالایمان)) اور فرماتا ہے: ﴿وَ اَحْسِنْ كَمَاۤ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ﴾ ([القصص:۲۸/۷۷] ترجمہ: اور احسان کر جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا (کنزالایمان)) یہ حکم ہم جیسے کم ہمت لوگوں کے لئے ہے ہمت والے تو اپنے دشمنوں کی برائی کا بدلہ معافی اور بھلائی سے کرتے ہیں، شعر

لیا ظلم کا عفو سے انتقام ❁ علیہ الصلوٰۃ والسلام"

دعائیں دو یعنی، "اس طرح کہو جزاک اللہ یا اس کا کھانا کھا کر کہو اَللّٰهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنَا وَاسْقِ مَنْ سَقَانَا وغیرہ حضرت عائشہ صدیقہ کو جب کوئی سائل دعائیں دیتا، تو آپ پہلے اُسے دعائیں دیتیں، پھر بھیک عطا فرماتیں کسی نے پوچھا کہ آپ عطا سے پہلے دعا کیوں دیتی ہیں فرمایا کہ یہ میرا صدقہ عوض سے بچا رہے رضی اللہ تعالیٰ عنہا"۔[1]

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ رَافِعٍ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "مَلْعُوْنٌ مَنْ سَأَلَ بِوَجْهِ اللّٰهِ، وَمَلْعُوْنٌ مَنْ سُئِلَ بِوَجْهِ اللّٰهِ فَمَنَعَ سَائِلَهُ".[2]

حضرت رافع ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لعنت ہے اُس پر جو اللہ کے نام پر مانگے اور لعنت ہے اس پر جس سے اللہ کے نام پر مانگا گیا اور منگتے کو منع کر دے۔

---

[1] (مرآۃ المناجیح، ج ۳، ص ۱۲۴)

[2] (المعجم الكبير للطبراني، المجلد الثاني والعشرون، ص ۳۷۷، الحديث: ۹۴۳)

Marfat.com

ایک اور حدیث شریف:

عَنِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ الْبَرِيَّةِ"؟ قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: قَالَ: "الَّذِيْ يُسْأَلُ بِاللّٰهِ وَلَا يُعْطِيْ".[1]

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا میں تمہیں مخلوق کی برائی سے آگاہ نہ کروں؟ صحابہ نے عرض کی، ضرور یا رسول اللہ، فرمایا جس سے اللہ کے نام پر مانگا گیا اور نہ دے!!۔

اور اس حدیث شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا، چنانچہ:

عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِ الْخَضِرِ"؟ قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ: "بَيْنَمَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ يَمْشِيْ فِيْ سُوْقِ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَبْصَرَهُ رَجُلٌ مُكَاتَبٌ، فَقَالَ: تَصَدَّقْ عَلَيَّ، بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ فَقَالَ الْخَضِرُ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ

حضرت ابوأمامہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا میں تمہیں خضر علیہ السلام کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کی، ضرور یا رسول اللہ فرمایا ایک روز وہ بنی اسرائیل کے بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک مکاتب شخص نے آپ کو دیکھا (چونکہ مکاتب وہ غلام ہوتا ہے جسے اس کا مالک کہے کہ اتنے پیسے لادے تو تجھے آزاد کردوں! لہٰذا اپنی آزادی کے لئے وہ ہر طرف مال کی طلب میں سرگرداں رہتا ہے) تو اُس مکاتب نے حضرت خضر سے کہا مجھے صدقہ دیجئے اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے، تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا، میں اللہ پر ایمان لایا،

[1] (المسند للإمام أحمد، المجلد الثالث، مسند أبي هريرة، ص ۴۴۱، الحديث: ۹۱۳۱)

Marfat.com

مَا شَاءَ اللّٰهُ مِنْ أَمْرٍ يَكُوْنُ مَا عِنْدِيْ شَيْءٌ أُعْطِيْكَهُ، فَقَالَ الْمِسْكِيْنُ: أَسْأَلُكَ بِوَجْهِ اللّٰهِ لَمَا تَصَدَّقْتَ عَلَيَّ، فَإِنِّيْ نَظَرْتُ السَّمَاحَةَ فِيْ وَجْهِكَ وَرَجَوْتُ الْبَرَكَةَ عِنْدَكَ، فَقَالَ الْخَضِرُ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ مَا عِنْدِيْ شَيْءٌ أُعْطِيْكَهُ إِلَّا أَنْ تَأْخُذَنِيْ فَتَبِيْعَنِيْ، فَقَالَ الْمِسْكِيْنُ: وَهَلْ يَسْتَقِيْمُ هٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، أَقُوْلُ لَقَدْ سَأَلْتَنِيْ بِأَمْرٍ عَظِيْمٍ أَمَا إِنِّيْ لَا أُخَيِّبُكَ بِوَجْهِ رَبِّيْ بِغْنِيْ. قَالَ: فَقَدَّمَهُ إِلَى السُّوْقِ فَبَاعَهُ بِأَرْبَعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَمَكَثَ عِنْدَ الْمُشْتَرِيْ زَمَانًا لَا يَسْتَعْمِلُهُ فِيْ شَيْءٍ، فَقَالَ:

ہر کام میں اللہ کی مشیت ہے اگر میرے پاس کچھ ہوتا تو ضرور تمہیں دیتا، تو اُس مسکین نے کہا میں آپ سے اللہ کے نام کا سُوال کرتا ہوں تو آپ ضرور مجھے صدقہ دیں گے! میں نے تو آپ کو سابقہ شب دیکھا تھا اور امید کی کہ آپ کے پاس (مال کی) برکت ہے، تو خضر علیہ السلام نے فرمایا، میں اللہ پر ایمان لایا اگر میرے پاس کچھ ہوتا تو ضرور دیتا مگر یہ کہ تم مجھے ہی لے لو اور مجھے بیچ ڈالو! تو اُس مسکین نے کہا، کیا یہ درست رہے گا؟ فرمایا، ہاں میں کہہ رہا ہوں نا، تم نے مجھ سے (جو اللہ کے نام کا سوال کیا ہے یہ) بہت بڑا سوال کیا ہے، بے شک میں تمہیں اپنے رب کے نام پر مایوس نہیں کروں گا بیچ دو! ۔ سرکار ﷺ نے فرمایا، تو وہ مکاتب خضر علیہ السلام کو لئے بنی اسرائیل کے بازار میں گیا اور آپ کو چار سو دینار میں بیچ دیا پھر آپ علیہ السلام خریدار کے ہاں طویل مدت یوں رہے کہ اُس نے آپ سے (غلام کے طور پر خریدنے کے باوجود) کوئی کام نہ لیا، تو ایک روز آپ نے فرمایا،

Marfat.com

إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِي الْتِمَاسَ خَيْرٍ عِنْدِيْ فَأَوْصِنِيْ بِعَمَلٍ. قَالَ: أَكْرَهُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ إِنَّكَ شَيْخٌ كَبِيْرٌ ضَعِيْفٌ.قَالَ: لَيْسَ يَشُقُّ عَلَيَّ. قَالَ: قُمْ فَانْقُلْ هٰذِهِ الْحِجَارَةَ، وَكَانَ لَا يَنْقُلُهَا دُوْنَ سِتَّةِ نَفَرٍ فِيْ يَوْمٍ فَخَرَجَ الرَّجُلُ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ نَقَلَ الْحِجَارَةَ فِيْ سَاعَةٍ. قَالَ: أَحْسَنْتَ وَأَجْمَلْتَ وَأَطَقْتَ مَا لَمْ أَرَكَ تُطِيْقُهُ. قَالَ: ثُمَّ عَرَضَ لِلرَّجُلِ سَفَرٌ فَقَالَ: إِنِّيْ أَحْسِبُكَ أَمِيْناً فَاخْلُفْنِيْ فِيْ أَهْلِيْ وَمَالِيْ خِلَافَةً حَسَنَةً. قَالَ: وَأَوْصِنِيْ بِعَمَلٍ. قَالَ: إِنِّيْ

تم نے مجھے بھلائی کی غرض سے خریدا ہے تو مجھے کسی کام کا تو کہو، اس نے عرض کی، آپ سے کام لیتے مجھے گراں گزرے گا آپ تو بوڑھے ضعیف انسان ہیں، تو خضر علیہ السلام نے فرمایا، مجھ پر کچھ گراں نہیں تو اس نے عرض کی، اُٹھئے اور اس پتھر کو ہٹا دیں، جبکہ اُس پتھر کو پورے دن میں چھ آدمی مل کر ہٹا سکتے تھے پھر وہ خریدار کسی کام سے گیا واپس آنے پر دیکھا کہ آپ نے تو اُس پتھر کو بہت کم وقت میں منتقل کر دیا کہنے لگا، بہت خوب کتنے طاقتور ہیں آپ میں آپکو اس قدر قوی گمان نہ کرتا تھا، سرکار ﷺ نے فرمایا، پھر اس شخص کو سفر پر جانا پڑ گیا تو آپ علیہ السلام سے عرض کی، میں آپ کو امانتدار سمجھتا ہوں آپ میرے پیچھے میرے گھر اور مال کے نگہبان رہیں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا، آپ مجھے کوئی کام کہہ جایئے، تو اس نے عرض کی مجھے

Marfat.com

أَكْرَهُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ قَالَ: لَيْسَ يَشُقُّ عَلَيَّ. قَالَ: فَاضْرِبْ مِنَ اللَّبِنِ لِبَيْتِي حَتّٰى أَقْدُمَ عَلَيْكَ. قَالَ: فَمَرَّ الرَّجُلُ لِسَفَرِهِ قَالَ: فَرَجَعَ الرَّجُلُ وَقَدْ شُيِّدَ بِنَاءُهُ قَالَ: أَسْأَلُكَ بِوَجْهِ اللّٰهِ مَا سَبَبُكَ وَمَا أَمْرُكَ؟ قَالَ: سَأَلْتَنِي بِوَجْهِ اللّٰهِ وَوَجْهُ اللّٰهِ أَرْقَنِي فِي هٰذِهِ الْعُبُوْدِيَّةِ، فَقَالَ: أَعْطِيْهِ فَسَأَلَنِي بِوَجْهِ اللّٰهِ فَأَمْكَنْتُهُ مِنْ رَقَبَتِي فَبَاعَنِي وَأُخْبِرُكَ أَنَّهُ مَنْ سُئِلَ بِوَجْهِ اللّٰهِ فَرَدَّ سَائِلَهُ وَهُوَ يَقْدِرُ وَقَفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جِلْدَةً، وَلَا لَحْمَ لَهُ يَتَقَعْقَعُ، فَقَالَ الرَّجُلُ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ، شَقَقْتُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَلَمْ أَعْلَمْ. قَالَ:

گراں گزرتا ہے کہ آپ کو مشقت میں ڈالوں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا، مجھ پر کوئی مشقت نہ ہوگی آپ کہیے، تو اس نے کہا اینٹیں لے کر میرے آنے تک میرے گھر کی عمارت بنا دیجیے، سرکار ﷺ فرماتے ہیں، پھر وہ شخص سفر پر چلا گیا جب لوٹا تو وہاں بلند عمارت پائی تو اس نے خضر علیہ السلام سے عرض کی، آپ سے اللہ کے نام کا سوال کر رہا ہوں سچ سچ بتائے آپ کا ماجرا کیا ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا، آپ نے مجھ سے اللہ کے نام کا سوال کیا ہے اور اللہ کے نام کے سوال نے ہی مجھے اس غلامی میں ڈالا، اُس مکاتب نے کہا مجھے دیجیے پھر اللہ کے نام پر مانگا تو میں نے اُسے اپنی گردن سونپ دی، اس نے مجھے بیچا اور آپ کو بتا رہا ہوں کہ جس شخص سے بھی اللہ کے نام کا سوال ہو اور وہ مانگنے والے کو تہی دست لوٹا دے حالانکہ وہ دینے کی استطاعت بھی رکھتا ہو تو قیامت کے دن مضطرب و بے قراری کے عالم میں یوں آئے گا کہ اس کے چہرے پر نہ کھال ہوگی نہ گوشت، تو اس خریدار نے عرض کی، میں اللہ پر ایمان لایا اے اللہ کے نبی میں نے آپ پر مشقت ڈالی مجھے معلوم نہ تھا،

Marfat.com

لَا بَأْسَ أَحْسَنْتَ وَأَتْقَنْتَ، فَقَالَ الرَّجُلُ: بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ احْكُمْ فِيْ أَهْلِيْ بِمَا شِئْتَ، أَوِ اخْتَرْ فَأُخَلِّيَ سَبِيْلَكَ. قَالَ: أُحِبُّ أَنْ تُخَلِّيَ سَبِيْلِيْ فَأَعْبُدُ رَبِّيْ فَخَلّٰى سَبِيْلَهُ، فَقَالَ الْخَضِرُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَوْثَقَنِيْ فِي الْعُبُوْدِيَّةِ، ثُمَّ نَجَّانِيْ مِنْهَا"۔[1]

فرمایا، کوئی حرج نہیں آپ نے اچھا ہی کیا، تو خریدار نے عرض کی، آپ پر میرے ماں باپ قربان اے اللہ کے نبی میرے گھر سے جو چاہیں لے لیں اور اسے اختیار کریں کہ میں آپ کا رستہ خالی کر دوں، تو خضر علیہ السلام نے فرمایا، مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ آپ مجھے آزاد کر دیں تا کہ میں اپنے رب کی بندگی کرتا رہوں تو اُس شخص نے انہیں آزاد کر دیا تو خضر علیہ السلام نے فرمایا: تمام خوبیاں اللہ کے لئے جس نے مجھے اس غلامی میں ثابت قدم رکھا پھر مجھے اس سے نجات عطا فرمائی۔

[1] (المعجم الكبير للطبراني، المجلد الثامن، ص۱۱۳، الحديث: ۷۵۳۰)

Marfat.com

مانگنے میں ضد کرنا

مانگنے میں ضد کرنا بہت قبیح فعل ہے کہ نہ صرف مانگنے والے کی عزت کم ہوتی چلی جاتی ہے بلکہ یہ امر دینے سے انکار والے پر بھی گراں گزرتا ہے۔ مانگنے والے کو یہ یقین ہونا چاہئے کہ رازق برحق اللہ تعالیٰ ہے دیگر اسباب تو اُسی کے پیدا کردہ ہیں، چنانچہ:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ جَاعَ أَوِ احْتَاجَ فَكَتَمَهُ النَّاسَ، وَأَفْضٰى بِهٖ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَّفْتَحَ لَهُ قُوْتَ سَنَةٍ مِنْ حَلَالٍ".[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو بھوکا یا حاجت مند ہو پھر اسے لوگوں سے چھپائے تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر یہ ہے کہ اسے ایک سال کی حلال روزی عطا فرمائیگا۔

"یہ فرمان بالکل درست ہے اور مجرب ہے اپنی فقیری چھپانے والے بفضلہٖ تعالیٰ امیر ہو جاتے ہیں کبھی جلد اور کبھی دیر سے مگر فقط چھپانے پر کفایت نہ کرے کمانے کی کوشش کرے یہ سال بھر کی روزی آسمان سے نہیں برسے گی بلکہ اسباب سے

---

[1] (شعب الإيمان، المجلد السابع، باب (٧٠) في الصبر على المصائب، فصل في ذكر ما في الأوجاع إلخ، ص٢١٥، الحديث: ١٠٠٥٤)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الرقاق، باب (١) فضل الفقراء وما كان من عيش النبي ﷺ، الفصل الثالث، ص٣٥٤، الحديث: ١٨٦٣)

Marfat.com

ملے گی"۔[1]

اور بضد لیا گیا مال بے برکت ہوتا ہے، چنانچہ:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "هٰذِهِ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ آتَيْنَاهُ مِنْهَا شَيْئاً بِطِيْبِ نَفْسٍ مِنَّا، أَوْ طِيْبِ طُعْمَةٍ وَلَا إِشْرَاهٍ، بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ، وَمَنْ آتَيْنَاهُ مِنْهَا شَيْئاً بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ مِنَّا، وَغَيْرِ طِيْبِ طُعْمَةٍ وَإِشْرَاهٍ مِنْهُ، لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ".[2]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ دنیا ہری بھری میٹھی ہے، تو جسے ہم کوئی چیز خوش دلی سے دیں یا فرمایا اچھی غذا سے دیں کہ اس میں کراہت نہ ہو تو ایسے (لینے والے کے لئے) اس میں برکت ہوگی اور جسے ہم بغیر خوشدلی کے دیں اور بغیر اچھی غذا کے دیں کہ اس میں کراہت ہو تو اس کے لئے اس میں برکت نہ ہوگی۔

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا تُلْحِفُوْا فِي الْمَسْأَلَةِ، فَوَاللّٰهِ لَا يَسْأَلُنِيْ أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئاً فَتُخْرِجُ لَهُ مَسْأَلَتُهُ مِنِّيْ شَيْئاً،

حضرت معاویہ ﷺ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مانگنے میں زاری (ضد) نہ کرو اللہ کی قسم ایسا نہیں ہوسکتا تم میں سے کوئی مجھ سے کچھ مانگے اُس کا مانگنا مجھ سے کچھ نکلوالے

---

[1] (مرآۃ المناجیح، ج۵، ص۸۴)

[2] (المسند للإمام أحمد، المجلد الثامن، مسند عائشة رضي الله عنها، ص۹۶، الحديث: ۲۴۸۹۸)

Marfat.com

وَاَنَا لَهُ كَارِهٌ، فَيُبَارَكُ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتُهُ"۔[1] حالانکہ میں ناخوش ہوں تو اُسے میرے عطیہ میں برکت دی جائے۔

''یعنی سوال پر اڑ نہ جاؤ کہ سامنے والا دینا نہ چاہے اور تم بغیر لئے ٹلنا نہ چاہو، مانگنا ایک عیب ہے اور اس پر اڑنا دس گنا عیب، رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا﴾''۔ (البقرۃ: ۲/۲۷۳) ترجمہ: لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گڑگڑانا پڑے (کنزالایمان)۔

''حضور انور ﷺ نے ذکر تو اپنا فرمایا مگر قانون کلی فرمایا کہ جو بھکاری بھی ضد یا اڑ سے بھیک وصول کرے، دینے والا دینا نہ چاہے، تو اس سے بھیک میں سخت بے برکتی ہوگی، امام غزالی فرماتے ہیں جو فقیر یہ جانتے ہوئے بھیک لے کہ دینے والا شخص شرم وندامت کی وجہ سے دے رہا ہے اس کا دل دینے کو نہ چاہتا تھا، تو یہ مال بھکاری کے لئے حرام ہے، خیال رہے کہ بھکاری کی ضد اور ہے چندہ کرنے والوں کا لحاظ کچھ اور، ضد حرام ہے لحاظ کا یہ حکم نہیں، آج مسجدوں مدرسوں کے چندوں میں عموماً دیکھا گیا ہے کہ شہر کا بڑا معزز مالدار آدمی زیادہ وصول کرسکتا ہے، پھر اپنے لئے مانگنے اور دینی

---

[1] (سنن الدارمي، كتاب (٣) الزكاة، باب (١٧) التشديد على من هو يسأل وهو غني، ص ٤٨٠، الحديث: ١٦٤٤)
(صحيح مسلم، كتاب (١٢) الزكاة، باب (٣٣) النهي عن المسألة، ص ٣٧١، الحديث: ٩٩-(١٠٣٨))
(سنن النسائي، المجلد الثالث، الجزء الخامس، كتاب (٢٣) الزكاة، باب (٨٨) الإلحاف في المسألة، ص ١٠٢، الحديث: ٢٥٩٢)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٣) من لا تحل له المسألة ومن تحل له، الفصل الأول، ص ٣٥٠، الحديث: ١٨٤٠)

Marfat.com

کاموں کے لئے چندہ کرنے کے احکام میں فرق ہے"۔[1]

ایک دوسری حدیث شریف:

عَنْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "إِنَّمَا أَنَا خَازِنٌ، فَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَنْ طِيْبِ نَفْسٍ فَيُبَارَكُ لَهُ فِيْهِ، وَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَنْ مَسْأَلَةٍ، وَشَرَهٍ كَانَ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ".[2]

حضرت معاویہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا، بے شک میں خازن ہوں تو جسے میں خوشدلی سے دوں تو اس میں لینے والے کے لئے برکت ہے اور جسے مانگنے پر اور کراہتِ دل سے دوں تو وہ اس کی مثل ہے جو کھائے بھی اور سیر بھی نہ ہو۔

ایک اور حدیث شریف:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا تُلْحِفُوْا فِي الْمَسْأَلَةِ، فَإِنَّهُ مَنْ يَّسْتَخْرِجُ مِنَّا شَيْئًا بِهَا لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ".[3]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مانگنے میں ضد نہ کرو بے شک جو ہم سے کچھ زاری سے لینا چاہے تو اس میں اُس کے لئے برکت نہیں۔

ایک اور حدیث شریف:

---

[1] (مرآۃ المناجیح، ج ۳، ص ۵۶)

[2] (صحیح مسلم، کتاب (۱۲) الزکاۃ، باب (۳۳) النهي عن المسألة، ص ۳۷۱، الحدیث: ۹۸۔(۱۰۳۷))

[3] (الفردوس بمأثور الخطاب، المجلد الخامس، ص ۳۳، الحدیث: ۷۳۷۴)

Marfat.com

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنَّ الرَّجُلَ يَأْتِينِي فَيَسْأَلُنِي فَأُعْطِيهِ فَيَنْطَلِقُ، وَمَا يَحْمِلُ فِي حِضْنِهِ إِلَّا النَّارَ".[1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک جو شخص میرے پاس آکر مانگے تو میں اُسے دوں اور چلا جائے تو وہ اپنے دامن میں آگ کے سوا کچھ نہ لے جائے گا۔

ایک اور روایت:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْسِمُ ذَهَباً، إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعْطِنِي، فَأَعْطَاهُ، ثُمَّ قَالَ: زِدْنِي فَزَادَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ وَلّٰى مُدْبِراً، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "يَأْتِينِي الرَّجُلُ فَيَسْأَلُنِي فَأُعْطِيهِ، ثُمَّ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ وَلّٰى مُدْبِراً، وَقَدْ جَعَلَ فِي ثَوْبِهِ نَاراً إِذَا انْقَلَبَ إِلٰى أَهْلِهِ".[2]

حضرت ابو سعید خدری ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سونا تقسیم فرما رہے تھے اچانک ایک شخص حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہ مجھے دیجئے تو آپ نے دستِ سخا سے عطا کیا پھر عرض کی اور بھی دیں تو آپ نے تین بار تک اور دیا پھر لوٹ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے پاس ایک شخص آیا مجھ سے مانگا میں نے دیا، پھر مانگا تو میں نے تین بار دیا پھر لوٹ گیا اور بلاشبہ وہ اپنے کپڑوں میں اپنے گھر والوں کے لئے آگ لے گیا ہے۔

---

[1] (مسند عبد بن حميد، المجلد الأول، ص ۳۳۵، الحديث: ۱۱۱۳)
(صحيح ابن حبان، المجلد الثامن، ص ۱۸۶، الحديث: ۳۳۹۲)
(موارد الظمآن، المجلد الأول، ص ۲۱۶، الحديث: ۸۴۷)

[2] (صحيح ابن حبان (۵۶/۸))
(موارد الظمآن، المجلد الأول، ص ۲۱۶، الحديث: ۸۴۸)

Marfat.com

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَأَيْتُ فُلَاناً يَشْكُرُ يَذْكُرُ أَنَّكَ أَعْطَيْتَهُ دِيْنَارَيْنِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لٰكِنَّ فُلَاناً قَدْ أَعْطَيْتُهُ مَا بَيْنَ الْعَشَرَةِ إِلَى الْمِائَةِ فَمَا شُكْرُهُ وَمَا يَقُوْلُهُ؟ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَخْرُجُ مِنْ عِنْدِيْ بِحَاجَتِهِ مُتَأَبِّطَهَا، وَمَا هِيَ إِلَّا النَّارُ". قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ تُعْطِيْهِمْ؟ قَالَ: "يَأْبَوْنَ إِلَّا أَنْ يَسْأَلُوْنِيْ، وَيَأْبَى اللّٰهُ لِيَ الْبُخْلَ".[1]

حضرت عمر بن خطاب ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے عرض کی یارسول اللہ میں نے فلاں کو دیکھا وہ شکر ادا کررہا تھا کہ آپ نے اُسے دو دینار عطا فرمائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیکن میں نے تو اُسے دس سے سو کے درمیان دیئے تو وہ کیسا شکر ادا کررہا ہے؟ اور کیا کہتا پھر رہا ہے؟ بے شک تم میں کوئی بھی اپنی حاجت کے لئے مجھ سے جو کچھ اپنی بغل میں دبالے جاتا ہے تو وہ آگ ہی لے جاتا ہے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں، میں نے عرض کی یارسول اللہ آپ نے دیا کیوں؟ فرمایا، وہ مانگنے میں ضد سے باز نہیں آتے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بُخل سے منع فرمایا ہے۔

یعنی جہاں تک ضد کا تعلق ہو وہیں بے برکتی فرمایا اور آگ سے تشبیہ فرمائی مگر جہاں خوشدلی سے دینے کا تذکرہ ہے وہاں برکت کی خبر بھی عطا فرمائی اسی لئے ہم اللہ کی رضا کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی رضا کے بھی طالب ہیں کیونکہ آپ کا فرمان

---

[1] (الأحاديث المختارة، المجلد الأول، ص۲۲۵، الحديث: ۱۲۰)
(موارد الظمآن، المجلد الأول، باب شكر المعروف، ص۵۰۶، الحديث: ۲۰۷۳)

Marfat.com

ہے: اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ[1] یعنی، میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ مانگنا تو اسی در سے ہے مگر سرکار ﷺ کی رضا وخوشنودی کا حصول اور طلب بنیادی امر ہے ورنہ ملتا تو غیروں کو بھی ہے اسی در سے ملتا ہے مگر بددلی اور کراہت کے ساتھ یہی وجہ ہے اس میں برکت نہیں جس کی بیّن دلیل ان کی کھا کر انکار کردینے کی طبیعت ہے کیونکہ کثرت مال اور ہے اور برکت اور۔ لہٰذا مسلمانوں کا عقیدہ ومعمول الحمدللہ یہی ہے اور یہی کہتے ہیں:

رب ہے مُعْطی یہ ہیں قاسم
رزق اُس عزوجل کا ہے کھلاتے یہ ﷺ ہیں

(امامِ اہلسنت علیہ الرحمہ)

اور

دو جہان کے خزانے دیئے ہاتھ میں خدا نے
تیرا کام ہے لُٹانا مدنی مدینے والے ﷺ

(امیرِ اہلسنت مدظلہ)

---

[1] (صحيح البخاري، المجلد الأول، كتاب (٣) العلم، باب (١٤) من يرد الله به خيراً يفقهه في الدين، ص٢٧، الحديث: ٧١)
(صحيح مسلم، كتاب (١٢) الزكاة، باب (٣٣) النهي عن المسئلة، ص ٣٧١، الحديث: ١٠٠-(١٠٣٧))

Marfat.com

بغیر سُوال کے ملنے والی شے لینے کا حکم

عام فہم میں اسے تحفہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اصطلاحِ شرع میں اسے ہِبَہ کہا جاتا ہے، جس کے معنی بلاعوض کسی شخص کو اپنی کسی چیز کا مالک بنا دینا، ہوتا ہے۔ اور تحفہ دینے کی حدیث شریف میں تعریف بھی بیان کی گئی اور اسے زیادتی محبت کا ذریعہ بھی بیان فرمایا۔

حدیث شریف میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِيْنِي الْعَطَاءَ، فَأَقُوْلُ أَعْطِهِ مَنْ هُوَ إِلَيْهِ أَفْقَرُ مِنِّيْ. قَالَ: فَقَالَ: "خُذْهُ إِذَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ شَيْءٌ، وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ، فَخُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ، فَإِنْ شِئْتَ كُلْهُ، وَإِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْ بِهِ، وَمَا لَا فَلَا

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ مجھے اپنی عطا سے نوازتے رہتے تھے تو میں عرض کرتا آپ مجھ سے زیادہ ضرورت مند کو دیں، فرماتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لے لو اسے! جب تک اس مال سے ملتا ہے کہ تم نہ حرص رکھتے ہو اور نہ مانگا ہو تو لے لیا کرو پھر جمع کر کے یا تو کھا لو یا صدقہ کر دو اور

Marfat.com

تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ". قَالَ سَالِمٌ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: فَلِأَجْلِ ذٰلِكَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَسْأَلُ أَحَداً شَيْئاً، وَلَا يَرُدُّ شَيْئاً أُعْطِيَهُ.[1]

اپنے نفس کی پیروی مت کرنا۔ سالم بن عبداللہ فرماتے ہیں اسی وجہ سے حضرت عبد اللہ بن عمر کسی سے کوئی چیز نہ مانگتے اور جب میں اُنہیں کچھ دیتا تو لوٹاتے نہ تھے۔

ایک اور حدیث شریف:

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَرْسَلَ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ بِعَطَاءٍ فَرَدَّهُ عُمَرُ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لِمَ رَدَدْتَهُ"؟ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَيْسَ أَخْبَرْتَنَا أَنَّ خَيْراً لِأَحَدِنَا أَنْ لَا يَأْخُذَ مِنْ أَحَدٍ شَيْئاً، فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنَّمَا ذٰلِكَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ، فَأَمَّا مَا كَانَ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ، فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ يَرْزُقُكَهُ اللّٰهُ"، فَقَالَ عُمَرُ ﷺ: أَمَا وَالَّذِيْ

حضرت عطا بن یسار ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب ﷺ کو تحفہ بھیجا تو حضرت عمر نے لوٹا دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اُن سے فرمایا، آپ نے تحفہ کیوں لوٹا دیا؟ عرض کی یارسول اللہ آپ نے نہ فرمایا تھا کہ ہمارے لئے بہتر ہے کہ کسی سے کچھ نہ لیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ مانگنے کی بات تھی مگر بغیر مانگے ایسا نہیں، بے شک وہ تو اللہ کا دیا ہوتا ہے جو وہ (اسباب کے ذریعہ) تمہیں دیتا ہے تو حضرت عمر ﷺ نے عرض کی، ہاں ہاں اس کی قسم جس کے

[1] (صحيح البخاري، المجلد الأول، كتاب (٢٤) الزكاة، باب (٥٣) من أعطاه الله شيئا من غير مسألة إلخ، ص ٣٦٣، الحديث: ١٤٧٣)

Marfat.com

نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا أَسْأَلُ أَحَداً شَيْئاً، وَلَا يَأْتِيْنِيْ شَيْءٌ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ إِلَّا أَخَذْتُهُ.[1]

قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کبھی کسی سے کچھ نہ مانگوں گا اور جو بغیر مانگے ملے گا تو لے لیا کروں گا۔

اور:

عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرٍ بَعَثَ إِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنَفَقَةٍ وَكِسْوَةٍ، فَقَالَتْ لِرَسُوْلِهٖ: يَا بُنَيَّ لَا أَقْبَلُ مِنْ أَحَدٍ شَيْئاً، فَلَمَّا خَرَجَ، قَالَتْ: رُدُّوْهُ عَلَيَّ، قَالَ: فَرَدَّهُ فَقَالَتْ: إِنِّيْ ذَكَرْتُ شَيْئاً، قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "يَا عَائِشَةُ مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً بِغَيْرِ مَسْأَلَةٍ فَاقْبِلِيْهِ فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ سَاقَهُ اللّٰهُ إِلَيْكِ".[2]

مطلب بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عامر نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو کچھ خرچ و لباس بھیجے تو آپ نے قاصد سے فرمایا اے بیٹا میں کسی سے کچھ نہیں لیتی تو جب قاصد جانے لگا تو آپ نے فرمایا مجھے واپس دو تو اُسے آپ کی بارگاہ عالیہ میں لوٹا دیا، فرمایا مجھے کچھ یاد آ گیا، مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عائشہ جو تمہیں بغیر مانگے دے تو قبول کرلیا کرو کہ وہ تو رزق ہے جو اللہ نے تمہیں عطا فرمایا۔

ایک اور حدیث شریف:

---

[1] (الموطا للإمام مالک، کتاب (۵۸) الصدقة، باب (۲) ما جاء في التعفف عن المسألة، ص۵۵۷، الحدیث: ۱۸۸۲)

[2] (شعب الإیمان، المجلد الثالث، باب (۲۲) في الزکاة، فصل فیمن أتاه الله مالاً من غیر مسألة، ص۲۸۲، الحدیث: ۳۵۵۵)

Marfat.com

عَنْ خَالِدِ بْنِ عَدِيٍّ الْجُهَنِيِّ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "مَنْ بَلَغَهُ مَعْرُوْفٌ عَنْ أَخِيْهِ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ، وَلَا إِشْرَافِ نَفْسٍ فَلْيَقْبَلْهُ، وَلَا يَرُدَّهُ، فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ سَاقَهُ اللّٰهُ ﷻ إِلَيْهِ".[1]

حضرت خالد بن عدی جُہنی ﷺ سے مروی ہے فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا، جسے اس کے بھائی کے ذریعہ کوئی چیز بغیر مانگے اور بغیر حرص کے پہنچے تو اُسے قبول کر لینا چاہئے اور لوٹانا نہیں چاہئے کہ وہ تو رزق ہے جو اس کو اللہ نے (بذریعۂ غیر) بھیجا۔

لہٰذا بغیر سُوال کے ملنے والی چیز کے لینے میں کوئی حرج نہیں جبکہ اس چیز کی طرف اُسے حرص وطمع نہ ہو البتہ اگر غنی ہے کہ دینے والے کی دل جوئی کے لئے لے تو لیا لیکن لینے کے بعد اگر اس چیز کی اسے ضرورت نہ ہو تو کسی کو تحفۃً دیدے یا صدقہ کردے، چنانچہ:

عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ عَرَضَ لَهُ شَيْءٌ مِنْ هٰذَا الرِّزْقِ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ، وَلَا إِشْرَافٍ، فَلْيَوَسَّعْ بِهِ فِيْ رِزْقِهِ، فَإِنْ كَانَ عَنْهُ غَنِيًّا فَلْيُوَجِّهْهُ إِلٰى مَنْ أَحْوَجَ إِلَيْهِ مِنْهُ".[2]

حضرت عائذ بن عمرو ﷺ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں، کہ آپ ﷺ نے فرمایا، جسے اس رزق سے بغیر مانگے یا بغیر حرص کے کچھ ملے تو اسے تہہ دل سے قبول کرنا چاہئے اور اگر غنی ہو تو (قبول کر کے) اپنے سے زیادہ حاجت مند کو بھیج دے۔

---

[1] (المسند للإمام أحمد، المجلد السادس، مسند خالد بن عدي الجهني، ص ۱۵۴، الحديث: ۱۸۱۰۱)

[2] (المسند للإمام أحمد، المجلد السادس، مسند عائذ بن عمرو، ص ۸۸۷، الحديث: ۲۰۹۲۴)

Marfat.com

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، بعض بزرگوں کا طریقہ تھا اگر ان کا کوئی دوست ان کو کچھ دیتا تو فرماتے میں اس کو تیرے پاس چھوڑتا ہوں اب تم دیکھو اگر اس کے قبول کرنے کے بعد تمہارے دل میں میرا مقام پہلے سے زیادہ ہو تو مجھے بتا دینا میں لے لوں گا ورنہ نہیں۔

اور اس کی علامت یہ ہے کہ اگر وہ واپس کرنا چاہے تو واپس کرنا مشکل ہو اور قبول کرنے پر خوش ہو اور اپنے اوپر دوست کا احسان سمجھے کہ اس نے قبول کیا اور اگر معلوم ہو کہ اس میں احسان بھی ملا ہوا ہے تو لینا جائز ہوگا لیکن صادق فقراء کے نزدیک مکروہ ہے۔[1]

ایک اور حدیث شریف:

عَنِ ابْنِ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: اسْتَعْمَلَنِيْ عُمَرُ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْهَا وَأَدَّيْتُهَا إِلَيْهِ، أَمَرَ لِيْ بِعُمَالَةٍ، فَقُلْتُ: إِنَّمَا عَمِلْتُ لِلّٰهِ، وَأَجْرِيْ عَلَى اللّٰهِ، قَالَ: خُذْ مَا أُعْطِيْتَ، فَإِنِّيْ قَدْ عَمِلْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَعَمَّلَنِيْ، فَقُلْتُ مِثْلَ

حضرت ابن ساعدی سے مروی ہے، فرماتے ہیں، مجھے حضرت عمر نے صدقہ پر عامل بنایا، جب میں اس سے فارغ ہوا اور صدقہ آپ کی خدمت میں ادا کر دیا تو مجھے اُجرت کا حکم دیا میں نے عرض کیا کہ میں نے اللہ کیلئے کام کیا ہے میری اُجرت اللہ پر ہے، فرمایا جو تمہیں دیا جائے وہ لے لو، میں نے بھی زمانۂ نبوی ﷺ میں یہ عمل کیا تھا مجھے حضور انور ﷺ نے اجرت دی تھی تو میں

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الرابع، كتاب الفقر والزهد، بيان آداب الفقير في قبول العطاء إذا جاءه بغير سؤال، ص۲۷۷)

Marfat.com

فَوْلِکَ، فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "إِذَا أُعْطِيْتَ شَيْئاً مِنْ غَيْرِ أَنْ تَسْأَلَهُ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ".[1]

نے بھی تمہاری طرح عرض کیا تھا تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کچھ تمہیں بغیر مانگے ملے وہ کھالو اور صدقہ کرو۔

''حضرت ابن ساعدی کا یہ خیال تھا کہ اُجرت لے لینے سے ثواب جاتا رہے گا اور میں نے یہ کام ثواب کے لئے کیا ہے اس لئے قبول سے انکار کیا''۔

اور حضرت عمر ؓ کا فرمان، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کچھ تمہیں بغیر مانگے ملے لے لو اور صدقہ کرو،'' سبحان اللہ کیا پیاری تعلیم ہے، مقصد یہ ہے کہ بغیر مانگے جو رب دے، اُسے نہ لینا اللہ کی نعمت کا ٹھکرانا ہے جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے لہٰذا یہ ضرور لے لو اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ نیک اعمال کی اُجرت لینا جائز ہے، چنانچہ علماء، قاضی، مدرسین، حتی کہ خود خلیفہ کی تنخواہ بیت المال سے دی جائے گی سوائے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے باقی تینوں خلفاء نے بیت المال سے خلافت کی تنخواہ وصول کی ہے، دوسرے یہ کہ جب کام کرنے والے کی نیت خیر ہو تو تنخواہ لینے سے ان شاء اللہ ثواب کم نہ ہوگا، صرف تنخواہ کے لئے دینی کام نہ کرے تنخواہ تو گزارے کے لئے وصول کرے اصل مقصد دینی خدمت ہو، تیسرے یہ کہ غنی بھی یہ اُجرتیں لے سکتا ہے صرف فقیر ہی کو اجازت نہیں۔ پھر لے کر خود بھی کھا سکتا ہے اس سے خیرات بھی کر سکتا ہے خیال رہے کہ امام احمد کے ہاں ہدیہ قبول کرنا واجب ہے اس

---

[1] (سنن أبي داود، المجلد الثاني، كتاب (٣) الزكاة، باب (٢٨) في الاستعفاف، ص٢٠٣، الحديث: ١٦٤٧)
(مشكاة المصابيح، المجلد الأول، كتاب الزكاة، باب (٣) من لا تحل له المسألة ومن تحل له، الفصل الثالث، ص٣٥٢، الحديث: ١٨٥٣)

Marfat.com

حدیث کی بنا پر باقی جمہور علماء کے ہاں یہ حکم استحبابی (یعنی نفلی) ہے، مرقات نے اس جگہ فرمایا کہ سلطان اسلام پر واجب ہے کہ ایسے علماء مفتیوں، مدرسوں کی تنخواہیں مقرر کرے جنہوں نے اپنے کو دینی خدمات کے لئے وقف کر دیا ہو"۔[1]

مکہ مکرمہ کے ایک مجاور بتاتے ہیں کہ میرے پاس کچھ درہم تھے جو میں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کے لئے رکھے ہوئے تھے میں نے ایک فقیر کو سنا جو طواف سے فارغ ہو چکا تھا اور آہستہ آواز سے کہہ رہا تھا میں بھوکا ہوں جیسا کہ تو جانتا ہے میں ننگا ہوں جیسا کہ تو دیکھتا ہے جو کچھ تو دیکھتا ہے وہ دیکھا نہیں جاتا اے وہ جو دیکھتا ہے لیکن دکھائی نہیں دیتا۔ وہ کہتے ہیں میں نے دیکھا تو اس پر دو پرانے کپڑے تھے جو اس کے جسم کو ڈھانپ نہیں پا رہے تھے میں نے دل میں کہا کہ میرے درہموں کا اس سے بہتر مصرف نہیں ہے چنانچہ میں نے وہ دراہم اسے دے دیئے اس نے ان کو دیکھ کر ان میں سے پانچ درہم لے لئے اور کہنے لگا چار درہموں کی دو چادریں آئیں گی اور ایک درہم کو میں تین دن خرچ کروں گا اس کے علاوہ کی مجھے حاجت نہیں ہے چنانچہ اس نے وہ درہم واپس کر دیئے۔

راوی بیان کرتے ہیں دوسری رات میں نے اسے دیکھا کہ اس کے اوپر دو نئی چادریں ہیں تو میرے دل میں کچھ وسوسہ پیدا ہوا اس نے میری طرف دیکھا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے طواف کے سات چکر لگوائے ہر چکر میں ایک نئے قسم کے جوہر کی زمین کی کانوں میں سے ہمارے پاؤں کے نیچے سے ٹخنوں تک جھنکار سنائی دیتی، ان میں سونا بھی تھا، چاندی بھی تھی، یاقوت موتی اور جواہر وغیرہ سب کچھ تھا لیکن لوگوں کو

---

[1] (مرآۃ المناجیح تحت الحدیث المذکور)

Marfat.com

نظر نہیں آتا تھا اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ مجھے دیا ہے لیکن میں نے ان سے بے رغبتی اختیار کی ہے اور میں لوگوں کے ہاتھوں سے لیتا ہوں کیوں کہ یہ سب کچھ بوجھ اور فتنہ ہے اور اس لینے میں لوگوں کے لئے رحمت اور نعمت ہے۔

اس بات کا مقصد یہ ہے کہ حاجت سے زیادہ جو کچھ تمہارے پاس آتا ہے وہ آزمائش اور فتنے کے طور پر آتا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ دیکھے کہ تم اس میں کیسا عمل کرتے ہو اور حاجت کے مطابق تمہارے پاس نرمی اور آسانی کے طور پر آتا ہے پس تجھے آسانی اور آزمائش میں فرق سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۝ (الکھف:۱۸/۷)

ترجمہ: بیشک ہم نے زمین پر سنگار کیا جو کچھ اس پر ہے کہ انہیں آزمائیں ان میں سے کس کے کام بہتر ہیں۔ (کنزالایمان)

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا حَقَّ لِابْنِ آدَمَ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ: طَعَامٍ يُقِيمُ صُلْبَهُ وَثَوْبٍ يُوَارِي عَوْرَتَهُ وَبَيْتٍ يُسْكِنُهُ فَمَا زَادَ فَهُوَ حِسَابٌ. (جامع الترمذي: أبواب الزهد)

انسان کا حق صرف تین چیزوں میں ہے کھانا جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھے لباس جو اس کی شرمگاہ کو چھپائے اور گھر جو اسے پناہ دے جو کچھ اس سے زائد ہے اس کا حساب ہوگا۔

پس جو کچھ تم ان تین چیزوں میں سے حاجت کے مطابق لوگے اس پر تمہیں

Marfat.com

ثواب ہوگا اور جو اس سے زائد لو گے اس کی دو صورتیں ہیں اگر تم نے اس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی تو وہ حساب کے لئے پیش ہوگا اور اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے مال حاصل کیا ہے تو تمہیں عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آزمائش کا ایک طریقہ یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور اپنے نفس کی صفت کو توڑنے کے لئے کسی لذت کو چھوڑ دے پھر وہ لذت صاف ستھری ہو کر آئے تا کہ اس کی قوتِ عقل کا امتحان لے تو اس لذت کو چھوڑنا زیادہ بہتر ہے کیوں کہ جب نفس کو کسی ارادے کے توڑنے کی اجازت دی جائے تو اسے وعدہ توڑنے کی عادت چھوڑنی پڑ جاتی ہے اور نفس کو دبانا ممکن نہیں رہتا لہٰذا اس عادت کو رد کر دینا ضروری ہے اور یہی زہد ہے اگر تم مال لے کر کسی محتاج پر خرچ کرو تو یہ انتہائی درجے کا زہد ہے اور اس پر صرف صدیقین ہی قادر ہوتے ہیں۔[1]

وَصَلَّى اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَمَلْجَاَنَا وَمَلُوْذَنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

[1] (إحياء علوم الدين، المجلد الرابع، كتاب الفقر والزهد، بيان آداب الفقر وقبول العطاء إذا جاء بغير سؤال، ص ۲۷۹)

Marfat.com

مآخذ ومراجع

۱) قرآن مجید

۲)ترجمۂ قرآن کنزالایمان امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان صاحب قادری فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ

۳)تفسیر خزائن العرفان صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی متوفی ۱۳۶۷ھ

۴)الجامع لمعمر بن راشد للإمام معمر بن راشد الأزدي المتوفى ۱۵۱هـ
مطبوعة: المكتب الإسلامي، بيروت. الطبعة الثانية ۱۴۰۳هـ

۵)الموطا للإمام مالک للإمام مالک بن أنس المتوفى ۱۷۹هـ
مطبوعة: المكتبة العصرية، بيروت. الطبعة ۱۴۲۳هـ۲۰۰۲م

۶)المصنف لعبد الرزاق للإمام أبي بكر عبد الرزاق بن همّام بن نافع الصنعاني المتوفى ۲۱۱هـ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة ۱۴۲۱هـ۲۰۰۰م

۷) المصنف لابن ابي شيبة للإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي العبسي المتوفى ۲۳۵هـ
مطبوعة: دار الكتب العلمية بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۱۶هـ۱۹۹۵م

۸) المسند للإمام أحمد بن حنبل للإمام أحمد بن محمد بن حنبل المتوفى ۲۴۱هـ
مطبوعة: عالم الكتب، بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۱۹هـ۱۹۹۸م

۹)مسند عبد بن حميد للإمام أبي محمد عبد بن حميد بن نصر الكسي المتوفى ۲۴۹هـ
مطبوعة: مكتبة السنة، القاهرة. الطبعة الأولى ۱۴۰۸هـ۱۹۸۸م

Marfat.com

مآخذ ومراجع

۱۰)سنن الدارمي للإمام أبي محمد عبد اللّٰه بن عبد الرحمن ابن الفضل بن بهرام الدارمي المتوفى ۲۵۵هـ
مطبوعة: دار المعرفة، بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۲۱هـ،۲۰۰۰م

۱۱)صحيح البخاري للإمام أبي عبد اللّٰه محمد بن إسماعيل ابن إبراهيم بن المغيرة بن بردزبة المتوفى ۲۵۶هـ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۱۹هـ ۱۹۹۸م

۱۲)الأدب المفرد للبخاري للإمام محمد بن إسماعيل البخاري المتوفى ۲۵۶هـ
مطبوعة: دار المعرفة، بيروت. الطبعة الثانية ۱۴۲۰هـ،۱۹۹۹م

۱۳)التاريخ الكبير للبخاري للإمام محمد بن إسماعيل البخاري المتوفى ۲۵۶هـ
مطبوعة: دار الفكر، بيروت.

۱۴)صحيح مسلم للإمام أبي الحسن مسلم بن الحجّاج القُشيري النيسابوري المتوفى ۲۶۱هـ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۲۱هـ ۲۰۰۱م

۱۵)سنن أبي داود للإمام أبي داود سليمان بن أشعث السجستاني الأزدي المتوفى ۲۷۵هـ
مطبوعة: دار ابن حزم، بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۱۸هـ،۱۹۹۷م

۱۶)سنن ابن ماجة للإمام أبي عبد اللّٰه محمد بن يزيد القزويني المتوفى ۲۷۵هـ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۱۹هـ ۱۹۹۸م

Marfat.com

مآخذ ومراجع

۱۷)مسند البزار — للإمام أبي بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق
المتوفى ۲۹۲هـ
مطبوعة: موسسة علوم القرآن، بيروت. الطبعة: ۱۴۰۹هـ

۱۸)سنن الترمذي — للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة
الترمذي المتوفى ۲۹۷هـ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۲۱هـ۲۰۰۰م

۱۹)سنن النسائي الكبرىٰ — للإمام أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي
بن سنان بن بحر الخراساني النسائي المتوفى ۳۰۳هـ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۱۱هـ۱۹۹۱م

۲۰)سنن النسائي المجتبىٰ — للإمام أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي
بن سنان بن بحر الخراساني النسائي المتوفى ۳۰۳هـ
مطبوعة: دار المعرفة، بيروت. الطبعة السادسة ۱۴۲۲هـ۲۰۰۱م

۲۱)مسند أبي يعلى — للإمام أبي يعلى أحمد بن علي بن المثنى
الموصلي التميمي المتوفى ۳۰۷هـ
مطبوعة: دار المامون للتراث، دمشق. الطبعة ۱۴۰۴هـ

۲۲)مسند الروياني — للإمام أبي بكر محمد بن هارون الروياني
الرازي الأملي الطبري التموفى ۳۰۷هـ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۱۹هـ۱۹۹۷م

۲۳)صحيح ابن خزيمة — للإمام أبي بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة
السلمي النيسابوري المتوفى ۳۱۱هـ
مطبوعة: المكتب الإسلامي، بيروت. الطبعة ۱۳۹۰هـ۱۹۷۰م

Marfat.com

مآخذ ومراجع

۲۴)صحیح ابن حبان — للإمام أبي حاتم محمد بن حبان بن أحمد التميمي البستي المتوفى ۳۵۴هـ
مطبوعة: مؤسسة الرسالة بيروت. الطبعة الثانية ۱۴۱۴هـ۱۹۹۳م

۲۵)الثقات لابن حبان — للإمام أبي حاتم محمد بن حبان بن أحمد التميمي البستي المتوفى ۳۵۴هـ
مطبوعة: دار الفكر، بيروت. الطبعة ۱۳۹۵هـ۱۹۷۵م

۲۶)المعجم الصغير — للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني المتوفى ۳۶۰هـ
مطبوعة: المكتب الإسلامي، بيروت. الطبعة ۱۴۰۵هـ

۲۷)المعجم الأوسط — للإمام الطبراني المتوفى ۳۶۰هـ
مطبوعة: دار الحرمين، القاهرة. الطبعة ۱۴۱۵هـ

۲۸)المعجم الكبير — للإمام الطبراني المتوفى ۳۶۰هـ
مطبوعة: مكتبة العلم والحكم الموصل. الطبعة الثانية ۱۴۰۴هـ۱۹۸۳م

۲۹)مسند الشاميين — للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني المتوفى ۳۶۰هـ
مطبوعة: مؤسسة الرسالة، بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۰۵هـ

۳۰)الكامل في ضعفاء الرجال — للإمام أبي أحمد عبد الله بن عدي بن عبد الله بن محمد الجرجاني المتوفى ۳۶۵هـ
مطبوعة: دار الفكر، بيروت. الطبعة الثالثة ۱۴۰۹هـ۱۹۸۸م

۳۱)تنبيه الغافلين — للفقيه أبي الليث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهيم السمرقندي الحنفي المتوفى ۳۷۳هـ
مطبوعة: المكتبة العصرية، بيروت. الطبعة ۱۴۲۲هـ، ۲۰۰۱م

Marfat.com

مآخذ ومراجع

۳۲)سنن الدار قطني — للإمام علي بن عمر الدار قطني المتوفى ۳۸۵ھ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الثانية ۱۴۲۴ھ۲۰۰۳م

۳۳)المستدرک علی الصحيحين — للإمام أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري المتوفى ۴۰۵ھ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۱۱ھ۱۹۹۰م

۳۴)تاريخ جرجان — للإمام أبي القاسم حمزة بن يوسف الجرجاني المتوفى ۴۲۸ھ
مطبوعة: عالم الكتب، بيروت. الطبعة الثالثة ۱۴۰۱ھ۱۹۸۱م

۳۵)مسند الشهاب — للإمام أبي عبد الله محمد بن سلامة بن جعفر القضاعي المتوفى ۴۵۴ھ
مطبوعة: مؤسسة الرسالة، بيروت. الطبعة الثانية ۱۴۰۷ھ۱۹۸۶م

۳۶)كتاب الزهد الكبير — للإمام أبي بكر أحمد بن الحسين بن علي بن عبد الله بن موسى البيهقي المتوفى ۴۵۸ھ
مطبوعة: مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت. الطبعة الثالثة ۱۹۹۶م

۳۷)تاريخ بغداد — للإمام أبي بكر أحمد بن علي الخطيب البغدادي المتوفى ۴۶۳ھ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت

۳۸)التمهيد لابن عبد البر — للإمام أبي عمر يوسف بن عبد الله بن عبد البر النمري المتوفى ۴۶۳ھ
مطبوعة: وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية، المغرب. الطبعة ۱۳۸۷ھ

Marfat.com

مآخذ ومراجع

۳۹)السنن الكبرى للبيهقي للإمام أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي المتوفى ۴۸۵هـ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة ۱۴۲۰هـ۱۹۹۹م

۴۰)شُعَب الإيمان للإمام أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي المتوفى ۴۸۵هـ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۲۱هـ،۲۰۰۰م

۴۱)إحياء علوم الدين للإمام أبي حامد محمد بن محمد الغزالي المتوفى ۵۰۵هـ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. ۱۴۲۳هـ،۲۰۰۲م

۴۲)مكاشفة القلوب للإمام حجة الإسلام أبي حامد محمد بن محمد الغزالي المتوفى ۵۰۵هـ
مطبوعة: دار المعرفة، بيروت. الطبعة السادسة ۱۴۲۳هـ،۲۰۰۳م

۴۳)الفردوس بمأثور الخطاب للعلامه أبي شجاع شيرويه بن شهرداد بن شيرويه الهمداني المتوفى ۵۰۹هـ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ۱۹۸۶م

۴۴)تاريخ مدينة دمشق لابن عساكر للإمام أبي القاسم علي بن الحسن ابن هبة اللّٰه بن عبد اللّٰه الشافعي المعروف بابن عساكر المتوفى ۵۷۱هـ

۴۵)بدائع الصنائع للإمام علاء الدين أبي بكر بن مسعود الكاساني الحنفي المتوفى ۵۸۷هـ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۱۸هـ،۱۹۹۷م

Marfat.com

مآخذ ومراجع

۴۶)الهداية — للعلامة أبي الحسن علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الرشداني المرغيناني المتوفى ۵۹۲هـ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۱۰هـ،۱۹۹۰م

۴۷)الأحاديث المختارة — للإمام أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد الحنبلي المقدسي المتوفى ۶۴۳هـ
مطبوعة: مكتبة النهضة الحديثة، مكة المكرمة. الطبعة الأولى ۱۴۱۰هـ

۴۸)الترغيب والترهيب — للإمام زكي الدين عبد العظيم بن عبد القوي المنذري المتوفى ۶۵۶هـ
مطبوعة: دار إحياء التراث العربي، بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۲۲هـ،۲۰۰۱م

۴۹)كنز الدقائق على هامش البحر الرائق — للشيخ الإمام أبي البركات عبد الله بن أحمد بن محمود النسفي المتوفى ۷۱۰هـ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۱۸هـ۱۹۹۷م

۵۰)مشكاة المصابيح — للعلامة الشيخ وليّ الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي المتوفى ۷۴۱هـ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۲۴هـ۲۰۰۳م

۵۱)تهذيب الكمال — للإمام أبي الحجاج يوسف بن زكي عبد الرحمن المزي المتوفى ۷۴۲هـ
مطبوعة: مؤسسة الرسالة بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۰۰هـ۱۹۸۰م

۵۲)سير أعلام النبلاء — للإمام أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي المتوفى ۷۴۸هـ
مطبوعة: مؤسسة الرسالة، بيروت. الطبعة التاسعة ۱۴۱۳هـ

Marfat.com

مآخذ ومراجع

۵۳)ميزان الاعتدال في نقد الرجال — للعلامة شمس الدين محمد بن أحمد الذهبي المتوفى ۷۴۸هـ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ۱۹۹۵م

۵۴)نصب الراية — للإمام أبي محمد عبد الله بن يوسف الحنفي الزيلعي المتوفى ۷۶۲هـ
مطبوعة: دار الحديث، مصر. الطبعة ۱۳۵۷هـ

۵۵)التخويف من النار — للإمام أبي الفرج عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي المتوفى ۷۹۵هـ
مطبوعة: مكتبة دار البيان، دمشق. الطبعة الأولى ۱۳۹۹هـ

۵۶)مجمع الزوائد — للإمام علي بن أبي بكر الهيثمي المتوفى ۸۰۷هـ

۵۷)موارد الظمآن — للإمام أبي الحسن علي بن أبي بكر الهيثمي المتوفى ۸۰۷هـ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت.

۵۸)كتاب التعريفات — للعلامة السيد الشريف علي بن محمد بن علي السيد الزين أبي الحسن الحسيني الجرجاني الحنفي المتوفى ۸۱۶هـ
مطبوعة: دار المنار.

۵۹)تلخيص الحبير — للإمام أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي المتوفى ۸۵۲هـ
مطبوعة: المدينة المنورة. ۱۳۸۴هـ، ۱۹۶۴م

Marfat.com

مآخذ ومراجع

٦٠)لسان الميزان — للإمام أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني الشافعي المتوفى ٨٥٢هـ
مطبوعة: مؤسسة الأعلمي للمطبوعات، بيروت. الطبعة الثالثة ١٤٠٦هـ ١٩٨٦م

٦١)عمدة القاري شرح صحيح البخاري — للإمام العلامة بدرّ الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي المتوفى ٨٥٥هـ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ١٤٢١هـ ٢٠٠١م

٦٢)شرح سنن أبي داود للعيني — للإمام العلامة بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني المتوفى ٨٥٥هـ
مطبوعة: مكتبة الرشد الرياض. الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ ١٩٩٩م

٦٣)نزهة المجالس — للإمام عبد الرحمن بن عبد السلام بن عثمان الصفوري الشافعي المتوفى ٨٩٤هـ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ١٤١٩هـ ١٩٩٨م

٦٤)الجامع الصغير للسيوطي — للإمام جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي الشافعي المتوفى ٩١١هـ
مطبوعة: دار طابر العلم، جدة.

٦٥)تنوير الحوالک شرح للإمام جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي الشافعي المتوفى ٩١١هـ
الموطا للإمام مالک
مطبوعة: دار الكتب العلمية بيروت. الطبعة الأولى ١٤١٨هـ ١٩٩٧م

٦٦)حاشية الإمام السيوطي على سنن النسائي — للإمام جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي الشافعي المتوفى ٩١١هـ
مطبوعة: دار المعرفة بيروت. الطبعة السادسة ١٤٢٢هـ ٢٠٠١م

Marfat.com

مآخذ ومراجع

٦٧)الديباج للسيوطي — للإمام أبي الفضل عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي الشافعي المتوفى ٩١١هـ

٦٨)البحر الرائق — للعلامة الشيخ زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف بان نجيم المصري الحنفي المتوفى ٩٧٠هـ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ١٤١٨هـ١٩٩٧م

٦٩)مرقاة المفاتيح على مشكاة المصابيح — للعلامّة الشيخ علي بن سُلطان محمد القاري المتوفى ١٠١٤هـ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ،٢٠٠١م

٧٠)نوادر الأصول في أحاديث الرسول — للإمام أبي عبد اللّٰه محمد بن علي بن الحسن الحكيم الترمذي.
مطبوعة: دار الجيل، بيروت. الطبعة ١٩٩٢م

٧١)الدر المختار — للعلامة محمد بن علي بن محمد بن علي بن عبد الرحمن الحنفي الحصكفي ١٠٨٨هـ
مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت. الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ،٢٠٠٢م

٧٢)شرح الزرقاني على الموطا للإمام مالک — للإمام محمد بن عبد الباقي بن يُوسف الزرقاني المصري الأزهري المالكي المتوفى ١١٢٢هـ
مطبوعة: دار الفكر، بيروت. الطبعة الأولى ١٤٢١هـ،٢٠٠١م

٧٣)حاشية العلامة السندي على سنن النسائي — للعلامة أبي الحسن نور الدين السندي المتوفى ١١٣٨هـ
مطبوعة: دار المعرفة، بيروت. الطبعة السادسة ١٤٢٢هـ،٢٠٠١م

Marfat.com

مآخذ ومراجع

۷۴)الفتاوى الهندية المعروف بالعالمگيرية — للعلامة نظام الدين الحنفي المتوفى ۱۱۶۱ھ وجماعة من علماء الهند.
مطبوعة: دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۰۰ھ،۱۹۸۰م

۷۵)كشف الخفاء — للإمام إسماعيل بن محمد العلجواني الجراحي التموفى ۱۱۶۲ھ
مطبوعة: مؤسسة الرسالة، بيروت. الطبعة الرابعة ۱۴۰۵ھ

۷۶)رد المحتار — للعلامة السيد محمد أمين ابن عابدين الشامي الحنفي المتوفى ۱۲۷۲ھ
مطبوعة: دار المعرفة، بيروت. الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ،۲۰۰۰م

۷۷)تمہیدالایمان — امام اہلسنت حضرت علامہ مولانا امام محمد احمد رضا خان صاحب قادری متوفی ۱۳۴۰ھ
مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی۔

۷۸)فضائل صدقہ وخیرات — امام اہلسنت امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ
مطبوعہ: جماعتِ اہلسنت پاکستان (حیدرآباد)

۷۹)بہارِشریعت — صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی قادری صاحب متوفی ۱۳۶۷ھ
مطبوعہ: مکتبہ اسلامیہ، (مرکز الاولیاء) لاہور۔

Marfat.com

مآخذ ومراجع

۸۰) مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح — حکیم الأمت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی
مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، (مرکز الاولیاء) لاہور۔

۸۱) مصباح السالکین — حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب

ترجمہ احیاء علوم الدین — مطبوعہ: پرو گریسو بکس، (مرکز الاولیاء) لاہور

Marfat.com

حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی

یادگار تصانیف

تفسیر ضیاء القرآن
جلد ۵

فہم قرآن کا بہترین ذریعہ
اہل دل کے لیے ایک نایاب تحفہ

ترجمۃ القرآن جمال القرآن

قرآن پاک کا انتہائی خوبصورت ترجمہ جس کے ہر
لفظ سے اعجازِ قرآن کا حسن نظر آتا ہے

سنت خیر الانام

فتنۂ انکارِ سنت پر تحقیقی اور تنقیدی کتاب

ضیاء النبی
جلد ۷

سیرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب

درد و سوز اور تحقیق و آگہی سے
معمور تصنیف

مقالات

مختلف علمی، نصابی اور تحقیقی موضوعات پر فاضل مصنف کے مقالات کا مجموعہ

قصیدہ اطیب النغم

خوبصورت نعتیہ قصیدہ کی پُرسوز
اور دلآویز شرح

مجموعہ وظائف مع دلائل الخیرات شریف

مشائخ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ اور دیگر سلاسل
کے معمولات اور اوراد و وظائف کا مجموعہ

فون:

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

- گنج بخش روڈ، لاہور 7221953-7220479 فیکس: 7238010
- ۱۹، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور 7225085-7247350
- ۱۴، انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی 2630411-2212011 فیکس: 2210212

1Z 468